قال الله تعالیٰ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۝
فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۝

چوں راس و اساس علوم حکمیہ علوم قرآن ست، و ازیں عمر توجہ علماء امت مبذول
بخدمتش از قدیم زمان ست، و از جملہ علوم خادمہ قرآن حسب آیت مزبورہ علم تفسیر و بیان ست باوجود
وفور تکثر کتب ایں فن تجدد ضرورت، مذاق اہل عصر مقتضی تالیفے جدید در تبیان فرقان ست، و کتاب ہٰذا کہ مسمّٰی بہ

# مکمل بیان القرآن

١٣٤٦

مع

مسائل السلوک من کلام ملک الملوک (فی العربیۃ) و رفع الشکوک ترجمہ مسائل السلوک (فی الہندیۃ) و وجوہ المثانی مع توجیہ الکلمات والمعانی (فی العربیۃ)

بتبیان و برہان کافل و حاوی آں طرز و عنوان ست، و ایں طبع فقل آں نسخہ شریفہ است کہ بر آں حضرت مؤلف علام قدس سرہ نظر اصلاحی
باہتمام خاص نمودند کہ موجب مزید تبیان ست، و ایں کامل تفسیر بیان القرآن ست، بنا بر علیہ کتاب مذکور بحسن عنایات و اکمل التزامات مثل
وضع متن قرآنی مع ترجمہ بین السطور در اول حصہ صفحہ و تواؤ متن مع تکریر ترجمہ و تفسیر بقید امتیاز مابین ترجمہ و تفسیر بخطوط بالائیہ در دوئم
حصہ و حواشی عربیہ در سوئم حصہ و در پہلوئے صفحہ کتاب مسائل السلوک و در ختم ہر جلد مضمون وجوہ المثانی
متعلقہ بآں جلد کہ مزید منفعت ست مفید تالیان قاریان و شائقان و سالکان و ملک موافق اجمالاً یا تفصیلاً و طالبان
تحقیق مزید از عامیان و خاصان ست

احقر محمد اشرف کہ محتاج مغفرت و رضوان ست

در اشرف پریس، ایبک روڈ (انارکلی) لاہور
باہتمام طبع نمود

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان

دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل

# حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان

درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین

ٹیلیگرام چینل

المنزل الثالث

| سورة يونس مكية وهى مائة | بسم الله الرحمن الرحيم | وتسع ايات واحد عشر ركوعا |
| --- | --- | --- |

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان رحم والے ہیں

وقف للنبی صلی اللہ علیہ وسلم

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ

یہ پر حکمت کتاب کی آیتیں ہیں کیا ان لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کے پاس وحی بھیجدی کہ سب آدمیوں کو ڈرائیے

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝

اور جو ایمان لے آئے انکو یہ خوشخبری سنائیے کہ ان کے رب کے پاس ان کو پورا مرتبہ ملے گا کافر کہنے لگے کہ یہ شخص تو بلا شبہ صریح جادوگر ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، سورۃ یونس مکیۃ وھی مائۃ وتسع ایات (کذا فی البیضاوی) ربط اس تمام سورت کا حاصل چند مضامین ہیں اول اثبات توحید ثانی اثبات رسالت ثالث اثبات قرآن رابع اثبات معاد خامس تہدید بہ بعض قصص اور اول کے ضمن میں ابطال شرک اور ثانی کے ضمن میں اسکے متعلق بعض شبہات کا جواب اور ثالث کے ضمن میں اسکی تکذیب پر رد اور رابع کے ضمن میں جزا و سزا و فنا دنیا کا بیان اور خامس کے ضمن میں بعض شبہات کا جواب اور آپ کی تسلی اور یہ سب مضامین محاجہ ہیں کفار کے ساتھ اور پہلی سورت میں بھی محاجہ تھا گو وہاں باللسان تھا اور یہاں باللسان اور وہاں کفار کے مختلف فرقوں سے تھا اور یہاں صرف مشرکین سے چنانچہ آیات میں غور کرنے سے یہ سب امور ظاہر ہو سکتے ہیں اس تقریر سے دونوں سورتوں میں بھی اور اس سورت کے اجزا میں باہمدگر بھی تناسب وارتباط ظاہر ہوگیا ۔

## حقیّت قرآن و رسالت

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ (الی قولہ تعالیٰ) اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝ الٓرٰ کا مطلب تو اللہ کو معلوم، یہ (جو آگے آتی ہیں) پر حکمت کتاب (یعنی قرآن) کی آیتیں ہیں (جو بوجہ حق ہونے کے قابل جاننے اور ماننے کے ہیں اور چونکہ جن پر اس کا نزول ہوا ہے ان کی نبوت کا کفار انکار کرتے تھے اسلئے جواب فرماتے ہیں کہ) کیا ان (مکہ کے) لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کے پاس (جو کہ مثل ان کی بشر ہے) وحی بھیجدی (جس کا خلاصہ یہ ہے) کہ (عام طور پر) سب آدمیوں کو (احکام خداوندی کے خلاف کرنے پر) ڈرائیے اور جو ایمان لے آئے ان کو یہ خوشخبری سنائیے کہ ان کے رب کے پاس (پہنچکر) ان کو پورا مرتبہ ملے گا (یعنی اگر ایسا مضمون کسی بشر پر وحی کے ذریعہ سے نازل ہوجاوے تو کوئی تعجب کی وجہ نہیں مگر) کافر (اس قدر متعجب ہوئے کہ آپ کی نسبت) کہنے لگے کہ (نعوذ باللہ) یہ شخص تو بلا شبہ صریح جادوگر ہے (نبی نہیں ہے کیونکہ نبوت بشر کے لئے نہیں ہو سکتی) ف یہ ایک جہالت تھی مشرکین کی بلا دلیل ہو

### اللغات

قولہ قدم صدق فی الروح اصل القدم العضو المخصوص ثم اطلقت علی السبق مجازا مرسلا لکونہا سببہ ثم التنزوارید من السبق الفضل والشرف والتقدم المعنوی الی المنازل الرفیعۃ مجازا ایضا فالمجاز ہہنا بمرتبتین واصل الصدق مایکون فی الاقوال ویستعمل فی الافعال فیقال صدق فی القتال اذا وفاہ حقہ فیعبر بہ عن کل فعل فاضل ظاہرا وباطنا ویضاف الیہ مقعد صدق ومدخل صدق ومخرج صدق الی غیر ذلک وھو ہہنا بیان الاضافۃ من اضافۃ الموصوف الی صفتہ والاصل قدم صدق ای محققۃ مقررۃ وفیہ مبالغۃ بجعلہا عین الصدق ثم جعل الصدق کانہ صاحبہا اھ ۱۲

الروایات فی الدر المنثور اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویہ عن ابن عباس رضی قال لما بعث اللہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم رسولا انکرت العرب ذلک ومن ذکر منہم فقالوا اللہ اعظم من ان یکون رسولہ بشرا مثل محمد فانزل اللہ اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منہم الآیۃ وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحی الیہم الآیۃ فلما کرر اللہ علیہم الحجج قالوا واذا کان بشرا فغیر محمد کان احق بالرسالۃ فلولا نزل ہذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم یقولون اشرف من محمد یعنی الولید ابن المغیرۃ من مکۃ وعروۃ بن مسعود الثقفی من الطائف فانزل اللہ ردا علیہم اھم یقسمون رحمت ربک الآیۃ اھ ۱۲

### ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ رجل بشر ہے اشارۃ الی ان المماثلۃ مقصودۃ فی البشریۃ لانہ کان مناط تعجبہم کما یفصح عنہ اقوالہم ۱۲ ؎ قولہ فی انذر الناس عام طور پر اشارۃ الی ان الناس ہذا غیر الناس الاول فان الاول خاص وہذا عام والاشارۃ ایضا الی ان الانذار لیس بمختص بالکافرین فان المعصیۃ ممکنۃ الاجتماع مع الایمان فیتحقق الانذار ایضا ولذا حذف مفعولہ ۱۲ ؎ قولہ قبل قال اس قدر اشارۃ الی ان جملۃ قال آخر بیان لقولہ وکان للناس ۱۲

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۖ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۖ مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا

بلاشبہ تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ روز میں پیدا کر دیا ۔ پھر عرش پر قائم ہوا ۔ وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے کوئی سفارش کرنے والا نہیں

مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ إِنَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ

بدوں اس کی اجازت کے ۔ ایسا اللہ تمہارا رب ہے سو تم اس کی عبادت کرو کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے ۔ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے ۔ اللہ نے سچا وعدہ کر رکھا ہے بیشک وہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے

ثُمَّ يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ

پھر وہی دوبارہ بھی پیدا کریگا تاکہ ایسے لوگوں کو جو کہ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے انصاف کے ساتھ جزا دے اور جن لوگوں نے کفر کیا انکے واسطے کھولتا ہوا پانی پینے کو ملیگا اور دردناک عذاب ہوگا

بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝ هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ

انکے کفر کی وجہ سے ۔ وہ اللہ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو نورانی بنایا اور اس کے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو

اور بشریت کو منافی سمجھتے تھے اس آیت میں اس کا جواب ہے جس کا حاصل منع اصطلاحی ہے اور دوسرا قول ان کا بطریق تنزل لولا نزل هذا القرآن على رجل من القريتين عظيم اس کا جواب اسی کے بعد مذکور ہے اهم يقسمون رحمة ربك الخ ربط اوپر قرآن و رسالت کا ذکر تھا آگے توحید کا بیان ہے

**تحقیقت توحید** إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ (الی قولہ تعالیٰ) أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ بلاشبہ تمہارا رب (حقیقی) اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ روز (کی مقدار) میں پیدا کر دیا (پس اعلیٰ درجہ کا قادر ہے) پھر عرش پر (جو مشابہ ہے تخت سلطنت کے اس طرح) قائم (اور جلوہ فرما) ہوا (کہ جو اس کی شان کے لائق ہے تاکہ عرش سے زمین و آسمان میں احکام جاری فرما دے جیسا آگے ارشاد ہے کہ) وہ ہر کام کی (مناسب) تدبیر کرتا ہے (پس حکیم بھی ہے اس کے سامنے) کوئی سفارش کرنے والا (سفارش) نہیں (کر سکتا) بدوں اسکی اجازت کے (پس عظیم بھی ہوا پس) ایسا اللہ تمہارا رب (حقیقی) ہے سو تم اس کی عبادت کرو (اور شرک مت کرو) کیا تم (ان دلائل کے سننے کے بعد) پھر بھی نہیں سمجھتے ربط اوپر توحید کا ذکر تھا آگے معاد کا ذکر ہے **تحقیقت معاد** إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا (الی قولہ تعالیٰ) بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے اللہ نے (اس کا) سچا وعدہ کر رکھا ہے بیشک وہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی (قیامت کو) پیدا کریگا تاکہ ایسے لوگوں کو جو کہ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے انصاف کے ساتھ (پوری پوری) جزا دے (اور اس میں ذرا کمی نہ کرے بلکہ بہت کچھ زیادہ دیدے) اور جن لوگوں نے کفر کیا انکے واسطے (آخرت میں) کھولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا اور دردناک عذاب ہوگا انکے کفر کی وجہ سے ربط اوپر توحید کا بیان ہوا ہے آگے پھر اسی کی طرف عود ہے **عود توحید** هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ (الی قولہ تعالیٰ) لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَّقُونَ ۝

**اللغات** لا فرق بين الضياء والنور والإزادت لفظة هي في زراد ما اشتهر في الفرق بينهما بكون الضياء بالذات والنور بالعرض وبناءه على استفادة القمر النور من الشمس فما لم يثبت في اللغة والاحاديث الاستفادة فما ذكروا فيه انه من الحدسيات لاختلاف اشكاله بحسب قربه وبعده منها او لا يفيد الجزم لاحتمال ان يكون القمر كرة نصفها مضئ ونصفها مظلم يتحرك على نفسه فيري هلالا ثم بدرا ثم يمحق وما الاستدلال بحصول الخسوف عند توسط الارض بينه وبين الشمس فلا يفيد الجزم ايضاً لجواز ان يكون سبب آخر الاختلاف تلك الاشكال النوعية لكسالا نعلم كان يكون كوكب كمد تحت فلك القمر ينخسف به في بعض مستقيما لانه ١٢ **النحو** قوله يبدء بالهمز او مال والا خبر بعد خبر والا تفسير على بعض الاقوال لقوله استوى على العرش وهرما يتعلق بالآية في حواشي مثل هذه في سورة الاعراف ١٢

**البلاغة**

قوله جعل الشمس ضياء بمعنى ذات ضياء او نفس ضياء بطريق المبالغة وعلى الكل فهو من قبيل ضيق فم الركية لان الله تعالى خلقها مضيئة من اول الامر قوله قدره اى قدر له اى لسيره ١٢

**ملحقات الترجمہ**

لہ قولہ فی بالقسط کی نکر ہے وهو الفائدة في التقييد بالقسط فالمقصود نفي النقص لا نفي الزيادة وجبت وقع العذاب فالمراد الزيادة للنقص لانه لا محذور فيه فلا حاجة الى تفسير القسط بالعمل الصالح ونحوه ١٢

37 / 124



مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ

اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں بے فائدہ نہیں پیدا کیں وہ یہ دلائل ان لوگوں کو صاف صاف بتلا رہے ہیں جو دانش رکھتے ہیں بلاشبہ رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے میں اور اللہ نے جو کچھ

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے ان سب میں ان لوگوں کے واسطے دلائل ہیں جو ڈر مانتے ہیں جن لوگوں کو ہمارے پاس آنیکا کھٹکا نہیں ہے اور وہ دنیوی زندگی پر راضی ہو گئے ہیں

وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ اِنَّ

اور اس میں جی لگا بیٹھے ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں سے بالکل غافل ہیں ایسے لوگوں کا ٹھکانا ان کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے یقیناً

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ○ دَعْوٰىهُمْ

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کا رب ان کو بوجہ ان کے مومن ہونے کے ان کے مقصد تک پہنچا دے گا ان کے نیچے نہریں جاری ہونگی چین کے باغوں میں

فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ ع

ان کے منہ سے یہ بات نکلے گی کہ سبحان اللہ اور ان کا باہمی سلام یہ ہوگا السلام علیکم اور ان کی اخیر بات یہ ہوگی الحمد للہ رب العالمین۔

وہ اللہ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو (بھی) نورانی بنایا اور اس (کی چال) کے لئے منزلیں مقرر کیں (کہ ہر روز ایک منزل قطع کرتا ہے) تاکہ (ان اجرام کے ذریعہ سے) تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں بے فائدہ نہیں پیدا کیں وہ یہ دلائل ان لوگوں کو صاف صاف بتلا رہے ہیں جو دانش رکھتے ہیں بلاشبہ رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے میں اور اللہ نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے ان سب میں ان لوگوں کے واسطے (توحید کے) دلائل ہیں جو (خدا کا) ڈر مانتے ہیں **ف** یوں تو غیر اہل علم وغیر اہل تقوی کیلئے بھی دلائل بیان کئے گئے ہیں مگر تخصیص باعتبار انتفاع کے ہے اور منزل سے مراد وہ مسافت ہے جسکو کوئی کوکب شب و روز میں قطع کرے خواہ وہ مسافت خلاء ہو یا ملاء ہو اور اس معنی کر آفتاب بھی ذی منازل ہے چنانچہ بعض نے قدرہ کی ضمیر بتاویل ہر واحد کے دونوں کی طرف راجع کی ہے لیکن چونکہ قمر کی چال بہ نسبت سورج کے سریع ہے اور اس کا منازل کو طے کرنا محسوس ہے اسلئے اس کے ساتھ سیر منازل کی تخصیص مناسب ہوئی اور اس اعتبار سے قمر کی انتیس ۲۹ یا تیس ۳۰ منزلیں ہوئیں مگر چونکہ اٹھائیس رات سے زیادہ نظر نہیں آتا اسلئے اٹھائیس منزلیں اس کی مشہور ہیں اور ہر چند کہ شمس و قمر دونوں عدد سنین اور حساب کے آلات میں سے ہیں لیکن آفتاب کا دورہ ایک سال میں پورا ہونے کی وجہ سے زیادہ مناسب یہ ہے کہ عدد السنین کو شمس کے متعلق کہا جاوے اور اس سے چھوٹے حساب کو قمر کے متعلق کہا جاوے اور اسی واسطے حساب کا لفظ بڑھا گیا بطور تعمیم بعد تخصیص کے واللہ اعلم ربط اوپر معاد کا ذکر تھا آگے پھر اسکی طرف عود ہے

## عود بمعاد

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ (الی قولہ تعالیٰ) اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ جن لوگوں کو ہمارے پاس آنیکا کھٹکا نہیں ہے اور وہ دنیوی زندگی پر راضی ہو گئے ہیں (آخرت کی طلب اصلا نہیں کرتے) اور اس میں جی لگا بیٹھے ہیں (آئندہ کی کچھ خبر نہیں) اور جو لوگ ہماری آیتوں سے (جو کہ بعث پر دلالت کرتی ہیں) بالکل غافل ہیں ایسے لوگوں کا ٹھکانا انکے (ان) اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے (اور) یقیناً جو لوگ ایمان لائے

| الکلام | اللغات |
| --- | --- |
| دلالۃ علی اصالۃ الایمان وشرفہ ۱۲ | الرجاء عام للامل والخوف والیقین والمراد عدم الامل قولہ رضوا ای عدم الخوف قولہ واطمانوا |
| **الکلام** | **البلاغۃ** |
| استدل المعتزلۃ بالآیۃ علی توقف دخول الجنۃ علی الایمان والعمل الصالح والجواب ظاہر فان الآیۃ تدل علی کون المجموع سببا لا شرطا ودلت نصوص اخری علی کفایۃ الایمان فی نفس الدخول ولا تنافی بین الاسباب ۱۲ | تکریر الموصول فی قولہ والذین ہم عن آیاتنا من عطف الصفۃ علی الصفۃ لذات واحدۃ للایذان بان کلا من الصفتین تکفی فی ایجابہا النار **قولہ** بایمانہم خص الایمان بالذکر بعد المجموع |

## مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ان الذین لا یرجون لقاءنا ورضوا بالحیوۃ الدنیا واطمانوا بہا الخ تعلیق الذم بالرضی بالدنیا والاطمینان بہا دلیل ظاہر علی ذمہا

## ترجمہ

**قولہ تعالیٰ** ان الذین لا یرجون لقاءنا ورضوا بالحیوۃ الدنیا واطمانوا بہا مذمت کا رضا بالدنیا و اطمینان بالدنیا پر مرتب کرنا ان دونوں کے مذموم ہونے پر دلیل ظاہر ہے ۱۲

ع ۱ / ۲

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ؕ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر جلدی سے نقصان واقع کر دیا کرتا جسطرح وہ فائدہ کیلئے جلدی مچاتے ہیں تو ان کا وعدہ کبھی کا پورا ہو چکا ہوتا سو ہم ان لوگوں کو جنکو ہمارے پاس آنیکا کھٹکا نہیں ہے انکے حال پر چھوڑے رکھتے ہیں

فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝

کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔

اور انہوں نے نیک کام کئے ان کا رب انکو بوجہ انکے مومن ہونیکے انکے مقصد (یعنی جنت) تک پہنچا دیگا انکے (مسکن کے) نیچے نہریں جاری ہونگی چین کے باغوں میں (اور جسوقت وہ جنت میں جا دینگے اور عجائبات کا دفعۃً معائنہ کرینگے تو اسوقت) انکے منہ سے یہ بات نکلیگی کہ سبحان اللہ اور (پھر جب ایکدوسرے کو دیکھینگے تو) ان کا باہمی سلام یہ ہوگا السلام علیکم اور (جب اطمینان سے وہاں جا بیٹھیں گے اور اپنے پرانے مصائب اور متاعب اور اسوقت کے غیر مکدر دائمی عیش کا موازنہ کرینگے تو) ان کی (اسوقت کی ان باتوں میں) اخیر بات یہ ہوگی الحمد للہ رب العالمین (جیسا دوسری آیت میں ہے الحمد للہ الذی اذہب عنا الحزن) ف آخر دعوٰہم کی اس تفسیر پر شبہ نہیں رہا کہ گیا اس کے بعد وہ کوئی بات نہ کرینگے ربط اوپر داٰئک ماوٰہم النار میں کفار کا آخرت میں معذب ہونا بیان فرمایا ہے ایسے مضامین پر کفار تکذیب کی غرض سے کہا کرتے کہ ہم تو عذاب کو حق جب سمجھیں کہ ہم پر یہاں دنیا ہی میں عذاب نازل ہوجاوے جیسا سورہ صٓ میں ہے وقالوا ربنا عجل لنا قطنا قبل یوم الحساب اور اس کے بعد عذاب نازل نہ ہونے سے شبہ عدم عذاب فی المعاد کا ہو سکتا تھا آگے اس کا جواب ارشاد ہوتا ہے:-

## جواب شبہ از عدم وقوع عذاب عاجل

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ (الی قولہ تعالیٰ) فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر (انکے جلدی مچانے کے موافق) جلدی سے نقصان واقع کر دیا کرتا جس طرح وہ فائدے کیلئے جلدی مچاتے ہیں (اور اس کے موافق وہ فائدہ جلد واقع کر دیتا ہے اسیطرح اگر نقصان بھی واقع کر دیا کرتا) تو ان کا وعدہ (عذاب) کبھی کا پورا ہو چکا ہوتا (لیکن ہماری حکمت جس کا بیان ابھی آتا ہے چونکہ اس کو مقتضی نہیں ہے) سو (اس لئے) ہم ان لوگوں کو جن کو ہمارے پاس آنیکا کھٹکا نہیں ہے انکے حال پر (بلا عذاب چندے وز) چھوڑے رکھتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں (اور مستحق زیادہ عذاب کے ہو جاویں اور وہ حکمت یہی ہے)

ف اگر کسی کو شبہ ہو کہ آیت سے دو امر مفہوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ شر مانگنے سے بھی جلدی واقع نہیں ہوتا دوسرا یہ کہ مانگنے سے خیر جلدی واقع ہوتی ہے حالانکہ اس کا عکس بھی بکثرت واقع ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مقصود آیت کا یہ ہے کہ بمقتضائے رحمت اصل خیر میں تعجیل وقوع ہے اور شر میں عدم تعجیل وقوع لیکن کسی عارض سے اگر عکس ہو جاوے تو منافی مدلول آیت کے نہیں پس آیت میں تعجیل و عدم تعجیل باعتبار اقتضائے اصل کے ہے یا یوں کہا جاوے کہ جو شر و نقصان واقع ہوتا ہے اس میں باعتبار شخص خاص یا باعتبار عام مصالح کے کوئی خیر مضمر ہوتی ہے اور جس خیر میں توقف ہوتا ہے اسی طرح اس میں کوئی شر مضمر ہوتا ہے۔ بس اس شر کا وقوع واقع میں خیر کا وقوع ہے اور اس خیر کا عدم وقوع واقع میں شر کا عدم وقوع ہے ربط اوپر توحید کا ذکر ہوا ہے۔ آگے شرک کا باطل ہونا ایک خاص طور پر بیان فرماتے ہیں وہ یہ کہ مصیبت میں خود مشرکین ہی خدا کے سوا سب کو چھوڑ بیٹھتے ہیں پس شرک واقع میں جسطرح باطل ہے اسی طرح اس عقیدہ والوں کے طرز عمل سے بھی لغو ثابت ہوتا ہے:-

### ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی جنت یم مقصد اشارۃ الی ان الکلام بہدیہم ربہم الی ما ولیہم لدلالۃ السیاق علیہ ۱۲

لہ قولہ سبحنک عجائبات الخ وبذا التفسیر بہذا النہج وبہذا الترتیب من مواہب اللہ تعالیٰ ویقع مثل ذلک فی مجالس الدنیا واللہ اعلم ۱۲

لہ قولہ استجالہم فائدہ جلد واقع الخ اشارۃ الی تقدیر الکلام ہکذا ولو یعجل اللہ للناس الشر باستعجالہم کتعجیلہ الخیر باستعجالہم لہ فوضع استعجالہم بالخیر موضع تعجیلہ لہ اشعارا بسرعۃ اجابتہ سبحانہ لہم والاسعاف بطلبتہم حتی کان استعجالہم بالخیر تعجیل لہ کما فی الکشاف اعنی الروح وہو کلام رضیین بدل علی دقۃ نظر صاحبہ کما قال ابن المنیر ۱۲

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى

اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارنے لگتا ہے لیٹے بھی بیٹھے بھی کھڑے بھی پھر جب ہم اسکی وہ تکلیف اس سے ہٹا دیتے ہیں تو پھر اپنی پہلی حالت پر آجاتا ہے کہ گویا جو تکلیف اسکو پہنچی تھی

ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ

اس کے ہٹانے کیلئے کبھی ہمکو پکارا ہی نہ تھا ان حد سے نکلنے والوں کے اعمال انکو اسی طرح مستحسن معلوم ہوتے ہیں اور ہم نے تم سے پہلے بہت سے گروہوں کو ہلاک کر دیا ہے جبکہ انہوں نے ظلم کیا

وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ

حالانکہ ان کے پاس انکے پیغمبر بھی دلائل لیکر آئے اور وہ ایسے کب تھے کہ ایمان لے آتے ہم مجرم لوگوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں پھر ان کے بعد ہم نے دنیا میں بجائے

خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝

ان کے تم کو آباد کیا تاکہ ہم دیکھ لیں کہ تم کسطرح کام کرتے ہو

**تزییف طریقہ مشرکین** وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ (الی قولہ تعالیٰ) مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اور جب انسان کو (یعنی انمیں سے بعض کو) کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارنے لگتا ہے لیٹے بھی بیٹھے بھی کھڑے بھی (اور اس وقت کوئی بت وغیرہ یاد نہیں رہتا ضل من تدعون الا ایاہ) پھر جب (اس کی دعا والتجا کے بعد) ہم اسکی وہ تکلیف ہٹا دیتے ہیں تو پھر اپنی پہلی حالت پر آجاتا ہے (اور ہم سے ایسا بے تعلق ہوجاتا ہے) کہ گویا جو تکلیف اس کو پہنچی تھی اسکے ہٹانے کیلئے کبھی ہم کو پکارا ہی نہ تھا (اور پھر وہی شرک کی باتیں کرنے لگتا ہے نسی ماکان یدعوا الیہ من قبل وجعل للہ انداداً) ان حد سے نکلنے والوں کے اعمال (بد) ان کو اسی طرح مستحسن معلوم ہوتے ہیں (جس طرح ہم نے ابھی بیان کیا ہے) ف اس آیت کا مضمون قرآن مجید کی چند آیتوں میں مختلف الفاظ میں آیا ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ حالت خیر میں یہ احکام ثابت فرمائے ہیں اعراض نسیان ترک دعا فرح فخر ان سب کا صحت اجتماع ظاہر ہے اور حالت شر میں یہ احکام ثابت فرمائے ہیں یاس کفران دعا ان میں یاس و کفران کا صحت اجتماع تو ظاہر ہے لیکن دعا اور یاس کا اجتماع ظاہراً مشکل ہے کیونکہ دعا امید ہی میں کی جاتی ہے سو یا تو یوں کہا جاوے کہ زبان سے دعا کرتا ہے مگر دل میں مایوسی ہوتی ہے اور یا یوں کہا جاوے کہ اول اول خوب دعا کرتا ہے پھر بعد چندے مایوس ہوکر چھوڑ دیتا ہے اور سورہ حم فصلت کے آخر میں جو ارشاد ہوا ہے لا یسئم الانسان من دعاء الخیر اس میں ظاہراً یہ اشکال ہوتا ہے کہ اگر یہ حالت خیر میں ہے تب تو اس میں اوپر ترک دعا ثابت ہوچکا ہے اور اگر حالت شر میں ہے تو لا یسئم کا حکم مشکل ہے کیونکہ یاس میں نشاط فی الدعا بالیقین فوت ہوجاتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں حالتوں میں مشترک ہے اور دعا سے مراد محض اسند عا اور تمنا اور حرص ہے یہ امور ہر حالت میں تازہ رہتے ہیں خوب سمجھ لینا چاہئے اس تقریر سے تمام اشکالات رفع ہوگئے (ربط) اوپر مضمون معاد میں کفار کا مستحق عذاب ہونا بیان فرمایا ہے آگے تاکید استحقاق کیلئے اجمالاً کفار سابقین کا انواع عذاب سے ہلاک ہونا بیان فرماتے ہیں تاکہ تنبیہ ہوجاوے کہ یہ بھی مستحق عذاب کے ہیں لیکن بعض حکمتوں سے دنیا میں عذاب نازل رکا رہا ہے وہاں چونکہ کوئی مانع نہ ہوگا اس لئے لامحالہ واقع ہوجاوے گا اور اس اجمال کی تفصیل کیلئے آخر سورت میں بعض قصص امم سابقہ کے آئے ہیں۔

## تہدید کفار بذکر اہلاک سابقین اجمالاً

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ (الی قولہ تعالیٰ) لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝ اور ہم نے تم سے پہلے بہت سے گروہوں کو (انواع عذاب سے) ہلاک کر دیا ہے جبکہ انہوں نے ظلم (یعنی کفر و شرک) کیا حالانکہ ان کے پاس انکے پیغمبر بھی دلائل لیکر آئے اور وہ (بوجہ غایت عناد کے) ایسے کب تھے کہ

| | |
|---|---|
| اللغات القرن اہل کل زمان کذا فی الروح **ملحقات الترجمۃ** لہ قولہ انسان یعنی انہ منہم من بعض کذلک فہذا وصف الجنس اللائق ببعض افرادہ ۱۲ | ۲ قولہ فی خلفاء التجا کے بعد دل علیہ الفاء وسلم قولہ ای دعوہ ہٹانے اشارۃ الے تقدیرہ بکذا ای کشف ضر مسہ لعہ قولہ فی وجاءتہم حالانکہ اشارۃ الی ان الواو حالیۃ ۱۲ |

## مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا فلما کشفنا عنہ ضرہ مرکان لم یدعنا الی ضر مسہ فی الروح هذا وصف للذین لم یدرکوا حقائق العبودیۃ فی مشاهد الربوبیۃ فانہم اذا اظلم علیہم لیل البلاء وما ذاقوا الی البقاء مصابیح التضرع فاذا انجلت عنہم الغیاهب بسطوع انوار فجر الفرج نسوا ما کانوا فیہ ومروا کان لم یدعوا الی ما هم لا الی کشف ما غشاهم ولا کانوا حیارٰی فی دائرۃ التضرع والعبودیۃ بین یدیہ تعالیٰ فی کل حین اوقات ولو ادیب بالانسان الکافرین علی ان الدعاء لم یکن عن ایمان بل عن اضطرار لا ینفع ولکن کفی قولہ تعالیٰ الاتی فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین ♦ **ترجمہ قولہ تعالیٰ** واذا مس الانسان الضر دعانا لجنبہ اوقاعدا اوقائما فلما کشفنا عنہ ضرہ مرکان لم یدعنا الی ضر مسہ یعنی یہ ان لوگوں کی حالت ہے جنہوں نے مشاہدہ ربوبیت میں حقائق عبودیت کا ادراک نہیں کیا جب بلا آتی ہے تو تضرع کرنے لگتے ہیں اور جب بلا دور ہو جاتی ہے تو گویا بے تعلق ہوجاتے ہیں اور اگر عارف ہوتے برابر تضرع اور عبدیت کرتے رہتے ہو کما مر اور اگر انسان سے مراد کافر لیا جاوے تو اشارہ ہے کہ دعا وہ بدوت ایمان سے نہ ہو بلکہ محض

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۭ قُلْ مَا يَكُوْنُ

اور جب انکے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں جو بالکل صاف صاف ہیں تو یہ لوگ جنکو ہمارے پاس آنیکا کھٹکا نہیں ہے یوں کہتے ہیں کہ اسکے سوا کوئی دوسرا قرآن لائیے یا اسمیں کچھ ترمیم کر دیجئے آپ یوں کہدیجئے کہ مجھ سے

لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ

یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی طرف سے اسمیں ترمیم کردوں بس میں تو اسی کا اتباع کرونگا جو میرے پاس وحی کے ذریعہ سے پہنچا ہے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے

يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ڮ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ

بھاری دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں آپ یوں کہئے کہ اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوتا تو نہ تو میں تمکو یہ پڑھکر سناتا اور نہ اللہ تعالیٰ تم کو اسکی اطلاع دیتا کیونکہ میں اس سے پہلے بھی تو ایک بڑے حصہ عمر تک تم میں رہ چکا ہوں

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝

پھر کیا تم اتنی عقل نہیں رکھتے سو اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھوٹا بتلاوے یقیناً ایسے مجرموں کو اصلا فلاح نہ ہوگی

ایمان سے آتے ہم مجرم لوگوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں (جیسا ہم نے ابھی بیان کیا ہے) پھر ان کے بعد ہم نے دنیا میں بجائے انکے تم کو آباد کیا تاکہ (ظاہری طور پر بھی) ہم دیکھ لیں کہ تم کسطرح کام کرتے ہو (آیا ویسا ہی کفر و شرک کرتے ہو یا ایمان لاتے ہو) ف ظاہری طور پر اس لئے کہا کہ علم الٰہی قبل الوقوع بھی ہے ربط اوپر توحید و معاد کے متعلق گفتگو تھی آگے قرآن و رسالت کے صدق و حقیقت کا بیان ہے جو شروع میں بھی آچکا ہے

## حقیت قرآن و رسالت

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ (الیٰ قولہ تعالیٰ) اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ اور جب انکے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں جو بالکل صاف صاف ہیں تو یہ لوگ جنکو ہمارے پاس آنیکا کھٹکا نہیں ہے (آپ سے) یوں کہتے ہیں کہ (یا تو) اسکے سوا کوئی (پورا) دوسرا قرآن (ہی) لائیے (جس میں ہمارے مسلک کے خلاف مضامین نہ ہوں) یا (کم سے کم) اسی (قرآن) میں کچھ ترمیم کر دیجئے (کہ ہمارے مسلک کے خلاف مضامین اس میں سے حذف کر دیجئے اور اس منطوق سے یہ بھی مفہوم ہوا کہ وہ لوگ قرآن کو کلام محمدی سمجھتے تھے اللہ تعالیٰ اسی بناء پر جواب تعلیم فرماتے ہیں کہ) آپ یوں کہہ دیجئے کہ (قطع نظر اس سے کہ ایسے مضامین کا حذف کرنا فی نفسہ کیسا ہے خود) مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی طرف سے اس میں ترمیم کردوں (اور جب بعض کا حذف کرنا بھی ممکن نہیں تو کل کا تو بدرجہ اولیٰ ناممکن ہے کیونکہ وہ میرا کلام تو ہے ہی نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے جو وحی کے ذریعہ سے آیا ہے جب یہ ہے تو) بس میں تو اسی کا اتباع کروں گا جو میرے پاس وحی کے ذریعہ سے پہنچا ہے (اور بالفرض خدانخواستہ) اگر میں (وحی کا اتباع نہ کروں بلکہ) اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے بھاری دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں (جو اہل عصیان کے لئے مخصوص ہے اور وہ بوجہ عصیان کے تمہارے نصیب میں ہے سو میں تو اس عذاب یا اسکے سبب یعنی عصیان کی جرأت نہیں رکھتا اور اگر ان کو اس کے وحی ہونے میں کلام ہے اور یہ آپ ہی کا کلام سمجھے جاتے ہیں تو) آپ یوں کہہ دیجئے کہ (یہ تو ظاہر ہے کہ یہ کلام معجز ہے کوئی بشر اس پر قادر نہیں ہو سکتا خواہ میں ہوں یا تم ہو سو) اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوتا (کہ میں یہ کلام معجز تم کو نہ سنا سکوں اور اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے تم کو اس کی اطلاع نہ دے) تو (مجھ پر اس کو نازل نہ فرماتا پس) نہ تو میں تم کو یہ (کلام) پڑھ کر سناتا اور نہ اللہ تعالیٰ تم کو اس کی اطلاع دیتا (پس جب میں تم کو سنا رہا ہوں اور میرے ذریعہ سے تم کو اطلاع ہو رہی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اس کلام معجز کا سنوانا اور اطلاع کرنا منظور ہوا اور سنانا اور اطلاع دینا بدون وحی کے بوجہ اسکے معجز ہونیکے ممکن نہیں

**البلاغۃ** لعل ایراد قولہ ولا ادرٰکم مع کفایۃ ما تلوتہ فی المقام للاشارۃ الی ان تلاوتہ علیہ السلام لما لم تکن من تلقاء نفسہ فہو ادراء من اللہ تعالیٰ لہم فہو مشیر الی تقریر کونہ وحیاً۔

**ملحقات الترجمۃ**

لہ قولہ فی قال الذین یہ لوگ اشارۃ الی ان فیہ وضع المظہر موضع المضمر ۱۲ ک قولہ مجھ سے یا کون

لہ جب بعض کا حذف اشارۃ الی کون المذکور جواباً عن الامرین قولہم ائت بقرآن غیر ہذا و قولہم بدلہ ۱۲ ک قولہ اخاف تمہارے نصیب اشارۃ الی ان فی الکلام تعریضاً ۱۲

کہ قولہ فی قل لو شاء ظاہر اشارۃ الی ان عدم ذکر مبنی الکلام من کونہ معجزاً لظہورہ ولما سیاتی فقد لبثت ۔۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ قُلْ

اور یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں آپ کہدیجئے

اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ وَمَا كَانَ

کہ کیا تم خدا تعالیٰ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو خدا تعالیٰ کو معلوم نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے اور تمام

النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○

آدمی ایک ہی طریقہ کے تھے پھر انہوں نے اختلاف پیدا کر لیا اور اگر یہ بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے تو جس چیز میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں ان کا قطعی فیصلہ ہو چکا ہوتا

اس سے معلوم ہوا کہ وہ وحی منزل اور کلام الٰہی ہے (کیونکہ (آخر) اس (کلام کے ظاہر کرنے) سے پہلے بھی تو ایک بڑے حصے عمر تک تم میں رہ چکا ہوں (پھر اگر یہ میرا کلام ہے تو یا تو اتنی مدت تک ایک جملہ بھی اس طرز کا نہ نکلا اور یا دفعۃً اتنی بڑی بات بنالی یہ تو بالکل عقل کے خلاف ہے) پھر کیا تم اتنی عقل نہیں رکھتے ہو (جب اس کا کلام الٰہی اور حق ہونا ثابت ہوگیا اور پھر بھی مجھ سے درخواست ترمیم کی کرتے ہو اور اسکو نہیں مانتے تو سمجھ لو کہ) اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے (جیسا میرے لئے تجویز کرتے ہو) یا اس کی آیتوں کو جھوٹا بتلادے (جیسا اپنے لئے تجویز کر رکھا ہے) یقیناً ایسے مجرموں کو اصلاً فلاح نہ ہوگی (بلکہ معذب ابدی ہونگے) ف اعجاز کے اثبات میں فقد لبثت فیکم سے استدلال علیٰ سبیل التنزل ہے یعنی اصل استدلال یہ ہے فاتوا بسورۃ من مثلہ اور اس میں کوئی بعید احتمال نکالتا کہ شاید حاضرین اس پر قادر نہ ہوں آپ قادر ہوں اس احتمال پر یہ جواب دیا ہے کہ دفعۃً ایسے اعلیٰ طرز کا کلام پیش کر دینا ممتنعات عادیہ سے ہے اور اعجاز میں امتناع عادی ہی پر مدار ہوتا ہے رابط اوپر طریقہ مشرکین کی تزییف تھی آگے بھی ابطال شرک کا بیان ہے :۔

**ابطال شرک** وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (الیٰ قولہ تعالیٰ) فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اور یہ لوگ اللہ (کی توحید) کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو (عبادت نہ کرنے کی صورت میں) نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ (عبادت کرنے کی صورت میں) ان کو نفع پہنچا سکیں اور (اپنی طرف سے بلا دلیل ایک نفع تراش کر) کہتے ہیں کہ یہ (معبود) اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں (اس لئے ہم ان کی عبادت کرتے ہیں) آپ کہدیجئے کہ کیا تم خدا تعالیٰ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو خدا تعالیٰ کو معلوم نہیں نہ آسمانوں میں نہ زمین میں (یعنی خدا تعالیٰ کو ان چیزوں کے شفیع یا معبود بحق ہونے کے وقوع کا یا امکان کا علم نہیں اور خدا تعالیٰ کا علم تمام اشیاء کو محیط ہے پس جب ان کا علم نہیں تو معلوم ہوا کہ ان کا وقوع یا امکان باطل ہے پس عدم اور استحالہ حق ہے اس سے عقیدۂ شرک کا بطلان لازم آگیا پس وہ) پاک اور برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے اور (یہ طریقہ شرکیہ عقلاً و شرعاً باطل ہونے کے علاوہ قدیم بھی تو نہیں کیونکہ پہلے) تمام آدمی ایک ہی طریقہ کے تھے (یعنی سب موحد تھے کیونکہ آدم علیہ السلام موحد تھے بہت روز تک ان کی اولاد ان ہی کے طریقہ پر رہی پس سب موحد رہے) پھر (اپنی کجرائی سے) انہوں نے (یعنی بعض نے) اختلاف پیدا کر لیا اور مشرک ہوگئے پس طریقہ شرکیہ محض مخترع ٹھہرا) اور (یہ مشرک ایسے مستحق عذاب ہیں کہ) اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے (کہ پورا عذاب ان کو آخرت میں دونگا) تو جس چیز میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں ان کا قطعی فیصلہ (دنیا ہی میں) ہو چکا ہوتا (یعنی وہی عذاب موعود واقع ہو جاتا جو کہ عملی فیصلہ ہے) ف عدم ضرر و عدم نفع اگر حقیقۃً لیا جاوے تو سب معبودانِ غیر اللہ احبار و اموات کو شامل ہے اور اگر صورۃً لیا جاوے جب بھی اموات یعنی اصنام وغیرہ کو شامل ہے جنکو اہل مکہ معبود سمجھتے تھے اور ان کا یہ کہنا کہ یہ ہمارے شفیع ہیں اور شفیع مستحق عبادت ہوتا ہے اسکے دو جواب ہیں ایک ابطال صغریٰ سے دوسرا ابطال کبریٰ سے اتنبئون اللہ میں دونوں کی طرف اشارہ ہے یعنی اولاً وہ شفیع نہیں پھر شفیع کیلئے معبود ہونا لازم نہیں غرض معبودیت غیر اللہ کا اعتقاد خواہ بالذات ہو یا بالعرض

النحو قولہ فی السمٰوٰت فی الروح فی موضع الحال من العائد المحذوف ای بما لا یعلمہ کائنا فی ذلک والمقصود تاکید النفی المدلول علیہ بما قبلہ فانہ قد جری فی العرف ان یقال عند تاکید النفی للشیٔ لیس ہذا فی السماء ولا فی الارض اھ

ع ٢ وَيَقُولُونَ لَوْلَآ أُنزِلَ عَلَيْهِ ءَايَةٌ مِّن رَّبِّهِۦ ۖ فَقُلْ إِنَّمَا ٱلْغَيْبُ لِلَّهِ فَٱنتَظِرُوٓا۟ إِنِّى مَعَكُم مِّنَ ٱلْمُنتَظِرِينَ ○

اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل ہوا سو آپ فرما دیجئے کہ غیب کی خبر صرف خدا کو ہے سو تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں

وَإِذَآ أَذَقْنَا ٱلنَّاسَ رَحْمَةً مِّنۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم مَّكْرٌ فِىٓ ءَايَاتِنَا ۚ قُلِ ٱللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ إِنَّ

اور جب ہم لوگوں کو بعد اسکے کہ ان پر کوئی مصیبت پڑ چکی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو فوراً ہی ہماری آیتوں کے بارہ میں شرارت کرنے لگتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس شرارت کی سزا بہت جلد دیگا

رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ○

بالیقین ہمارے فرشتے تمہاری سب شرارتوں کو لکھ رہے ہیں ۔

شرک ہے اور ان کو جو سفارشی مانتے تھے دنیا میں تو تحقیقاً اور آخرت میں فرضاً کیونکہ وہ آخرت کے قائل نہ تھے جیسا اس آیت میں ولئن رجعت الی ربی الخ ربط اوپر بعض آیات میں رسالت کا مسئلہ آچکا تھا آگے پھر اسی کی طرف عود ہے ۔

## عود بمسئلہ رسالت

وَيَقُولُونَ لَوْلَآ أُنزِلَ (الی قولہ تعالیٰ) إِنِّى مَعَكُم مِّنَ ٱلْمُنتَظِرِينَ اور یہ لوگ (براہ عناد با وجود ظہور معجزات کثیرہ کے خصوص قرآن کے کہ اثبات نبوت کے لئے کافی دلیل ہے) یوں کہتے ہیں کہ ان پر (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارے فرمائشی معجزات میں سے) کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل ہوا سو آپ فرما دیجئے کہ (چونکہ مقصود معجزہ سے دلالت علی النبوۃ ہوتی ہے اور یہ ہر معجزہ سے حاصل ہے اس لئے ان فرمائشوں کی ضرورت تو باقی رہی نہیں البتہ امکان وقوع و عدم وقوع دونوں کا ہے سو یہ ایک علم غیبی ہے کہ وقوع ہو گا یا عدم وقوع اور) غیب کی خبر صرف خدا کو ہے (مجھ کو نہیں) سو تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں (کہ آیا وقوع ہوتا ہے یا عدم وقوع خلاصہ یہ کہ ان امور کو منصب رسالت یا اسکے لوازم سے کوئی تعلق نہیں ہیں نہیں جانتا نہ مجھ کو کوئی دخل اصل مقصود کے اثبات کے لئے البتہ ہر وقت آمادہ ہوں اور ثابت بھی کر چکا ہوں) ف اس مضمون کی تقریر کئی جگہ گذر چکی ہے ربط اوپر کفار کا قول نقل فرمایا ہے لولا انزل علیہ آیۃ آگے اس اعتراض کی علت کہ اعراض ہے اور اس کی علت کہ حصول مقاصد و اغراض ہے مع وعید بیان فرماتے ہیں اور علاوہ اس افادہ علت کے یہ مضمون آیت بالا فلما کشفنا عنہ ضرہ الخ کا تتمہ اور آیت آئندہ فلما انجاہم الخ کی تمہید بھی ہے ۔

## علت اعتراض و اعراض کفار

وَإِذَآ أَذَقْنَا ٱلنَّاسَ رَحْمَةً (الی قولہ تعالیٰ) إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ اور جب ہم لوگوں کو بعد اس کے کہ ان پر کوئی مصیبت پڑ چکی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو فوراً ہی ہماری آیتوں کے بارہ میں شرارت کرنے لگتے ہیں (یعنی ان سے اعراض کرتے ہیں اور انکے ساتھ تکذیب و استہزاء سے پیش آتے ہیں اور براہ عناد و اعتراض دوسرے معجزات کی فرمائشیں کرتے ہیں اور مصیبت گذشتہ سے عبرت نہیں پکڑتے پس علت اعتراض کی آیات منزلہ سے اعراض ہے اور اس کی علت تنعم ہے آگے وعید ہے کہ) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس شرارت کی سزا بہت جلد دے گا بالیقین ہمارے فرشتے تمہاری سب شرارتوں کو لکھ رہے ہیں (پس علاوہ علم الٰہی میں محفوظ ہونیکے دفتر میں بھی محفوظ ہیں ربط اوپر توحید کا مضمون مکرر آچکا ہے۔ آگے پھر اس کی طرف مع وعید عود ہے جس میں تحقیق اور الزام دونوں سے کام لیا گیا ہے پس سیر کم تحقیق ہے اور دعوا اللہ میں الزام ہے آگے اور اذا ہم یبغون الخ میں زجر و وعید ہے ۔

| تحقیقات الترجمۃ | البلاغۃ |
| --- | --- |
| لے قولہ فی انما الغیب خبر اشارۃ الی حذف المضاف بقرینۃ المقام واللہ اعلم ٢ے قولہ فی اسرع مکرا شرارت کی سزا اشارۃ الی ان فیہ مشاکلۃ ١٢ | فی زیادۃ مستہم لذلک لانہم احسوا السوء اثرہا فیہم قولہ اسرع ای منکم ولا یلزم ان الوجہ السرعۃ فی المفضل علیہ ولوازم فیدل علیہ اذا للمفاجاۃ ١٢ |

هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُكُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا كُنْتُمْ فِی الْفُلْكِ ۚ وَجَرَیْنَ بِهِمْ بِرِیْحٍ طَیِّبَةٍ وَّ فَرِحُوْا بِهَا

وہ ایسا ہے کہ تم کو خشکی اور دریا میں لئے لئے پھرتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعہ سے لیکر چلتی ہیں اور وہ لوگ ان سے خوش ہوتے ہیں

جَآءَتْهَا رِیْحٌ عَاصِفٌ وَّ جَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اُحِیْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ

ان پر ایک جھوکا ہوا کا آتا ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں اٹھیں چلی آتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ آ گھرے سب خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں

لَهُ الدِّیْنَ ۚ۬ لَىِٕنْ اَنْجَیْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ۝ فَلَمَّاۤ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ

اگر آپ ہم کو اس سے بچالیں تو ہم ضرور حق شناس بن جاویں پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو بچالیتا ہے تو فوراً ہی وہ زمین میں

بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؗ ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ

ناحق کی سرکشی کرنے لگتے ہیں اے لوگو یہ تمہاری سرکشی تمہارے لئے وبال ہونے والی ہے دنیوی زندگی میں حظ اٹھا رہے ہو پھر ہمارے پاس تم کو آنا ہے پھر ہم سب

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْكُلُ النَّاسُ وَ الْاَنْعَامُ ؕ

تمہارا کیا ہوا تم کو جتلا دیں گے بس دنیوی زندگی کی حالت تو ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے زمین کی نباتات جنکو آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں خوب گنجان ہو کر نکلے

## توحید و مزید وعید

هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُكُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الی قولہ تعالیٰ) ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وہ (اللہ) ایسا ہے کہ تم کو خشکی اور دریا میں لئے لئے پھرتا ہے (یعنی جن آلات و اسباب سے تم چلتے پھرتے ہو وہ سب اللہ ہی کے دیئے ہوئے ہیں) یہانتک کہ (بعض اوقات) جب تم کشتی میں (سوار) ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعہ سے لیکر چلتی ہیں اور وہ لوگ ان (کی رفتار) سے خوش ہوتے ہیں (اسی حالت میں دفعۃً) ان پر ایک جھوکا (مخالف) ہوا کا آتا ہے اور ہر طرف سے اُن (لوگوں) پر موجیں اٹھی چلی آتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ (بُرے) آگھرے (اسوقت) سب خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں (کہ اے اللہ) اگر آپ ہم کو اس (مصیبت) سے بچالیں تو ہم ضرور حق شناس (یعنی موحد) بن جاویں (یعنے اسوقت جیسا اعتقاد توحید کا ہوگیا ہے اس پر قائم رہیں) پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو (اس مہلکہ سے) بچا لیتا ہے تو فوراً ہی وہ (اطراف و اقطار) زمین میں ناحق کی سرکشی کرنے لگتے ہیں (یعنی وہی شرک و معصیت) اے لوگو (سن لو) یہ تمہاری سرکشی تمہارے لئے وبال (جان) ہونے والی ہے (بس) دنیوی زندگی میں (چندے اس سے) حظ اٹھا رہے ہو پھر ہمارے پاس تم کو آنا ہے پھر ہم سب تمہارا کیا ہوا تم کو جتلا دینگے (اور اس کی سزا دینگے)

ربط۔ اوپر یایہا الناس انما بغیکم الخ میں فرمایا تھا کہ یہ تمہاری کامرانی کفر و معاصی سے دنیا میں چند روزہ ہے پھر آخرت میں اس کی سزا بھگتنا ہے آگے دنیا کا فانی ہونا اور آخرت کی جزا و سزا کا باقی ہونا مع تفصیل جزا و سزا اور اسکے مستحقین کے مذکور ہے پس یہ مضمون اپنے ماقبل سے بھی متصل ہوا اور معاد پر بھی مشتمل ہوا جو کہ مقاصد سورت ہذا سے ہے ؛

## فنائے دنیا و بقائے جزا و سزائے عقبیٰ

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْكُلُ النَّاسُ وَ الْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا (الی قولہ تعالیٰ) هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ بس دنیوی زندگی کی حالت تو ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان

| | |
|---|---|
| الملاحقۃ قولہ حتی ہو عندی متعلق لاللغایۃ فلا اشکال والمقصود ترتب المجرع علی التبیر ولو باعتبار بعض الاجزاء وہلا یعتبر لتقدم الکون علی التسییر فافہم ۱۲ الملحقات الترجمۃ لہ قولہ | فی الارض اقطار اشارۃ الی ان زیادۃ الارض للدلالۃ علی ان بغیہم لایقتصر علی بعض الاکنۃ بل ہو شامل لاقطارہا ای حیث قدروا ۱۲ قولہ فی متاع الحیٰوۃ ہے ہو اشارۃ الی ان |

ء المذکور مصدر من مقدر ای تتمتعون ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ حتی اذا کنتم فی الفلک الی قولہ دعوا اللہ مخلصین لہ الدین فی الروح وانت خبیر بان الناس الیوم اذا اعتراہم خطب خطیر جسیم فی بر و بحر دعوا من لا یضر ولا ینفع ولا یری ولا یسمع فمنہم من یدعو الخضر والیاس ومنہم من ینادی بالخمیس والعباس الی اخرما قال والحال۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ حتی اذا کنتم فی الفلک وجرین بہم الی قولہ دعوا اللہ مخلصین لہ الدین روح میں ہے تم کو معلوم ہے کہ اس زمانہ میں اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ بلیات میں بزرگوں کو پکارتے ہیں اھ تو اس حیثیت سے یہ لوگ ان مشرکین سے بھی زیادہ قابل افسوس ہوئے ۱۲

حَتّٰىٓ اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ

یہاں تک کہ جب وہ زمین اپنی رونق کا پورا حصہ لے چکی اور اس کی خوب زیبائش ہو گئی اور اس کے مالکوں نے سمجھ لیا کہ اب ہم اس پر بالکل قابض ہو چکے تو دن میں یا رات میں

نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ

اس پر ہماری طرف سے کوئی حادثہ آ پڑا سو ہم نے اس کو ایسا صاف کر دیا کہ گویا کل وہ موجود ہی نہ تھی ہم اسی طرح آیات کو صاف صاف بیان کرتے ہیں ایسے لوگوں کیلئے جو سوچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ

يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ

دار البقاء کی طرف تم کو بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ راست پر چلنے کی توفیق دیدیتا ہے جن لوگوں نے نیکی کی ہے ان کے واسطے خوبی ہے اور مزید برآں بھی

وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ

اور ان کے چہروں پر نہ کدورت چھاوے گی اور نہ ذلت یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور جن لوگوں نے بد کام کئے

جَزَاۗءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ

ان کی بدی کی سزا ان کے برابر ملے گی اور ان کو ذلت چھالے گی ان کو اللہ سے کوئی نہ بچا سکے گا گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت کے پرت

الَّيْلِ مُظْلِمًا اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

لپیٹ دیئے گئے ہیں یہ لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

سے پانی برسایا پھر اس (پانی) سے زمین کے نباتات جنکو آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں خوب گنجان ہو کر نکلے یہاں تک کہ جب وہ زمین اپنی رونق کا پورا حصہ لے چکی اور اس کی خوب زیبائش ہو گئی (یعنی سبزہ سے خوشنما معلوم ہونے لگی) اور اس (زمین) کے مالکوں نے سمجھ لیا کہ اب ہم اس (کے نباتات) پر بالکل قابض ہو چکے تو (ایسی حالت میں) دن میں یا رات میں اس (کے ان نباتات) پر ہماری طرف سے کوئی حادثہ آ پڑا (جیسے پالا یا خشکی یا اور کچھ) سو ہم نے اس کو ایسا صاف کر دیا کہ گویا کل (یہاں) وہ موجود ہی نہ تھی (بس اسی نباتات کی مثل دنیوی زندگی ہے) ہم اسی طرح آیات کو صاف صاف بیان کرتے ہیں ایسے لوگوں کے سمجھانے کے لئے جو سوچتے ہیں (پس دنیا تو دار الزوال ٹھہری) اور اللہ تعالیٰ دار البقاء کی طرف تم کو بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ راست پر چلنے کی توفیق دے دیتا ہے (جس سے دار البقاء تک رسائی ہو سکتی ہے آگے جزا و سزا کا بیان ہے کہ) جن لوگوں نے نیکی کی ہے (یعنی ایمان لائے ہیں) انکے واسطے خوبی (یعنی جنت) ہے اور مزید برآں (خدا کا دیدار) بھی اور ان کے چہروں پر نہ کدورت (غم کی) چھاوے گی اور نہ ذلت یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور جن لوگوں نے بد کام کئے (یعنی شرک و کفر کیا) ان کی بدعملی کی سزا اس کی برابر ملے گی (بدی سے زیادہ نہ ہوگی) اور اُن کو ذلت چھالے گی اُن کو اللہ (کے عذاب) سے کوئی نہ بچا سکے گا (ان کی کدورت چہرہ کی ایسی حالت ہوگی کہ) گویا اُن کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت کے پرت (یعنی ٹکڑے) لپیٹ دیئے گئے ہیں یہ لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

**اللغات** فی القاموس رہقہ غشیہ ۱۲

**البلاغۃ قولہ** لیلاً او نہاراً فی الروح لعل المراد انہ لا فرق فی اتیان العذاب بین زمن غفلتہم وزمن تیقظہم او لا یمنع منہ مانع ولا یدفع عنہ دافع ۱۲

**ملحقات الترجمۃ**

**۱ قولہ** فی فاختلط بہ پانی سے الی قولہ گنجان اشارۃ الی کون الباء سببیۃ وللاختلاط بمعنے انضمام بعض النبات ببعض **۲ قولہ** اخذت پورا حصہ فی الروح استوفت واستکملت حسنہا ۱۲

**۳ قولہ** فی اٰتٰہا وجعلنٰہا نباتات اشارۃ الی حذف المضاف **۴ قولہ** لم تغن موجود من غنی بالمکان اقام **۵ قولہ** فی دار السلام دار البقاء لکون السلام بمعنی السلامۃ **۶ قولہ** فی احسنوا ایمان لقرینۃ المقام وکذا مقابلہ بتفسیر بالکفر **۷ قولہ** زیادۃ دیدار کذا ورد فی مسلم مرفوعاً **۸ قولہ** فی سیئۃ ان کی بدی اشارۃ الی ان التنوین عوض عن المضاف الیہ ای جزاؤہم فارتبط المبتدا والخبر **۹ قولہ** فی بمثلہا زیادہ نہ ہوگی اشارۃ الی ان المثل لیس ہہنا لنفی التخفیف ۱۲ **۱۰ قولہ** فی مظلما اندھیری اشارۃ الی کون مظلما حالاً من اللیل ۱۲

**مسائل السلوک**

قولہ تعالیٰ للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ وھی النظر الی وجہہ الکریم جل جلالہ کذا فی مسلم مرفوعاً وتسمیۃ زیادۃ تدل علیٰ کونہ افضل من سائر النعم الاخرویۃ

**ترجمہ قولہ تعالیٰ** للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ حدیث مسلم میں اس کی تفسیر رویت باری تعالیٰ سے آئی ہے اور اسکو زیادت فرمانا اس پر دلیل ہے کہ یہ تمام نعم اخرویہ سے افضل ہے ۱۲

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ

اور وہ دن بھی قابل ذکر ہے جس روز ہم ان سب کو جمع کرینگے پھر مشرکین سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی جگہ ٹھہرو پھر ہم ان کے آپس میں پھوٹ ڈالدینگے اور ان کے وہ شرکاء کہیں گے

مَا كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ۝ فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ ۝ هُنَالِكَ تَبْلُوا

کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے سو ہمارے تمہارے درمیان خدا کافی گواہ ہے کہ ہم کو تمہاری عبادت کی خبر بھی نہ تھی اس مقام پر ہر شخص

نصف ع ۳ كُلُّ نَفْسٍ مَا أَسْلَفَتْ وَرُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ع

اپنے اگلے کئے ہوئے کاموں کا امتحان کریگا اور یہ لوگ اللہ کی طرف جو ان کا مالک حقیقی ہے لوٹائے جاوینگے اور جو کچھ معبود تراش رکھے تھے سب ان سے غائب ہو جاوینگے

ربط اوپر مشرکین کے حق میں فرمایا تھا مالہم من اللہ من عاصم چونکہ وہ لوگ اپنے معبودوں کو اپنا شفیع کہتے تھے اس لئے آگے ان معبودین کا ان عابدین سے قیامت میں بے تعلقی ظاہر کرنا جسکے لئے عدم نفع لازم ہے بیان فرماتے ہیں :-

## تبری معبودین از عابدین در قیامت

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا (الی قولہ تعالیٰ) وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ اور وہ دن بھی قابل ذکر ہے جس روز ہم ان سب (خلائق) کو (میدان قیامت میں) جمع کرینگے پھر (منجملہ ان تمام خلائق کے) مشرکین سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے (تجویز کئے ہوئے) شریک جنکو تم عبادت میں خدا کا شریک ٹھیراتے تھے ذرا اپنی جگہ ٹھیرو (تاکہ تم کو حقیقت تمہارے عقیدہ کی معلوم کرائی جاوے) پھر ہم ان (عابدین و معبودین) کے آپس میں پھوٹ ڈالدینگے اور انکے وہ شرکاء (ان سے خطاب کرکے) کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے (کیونکہ عبادت سے مقصود ہوتا ہے معبود کا راضی کرنا سو ہمارے تمہارے درمیان خدا کافی گواہ ہے کہ ہم کو تمہاری عبادت کی خبر بھی نہ تھی (اور راضی ہونا تو درکنار البتہ شیاطین کی تعلیم تھی اور وہی راضی تھے پس اس اعتبار سے ان کی پرستش کرتے تھے) اس مقام پر ہر شخص اپنے کئے ہوئے کاموں کا امتحان کرے گا (کہ آیا واقع میں یہ اعمال نافع تھے یا غیر نافع چنانچہ مشرکین کو بھی حقیقت کھل جاوے گی کہ جن کی شفاعت کے بھروسے ہم ان کو پوجتے تھے انہوں نے ہمارے خلاف شہادت دی نفع کی تو کیا امید رکھی جاوے) اور یہ لوگ اللہ (کے عذاب) کی طرف جو ان کا مالک حقیقی ہے لوٹائے جاویں گے اور جو کچھ معبود تراش رکھے تھے سب ان سے غائب (اور گم) ہو جاوینگے (کوئی بھی تو کام نہ آوے گا)

ف اگر کسی کو شبہ ہو کہ بت بھی بولیں گے تو جواب یہ ہے کہ اس میں کوئی محال نہیں اور ان کا غافل ہونا ان کی عبادت سے ظاہر ہے اس واسطے کہ بتوں کو ایسا شعور ظاہر ہے کہ یہاں نہیں ہے اور اگر اور معبودین مثل ملائکہ وغیرہم کو بھی عام لیا جاوے تو بھی غافل ہونا صحیح ہے کیونکہ علم ملائکہ وغیرہم کا محیط نہیں ہے اور سب اپنے اپنے کام میں لگے ہیں اور ایانا تعبدون کی جو تقریر کی گئی سورہ سبا کی آیت بل کانوا یعبدون الجن سے اس کی تائید ہوتی ہے اور تبلوا کل نفس کو جو ہنالک کے ساتھ مقید کیا یہ باعتبار تحقق زیادت علم کے ہے ورنہ مطلق علم تو مرنے کے ساتھ ہی اور قبر میں حاصل ہو جاتا ہے اور یہاں اللہ تعالیٰ کو کفار کا مولا فرمادینا باعتبار معنے مالکیت ہے اور لا مولیٰ لہم میں نفی کرنا باعتبار معنے محب و ناصر کے ہے ربط اوپر کی کئی آیتوں میں اثبات توحید و ابطال شرک ہے آگے پھر یہ ہی مضمون ہے :-

اللغات قولہ زیلنا فرقنا یائی ۱۲

البلاغۃ قولہ نحشرہم جمیعا علی ان المرجع الفریقان فائدتہ ان التوبیخ والتہدید علی رؤس الاشہاد افظع والاخبار بحشر الکل فی تہویل الیوم ادخل کذا فی الروح ۱۲

اختلاف القراءۃ فی قراءۃ تتلوا بالتائین من التلاوۃ ای تقرأ الصحف الاعمال ...

## ملحقات الترجمۃ

لے قولہ فی شرکاؤکم تجویز کئے ہوئے اشارالی ان الاضافۃ باعتبار اعتقادہم ذلک لا باعتبار کونہم کذلک فی الواقع لانہ لا شریک للہ تعالیٰ ۱۲ سے قولہ زیلنا پھوٹ کما فی الدر ح فرقنا لقطع الاقران والوصل التی کانت بینہم وبین الشرکاء فی الدنیا

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ

آپ کہیے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور

يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ فَذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ

بے جان کو جاندار سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے سو ضرور وہ یہی کہیں گے کہ اللہ تو ان سے کہئے کہ پھر کیوں نہیں پرہیز کرتے سو یہ ہے اللہ جو تمہارا رب

الْحَقُّ ۖ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ ۝ كَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ فَسَقُوا أَنَّهُمْ

حقیقی ہے پھر حق کے بعد اور کیا رہ گیا بجز گمراہی کے پھر کہاں پھرے جاتے ہو اسی طرح آپ کے رب کی یہ بات کہ یہ ایمان نہ لاویں گے تمام متمرد لوگوں کے حق میں

لَا يُؤْمِنُونَ ۝ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ قُلِ اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۖ فَأَنَّىٰ

ثابت ہو چکی ہے۔ آپ یوں کہئے کہ کیا تمہارے شرکاء میں کوئی ایسا ہے جو پہلی بار بھی پیدا کرے پھر دوبارہ بھی پیدا کرے آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی پیدا کرے گا سو پھر

تُؤْفَكُونَ ۝ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ ۚ قُلِ اللَّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ ۗ أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ

تم کہاں پھرے جاتے ہو آپ کہئے کہ کیا تمہارے شرکاء میں کوئی ایسا ہے کہ امر حق کا رستہ بتلاتا ہو آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی امر حق کا رستہ بتلاتا ہے تو پھر آیا جو شخص امر حق کا رستہ بتلاتا ہو وہ زیادہ

أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لَا يَهِدِّي إِلَّا أَنْ يُهْدَىٰ ۖ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝ وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا ۚ إِنَّ الظَّنَّ

اتباع کے لائق ہے یا وہ شخص جس کو بے بتلائے خود ہی رستہ نہ سوجھے تو تم کو کیا ہو گیا تم کیسی تجویزیں کرتے ہو۔ اور ان میں سے اکثر لوگ صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہیں یقیناً بے اصل خیالات

لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ۝

امر حق میں ذرا بھی مفید نہیں یہ جو کچھ کر رہے ہیں یقیناً اللہ کو سب خبر ہے

## احقاق توحید و ابطال شرک

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ (الی قولہ تعالیٰ) إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ آپ (ان مشرکین سے) کہئے کہ (بتلاؤ) وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین میں رزق پہنچاتا ہے (یعنی آسمان سے بارش کرتا ہے اور زمین سے نباتات پیدا کرتا ہے جس سے تمہارا رزق تیار ہوتا ہے) یا (یہ بتلاؤ کہ) وہ کون ہے جو (تمہارے) کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے (کہ پیدا بھی اسی نے کیا حفاظت بھی وہی کرتا ہے اور اگر چاہتا ہے تو ان کو ماؤف کر دیتا ہے) اور وہ کون ہے جو جاندار (چیز) کو بے جان (چیز) سے نکالتا ہے اور بے جان (چیز) کو جاندار (چیز) سے نکالتا ہے (جیسے نطفہ اور بیضہ کہ وہ جاندار سے نکلتا ہے اور اس سے جاندار پیدا ہوتا ہے) اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے (ان سے یہ سوالات کیجئے) سو ضرور وہ (جواب میں) یہی کہیں گے کہ (ان سب افعال کا فاعل) اللہ (ہے) تو ان سے کہئے کہ پھر (شرک سے) کیوں

البلاغة قوله من السماء ابتدائية قوله ام من اضراب انتقالي لا ابطالي وادخلام في هذا المعطوف دون اخواته لان السمع والابصار لكونها من القوى المدركة فما يذهب الوهم ان العباد يملكونها فحسن التنبيه على بطلان ذلك الوهم بالاضراب الدال على الاهتمام وهذا من المواهب قوله بعد الحق هو بمعنى غير قوله هل من شركائكم كان القول الاول لاثبات التوحيد والثاني لابطال الشرك تماما والثالث لابطاله خاصا بذوي العقول فظهر وجه هذه الاقوال متعددة قوله قل الله قال في الاول فسيقولون وههنا قل لان الاول كان سوالا عن قدرة الله تعالى ولا يتلعثمون عن الاعتراف به والثاني والثالث سوال عن عجز الشركاء وكانوا يتلعثمون عن الاعتراف فلذا امره صلى الله عليه وسلم بالجواب بنسبة المذكور

الى الله تعالى استلزم للعجز المذكور قوله يعيده الضمير الى الخلق المفعول ليبدأ وعلى انه مصدر قوله احق ان يتبع لم يقل احق ان يعبد مع ان الكلام في العبادة مبالغة كما قررته في اثناء الترجمة قوله اكثرهم فائدته الاشعار بايمان البعض فيما سياتي ١٢

### اختلاف القراءة

قوله لا يهدي بفتح الياء وكسر الهاء وتشديد الدال قراءة حفص واصله يهتدي وكسر الهاء لالتقاء الساكنين بالادغام وفي قراءة يهدي بفتح الياء والهاء وتشديد الدال بفتح الهاء بحركة التاء ١٢

### ملحقات الترجمة

لے قوله في يدبر الامر تمام کاموں فاللام للاستغراق ١٢

### مسائل السلوک

قوله تعالى وما يتبع اكثرهم الا ظنا الخ يظهر منه الذم بالتقليد فان احدا اهل الرسوم من المتكلمين وغيرهم متداولة ولكل تمر حتى قد لا تكاد ترى دليلا سلطانيا بل وقال وتزلزل مجادل في الاسناد لتبيع السلف الصالح خفاؤا في امر دينهم غير مكترث بقيل وقال ومن هذا حذو حذوهم من المتكلمين التي تحرير طالب الحق لا شك

ترجمہ۔ قولہ تعالیٰ وما یتبع اکثرهم الا ظنا الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے علماء رسوم بہت کم محفوظ ہیں جیسے کثر اہل ظاہر متکلمین کے حقائق ذات و صفات کے متعلق رحمن بائے جاتے ہیں جو شان ہوتی ہے ظنیات کی پس جو شخص اس سے بچنا چاہے وہ سلف صالح کا اتباع کرے اور فلسفیات میں مشغول نہ ہو جس سے بجز شک بڑھنے کے کوئی حاصل نہیں ١٢

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ

اور یہ قرآن افترا کیا ہوا نہیں ہے کہ غیر اللہ سے صادر ہوا ہو بلکہ یہ تو ان کتابوں کی تصدیق کرنیوالا ہے جو اسکے قبل ہو چکی ہیں اور احکام ضروریہ کی تفصیل بیان کرنے والا ہے

لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۗ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اسمیں کوئی بات شک کی نہیں رب العلمین کی طرف سے ہے کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ آپ نے اسکو افترا کر لیا ہے آپ کہدیجئے کہ تو پھر تم اسکے مثل ایک ہی سورت لاؤ اور جن جن غیر اللہ کو بلا سکو بلا لو

نہیں پرہیز کرتے سو (جسکے یہ افعال و اوصاف مذکور ہوئے) یہ ہے اللہ جو تمہارا رب حقیقی ہے (اور جب امر حق ثابت ہو گیا) پھر (امر) حق کے بعد اور کیا رہ گیا بجز گمراہی کے (یعنی جو امر حق کی ضد ہو گی وہ گمراہی ہے اور توحید کا حق ہونا ثابت ہو گیا پس شرک یقیناً گمراہی ہے) پھر (حق کو چھوڑ کر کہاں (باطل کی طرف) پھرے جاتے ہو (آگے تسلی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ ان لوگوں کی باطل پرستی پر مغموم ہوا کرتے تھے پس ارشاد ہے کہ جس طرح یہ لوگ ایمان نہیں لاتے) اسی طرح آپ کے رب کی یہ (ازلی) بات کہ یہ ایمان نہ لاویں گے تمام متمرد (سرکش) لوگوں کے حق میں ثابت ہو چکی ہے (پھر آپ کیوں مغموم ہوں اور) آپ (ان سے) یوں (بھی) کہئے کہ کیا تمہارے (تجویز کئے ہوئے) شرکاء میں (عام اس سے کہ ذوی العقول ہوں جیسے شیاطین یا غیر ذوی العقول ہوں جیسے بت) کوئی ایسا ہے کہ پہلی بار بھی (مخلوق کو) پیدا کرے پھر (قیامت میں) دوبارہ بھی پیدا کرے (اگر وہ اس وجہ سے کہ اس میں توہین ہے شرکاء کی جواب میں تامل کریں تو) آپ کہدیجئے کہ اللہ ہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی پیدا کرے گا سو (اس کی تحقیق کے بعد بھی) پھر تم کہاں (حق سے) پھرے جاتے ہو (اور) آپ (ان سے یوں بھی) کہئے کہ کیا تمہارے (تجویز کئے ہوئے ذوی العقول) شرکاء میں (جیسے شیاطین) کوئی ایسا ہے کہ امر حق کا رستہ بتلاتا ہو آپ کہدیجئے کہ اللہ ہی امر حق کا رستہ (بھی) بتلاتا ہے (چنانچہ اس نے عقل دی انبیاء علیہم السلام بھیجے بخلاف شیاطین کے کہ اولاً وہ ان افعال پر قادر نہیں اور محض تعلیم جس کی قدرت ان کو دیگئی ہے وہ اس کو اضلال و اغواء میں صرف کرتے ہیں) تو پھر (ان سے کہئے کہ یہ بتلاؤ کہ) آیا جو شخص امر حق کا رستہ بتلاتا ہو وہ زیادہ اتباع کے لائق ہے یا وہ شخص جس کو بے بتلائے خود ہی رستہ نہ سوجھے (اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ سمجھانے پر بھی اس پر نہ چلے جیسے شیاطین پھر جب یہ اتباع کے بھی قابل نہ ہوں تو عبادت کے لائق تو کب ہو سکتے ہیں) تو (اے مشرکین) تم کو کیا ہو گیا تم کیسی تجویزیں کرتے ہو (کہ توحید کو چھوڑ کر شرک کو اختیار کرتے ہو) اور (تماشا یہ ہے کہ اپنی اس تجویز اور عقیدہ پر یہ لوگ کوئی دلیل نہیں رکھتے بلکہ) ان میں سے اکثر لوگ صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہیں (اور) یقیناً بے اصل خیالات امر حق (کے اثبات) میں ذرا بھی مفید نہیں (خیر) یہ جو کچھ کر رہے ہیں یقیناً اللہ کو سب خبر ہے (وقت پر سزا دیگا) ف یہ جو ارشاد ہوا قل ہل من شرکائکم من یبدؤ الخلق ثم یعیدہ حالانکہ مشرکین خود اعادہ کے قائل نہ تھے وجہ اس کی یہ ہے کہ اعادہ پر چونکہ دلائل قطعی قائم ہیں اس لئے ان کو مثل امر مسلم کے قرار دیکر یہ احتجاج کیا گیا (ربط) اوپر بعض آیات میں حقیقت قرآن کا بیان تھا آگے پھر وہی مضمون ہے :-

## حقیقت قرآن

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ (الی قولہ تعالی) وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ اور یہ قرآن افترا کیا ہوا نہیں ہے کہ غیر اللہ سے صادر ہوا ہو

النحو قولہ لکن تصدیق عطف علی خبر کان کذا تفصیل الکتب ١٢
البلاغۃ قولہ من استطعتم من دون اللہ فائدۃ ہذا القید ایذان بانہم لیسوا من اللہ فی شیٔ
قولہ ان یفتری قیل ان ان تخلص المضارع للاستقبال والمشرکون انما زعموا الافتراء فی الماضی لا فی المستقبل واجیب عنہ بان الفعل فیہا مستعمل فی مطلق الزمان وقد نص علی جواز ذلک فی الفعل ابن الحاجب وغیرہ ولعل ذلک من باب المجاز واجاب بعضہم بمنع ذلک لم لا یجوز ان یکون ذلک فیما عد اخبر کان المنفیۃ کما فی قولہ ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا فانہ انکار للاستغفار فی الماضی والمستقبل قولہ لکن تصدیق ای فضل القرآن باعتبار نفسہ اولا ثم باعتبارکونہ

منزلا من اللہ ثانیا مع کفایۃ الثانی بنفسہا علی شرفہ فوق الشرف ١٢ الملحقات الترجمۃ
لے قولہ فی فماذا بعد الحق امر حق اشارۃ الی ان المراد بہ مغایر الحق فی قولہ ربکم الحق وکذلک فیما سیاتی من قولہ یہدی الی الحق الخ ١٢ ٢ے قولہ فی ہل من شرکائکم الثانی ذوی العقول دل علیہ قولہ ام من یہدی الخ ١٢ ٣ے قولہ فی لا یہدی اس سے بڑھ کر والبدایۃ علامۃ لعموم المجازہ وکلا الامرین متحقق فی الشیاطین فالمعنی علی الثانی لا یہتدی الا ان یہدیٰ ذلک ٤ے قولہ فی ان یفتری کیا ہوا اشارۃ الی ان المصدر بمعنی اسم المفعول ١٢ ٥ے قولہ فی من دون صادر کذا فی الروح فیہ وا تبع ١٢

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

اگر تم سچے ہو ‏ بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جسکو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لائے اور ہنوز انکو اسکا اخیر نتیجہ نہیں ملا جو لوگ ان سے پہلے ہوئے ہیں اسی طرح انہوں نے بھی جھٹلایا تھا

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ○ ع

سو دیکھ لیجئے ان ظالموں کا انجام کیسا ہوا ‏ اور انہیں سے بعضے ایسے ہیں جو اسپر ایمان لے آویں گے اور بعضے ایسے ہیں کہ اسپر ایمان نہ لاویں گے اور آپ کا رب مفسدوں کو خوب جانتا ہے

بلکہ یہ تو ان کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے جو اسکے قبل (نازل) ہو چکی ہیں اور احکام[1] ضروریہ (الٰہیہ) کی تفصیل بیان کرنے والا ہے (اور) اس میں کوئی بات شک (و شبہ) کی نہیں (اور وہ[2]) رب العالمین کی طرف سے (نازل ہوا) ہے کیا[3] (با وجود اسکے افتراء نہ ہونے کے) یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) آپ نے اس کو افترا کر لیا ہے آپ (ان سے) کہدیجئے کہ (اچھا) تو پھر تم (بھی تو عربی ہو اور اعلیٰ درجہ کے فصیح بلیغ ہو) اس کی مثل ایک ہی سورت (بنا) لاؤ اور (اکیلے نہیں) جن جن غیر اللہ کو بلا سکو ان کو (مدد کے لئے) بلا لو اگر تم سچے ہو (کہ نعوذ باللہ میں نے تصنیف کر لیا ہے تو تم بھی تصنیف کر لاؤ) مگر مشکل تو یہ ہے کہ اس قسم کے دلائل سے وہ مستفید ہوتا ہے جو سمجھنا بھی چاہے سو انہوں نے تو کبھی سمجھنا ہی نہ چاہا) بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جس (کے صحیح سقیم ہونے[4]) کو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لائے (اور اس کی حالت سمجھنے کا ارادہ نہیں کیا تو ایسوں سے کیا سمجھنے کی امید ہو سکتی ہے) اور (ان کی اس بے فکری و بے پرواہی کی وجہ یہ ہے کہ) ہنوز ان کو اس (قرآن) کی تکذیب کا اخیر نتیجہ[5] (یعنی عذاب) نہیں آیا ورنہ سارا نشہ ہرن ہو جاتا اور آنکھیں کھل جاتیں اور حق و باطل متمیز ہو جاتا لیکن آخر کبھی تو وہ نتیجہ پیش آنے والا ہے ہی گو اس وقت ایمان نافع نہ ہو چنانچہ جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں اسی طرح (جیسے بے تحقیق یہ جھٹلا رہے ہیں) انہوں نے بھی (امور حقہ کو) جھٹلایا تھا سو دیکھ لیجئے ان ظالموں کا انجام کیسا (برا) ہوا (اسی طرح ان کا ہوگا) اور (یہ ہم جو ان کا انجام بد بتلا رہے ہیں سو سب مراد نہیں کیونکہ) ان میں سے بعضے ایسے ہیں جو اس (قرآن) پر ایمان لے آدیں گے اور بعضے ایسے ہیں کہ اس پر ایمان نہ لاوینگے اور آپ کا رب (ان) مفسدوں کو خوب جانتے ہیں (جو ایمان نہ لاوینگے پس خاص ان کو وقت موعود پر سزا دیگا)

**ف** لم یحیطوا کا مطلب یہ ہے کہ آدمی جس امر میں کلام کرے پہلے اس کی تحقیق تو کرلے بعد تحقیق جو کلام کرنا ہو کرے اور بعض وہمیوں نے قل فاتوا بسورۃ الخ میں شبہ نکالا ہے کہ بعض متکلم میں بعض خصوصیت ایسی ہوتی ہے کہ دوسرے میں نہیں ہوتی پس یہ دلیل اعجاز کی نہیں جواب اس کا یہ ہے کہ اول وہ خصوصیت آپ کے ہر کلام میں نہیں دوسرے چالیس سال کے بعد دفعۃً وہ خصوصیت کیسے پیدا ہوگئی تیسرے ہر خصوصیت ہو لیکن دوسرے بلغاء کوشش کرکے تھوڑا بہت تو ویسا کلام کر سکتے ہیں یہاں ایسا کیوں نہ ہو سکا چوتھے خصوصیت والا قیامت تک کا دعویٰ نہیں کر سکتا یہی وجہ ہے کہ کفار نے یہ شبہات پیش نہ کئے اور گو حدیث کی عبارت اور دوں سے ابلغ ہے مگر اس میں دعوے امتناع نظیر کا نہیں فرمایا گیا:

**ربط** اوپر افترا میں ان لوگوں کی تکذیب اور قل فاتوا الخ میں اس تکذیب کا مناظرانہ جواب مذکور تھا آگے انکے اصرار علی التکذیب کی حالت میں معرضانہ جواب متضمن تبری اور ان کی ہدایت سے مایوس کرکے آپ کی تسلی فرماتے ہیں:

## مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یاتہم تاویلہ فی الروح ذم لہم بالمسارعۃ الی تکذیب الحق قبل التامل والتدبر والاطلاع علی الحقیقۃ وھذہ عادۃ المنکرین اہل الحق مع کمل القوم حیث انہم یسارعون الی انکارھا قبل التامل فیہا وتدبر معانیہا والوقوف علی اصطلاحات التی بنیت علیہا وکان الحری لہم التثبت والتدبر انتہیٰ

**ترجمہ** قولہ تعالیٰ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یاتہم تاویلہ روح میں ہے یہ انکی مذمت ہے کیونکہ وہ قبل تامل و تدبر و اطلاع علی الحقیقۃ کے تکذیب حق میں مسارعت کرتے ہیں اور یہی عادت ہے منکرین اہل حق کی بزرگوں کے کلام کے ساتھ کہ ان میں غور کرنے میں ان اصطلاحات کو جانتے ہیں جنپر وہ کلام مبنی ہے اور اعتراض کر بیٹھتے ہیں انکو تو ایسی حالت میں تحقیق و تدبر کی ضرورت تھی انتہیٰ

**البلاغۃ** قولہ ما یاتہم دل التوقع علی نزول العذاب بعد حین ۱۲

### ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی الکتب احکام ضروریہ فالکتاب بمعنی المکتوب فیشمل للاحکام المکتوبۃ بمعنی المفروضۃ ۱۲

[2] قولہ فی لا ریب اور اشارۃ الی انہ خبر بعد خبر وکذا ما بعدہ ۱۲

[3] قولہ فی ام یقولون کیا فام بمعنی ہمزۃ الاستفہام کذا فی الروح

[4] قولہ فی لم یحیطوا صحیح سقیم وہذا من المواہب

[5] قولہ فی تاویلہ یعنی عذاب کما فی قولہ تعالیٰ ہل ینظرون الا تاویلہ ۱۲

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ وَمِنْهُمْ

اور اگر آپ کو جھٹلاتے رہیں تو یہ کہہ دیجئے کہ میرا کیا ہوا مجھ کو ملیگا اور تمہارا کیا ہوا تم کو ملیگا تم میرے کئے ہوئے کے جوابدہ نہیں ہو اور میں تمہارے کئے ہوئے کا جوابدہ نہیں ہوں اور ان میں

مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ○ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ اَفَاَنْتَ تَهْدِي

بعض ایسے ہیں جو آپ کی طرف کان لگا لگا بیٹھتے ہیں کیا آپ بہروں کو سناتے ہیں گو ان کو سمجھ بھی نہ ہو اور ان میں بعض ایسے ہیں کہ آپ کو دیکھ رہے ہیں پھر کیا آپ اندھوں کو

الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ○ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○

رستہ دکھانا چاہتے ہیں گو ان کو بصیرت بھی نہ ہو یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ خود ہی اپنے آپ کو تباہ کرتے ہیں

## تبریہ و تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○ اور اگر (ان دلائل کے بعد بھی) آپ کو جھٹلاتے رہیں تو (بس اخیر بات) یہ کہہ دیجئے کہ (اچھا صاحب) میرا کیا ہوا مجھ کو ملے گا اور تمہارا کیا ہوا تم کو ملے گا تم تو میرے کئے ہوئے کے جوابدہ نہیں ہو اور میں تمہارے کئے کا جوابدہ نہیں ہوں (جس طریقہ پر جا رہے ہو آپ معلوم ہو جاوے گا) اور (آپ انکے ایمان کی توقع چھوڑ دیجئے کیونکہ ان میں (دو گروہ بعض ایسے (بھی) ہیں جو (ظاہر میں) آپ کی طرف کان لگا لگا بیٹھتے ہیں (لیکن دل میں ارادہ ایمان اور حق طلبی کا نہیں ہے پس اس اعتبار سے ان کا سننا نہ سننا برابر ہے پس ان کی حالت بہروں کی سی ہوئی تو) پھر کیا آپ بہروں کو سنا کر ان سے ماننے کا انتظار کر رہے ہیں گو ان میں سمجھ بھی نہ ہو (ہاں اگر سمجھ ہوتی تو بہرے پن میں بھی کچھ کام چل سکتا) اور (اسی طرح) ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ (ظاہراً) آپ کو (مع معجزات و کمالات دیکھ رہے ہیں (لیکن طلب حق نہ ہونے سے ان کی حالت مثل اندھوں کے ہے تو) پھر کیا آپ اندھوں کو رستہ دکھلانا چاہتے ہیں گو ان کو بصیرت بھی نہ ہو (ہاں اگر بصیرت ہوتی تو اندھے پن میں بھی کچھ کام چل سکتا اور ان کی عقلیں جو اس طرح تباہ ہو گئیں تو) یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا (کہ ان کو قابلیت ہدایت کی نہ دے اور پھر مواخذہ فرمادے) لیکن لوگ خود ہی اپنے آپ کو تباہ کرتے ہیں (کہ قابلیت موہوبہ کو ضائع کر دیتے ہیں اور اس سے کام نہیں لیتے)

ربط اوپر آیت کذلک کذب الذین من قبلہم الخ و آیت وربک اعلم الخ میں کفر و تکذیب پر عذاب کی وعید فرمائی ہے آگے اس عذاب کے دنیا میں واقع نہ ہونے سے وہ کفار جو شبہات کرتے تھے ان کا جواب بضمن تحقیق معاد کے بتلاتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ احیاناً دنیا میں گو واقع ہو جاوے لیکن اصلی وقت اس کا یوم حشر ہے اسی لئے دنیا میں اس کے صرف بعض شعبے واقع ہوتے ہیں لقولہ تعالیٰ بعض الذی اور کامل طور پر اسی وقت ہوگا لقولہ تعالیٰ ولو ان لکل نفس پس دنیا میں واقع نہ ہونا نہ مضر ہے نہ میرے اختیار میں ہے لقولہ تعالیٰ قل لا املک اور نہ تمہارے لئے مصلحت ہے کیونکہ فوری وقوع میں مہلت ایمان کی بھی فوت ہو جاوے گی لقولہ تعالیٰ ماذا یستعجل الخ

### ملحقات الترجمۃ

لے قولہ فی کذبوک جھٹلاتے رہیں فسر بالامرار لان نفس التکذیب کان حاصلا من قبل ہذا ۲ے قولہ فی تسمع ماننے کا انتظار لان الاسماع کان واجبا علیہ صلے اللہ علیہ وسلم ۳ے قولہ و نظلم اور پھر مواخذہ ہو المقصود بالنفی لا سلب الاستعداد لانہ یکون مسلوبا بعض الامراض لکن یسقط التکلیف ۱۲

البلاغۃ قولہ ولو کانوا لا یعقلون معنی واو الوصلیۃ ہہنا ان تقدیرہ تسمعہم ولو کانوا لا یعقلون وظاہر ان استماعہم مع العقل بالطریق الاولیٰ والاستفہام داخل علی المجموع فاندفع ما یتوہم ان الترقی باعتبار نفی الاسماع ولا معنی لہ لان عدم الاسماع مع العقل لیس اولیٰ الخ من الروح ونظیرہ فی لساننا الہندی قول القائل کیا تم فلاں غبی کو پڑھاؤ گے اگرچہ وہ توجہ بھی نہ کرے قولہ انتم بریٔون الخ ولعل وجہ تقدیم المتکلم اولا وتاخیرہ ثانیا والعکس فی حکم المخاطبین لان العمل من المتکلم لما قدم اولا استحسن تقدیم حکمہ وبراءۃ المخاطب منہ وعمل المخاطب لما اخر استحسن تاخیر حکمہ وہو براءۃ المتکلم منہ

## مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وان کذبوک فقل لی عملی الیٰ قولہ وانا بریٔ مما تعملون وہذا ہو عین سیرۃ القوم فی المناظرۃ اذا ادا الاصرار واللجاج من الخصم بخلاف حال اہل الالفاظ لا یرضون بمثل ہذہ المقالۃ

ترجمہ قولہ تعالیٰ وان کذبوک فقل لی عملی الیٰ قولہ وانا بریٔ مما تعملون اور یہی عادت ہے اہل طریق کی مناظرہ میں جب وقت وہ خصم کی جانب سے عناد اور ہٹ دیکھتے ہیں بخلاف اہل الفاظ پرستوں کے کہ وہ مناظرہ کے ہیجان پر کبھی ایسی بات نہ کہیں بلکہ اس کہنے کو عار سمجھیں ۱۲

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَن لَّمْ يَلْبَثُوٓا۟ إِلَّا سَاعَةً مِّنَ ٱلنَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ ۚ قَدْ خَسِرَ ٱلَّذِينَ كَذَّبُوا۟

اور ان کو وہ دن یاد دلایئے جس میں اللہ تعالیٰ ان کو اس کیفیت سے جمع کریگا کہ گویا وہ سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہونگے اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچانیں گے واقعی خسارہ میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے

بِلِقَآءِ ٱللَّهِ وَمَا كَانُوا۟ مُهْتَدِينَ ۝ وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ ٱلَّذِى نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ ٱللَّهُ

اللہ کے پاس جانے کو جھٹلایا اور وہ ہدایت پانیوالے نہ تھے اور جس کا ان سے ہم وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ تھوڑا سا اگر ہم آپ کو دکھلا دیں یا ہم آپ کو وفات دیدیں سو ہمارے پاس تو ان کو آنا ہی ہے پھر اللہ

شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ ۝ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ ۖ فَإِذَا جَآءَ رَسُولُهُمْ قُضِىَ بَيْنَهُم بِٱلْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

انکے سب افعال کی اطلاع رکھتا ہی ہے اور ہر ہر امت کے لئے ایک حکم پہنچانیوالا ہے سو جب انکا وہ رسول آچکتا ہے ان کا فیصلہ انصاف کیساتھ کیا جاتا ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا ٱلْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ۝ قُل لَّآ أَمْلِكُ لِنَفْسِى ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُ ۗ لِكُلِّ أُمَّةٍ

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو۔ آپ فرما دیجئے کہ میں اپنی ذات خاص کیلئے تو کسی نفع کا اور کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہی نہیں مگر جتنا خدا کو منظور ہو ہر امت کیلئے

أَجَلٌ ۚ إِذَا جَآءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَـْٔخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَتَىٰكُمْ عَذَابُهُۥ

ایک معین وقت ہے جب انکا معین وقت آپہنچا ہے تو ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے سرک سکتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اگر تم پر خدا کا عذاب

بَيَٰتًا أَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ ٱلْمُجْرِمُونَ ۝ أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ ءَامَنتُم بِهِۦٓ ۚ ءَآلْـَٰٔنَ وَقَدْ كُنتُم بِهِۦ تَسْتَعْجِلُونَ ۝

رات کو آپڑے یا دن کو تو عذاب میں کون چیز ایسی ہے کہ مجرم لوگ اسکو جلدی مانگ رہے ہیں کیا پھر جب وہ آہی پڑے گا اس کی تصدیق کروگے ہاں اب مانا حالانکہ تم اسکی جلدی مچایا کرتے تھے

## تحقیق معاد وجواب شبہات کفار متعلق آن

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَن لَّمْ يَلْبَثُوٓا۟ (الی قولہ تعالیٰ) وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ اور ان کو وہ دن یاد دلایئے جس میں اللہ تعالیٰ ان کو اس کیفیت سے جمع کرے گا کہ (وہ سمجھیں گے کہ) گویا وہ (دنیا یا برزخ میں) سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہوں گے (چونکہ وہ دن مدید بھی ہوگا اور شدید بھی ہوگا اس لئے دنیا اور برزخ کی مدت اور تکلیف سب بھول کر ایسا سمجھیں گے کہ وہ زمانہ بہت جلد گذر گیا) اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچانیں گے (بھی لیکن ایک دوسرے کی مدد نہ کرسکیں گے اس سے اور رنج و صدمہ ہوگا کیونکہ شناسا لوگوں سے توقع نفع کی ہوا کرتی ہے) واقعی (اسوقت سخت) خسارے میں پڑے وہ لوگ جنھوں نے اللہ کے پاس جانے کو جھٹلایا اور وہ (دنیا میں بھی) ہدایت پانیوالے نہ تھے (اسی لئے آج خسارہ میں پڑے پس انکے عذاب کا اصلی وقت یہ دن ہے ان کو یاد دلا دیجئے) اور (دنیا میں ان پر عذاب واقع ہونا سو اسکی نسبت یہ بات ہے کہ) جس (عذاب) کا ان سے ہم وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ تھوڑا سا (عذاب) اگر ہم آپ کو دکھلا دیں (یعنی آپ کی حیات میں اُن پر ان کا نزول ہو جاوے) یا (اسکے نزول کے قبل ہی) ہم آپ کو وفات دے دیں (پھر خواہ بعد

النحو قولہ بیاتا ای وقت البیات وہو النوم قولہ ماذا یستعجل ماذا بمعنی ای شیء منصوب المحل مفعول مقدم ومن للتبعیض والضمیر للعذاب والجزاء وما علیہ الہتم المقدم ای ان اتاکم فاخبرونی ای شیء یستعجلون من العذاب ولیس شیء منہ یستعجل لکونہ مر المذاق قولہ الآن یقدر قبلہ قیل عطف علیہ ثم قیل ۱۲ البلاغۃ قولہ بعض الذی فی تخصیص البعض بالذکر قیل رمز الی العدۃ بارادۃ البعض الموعود وقد اراہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلک یوم بدر کذا فی روح المعانی قلت وہو عندی بعید واقعی لان کل الموعود لا یری فی الدنیا قط والا لانتفت الآخرۃ قولہ ثم اللہ شہید المراد من الشہادۃ ما کان ازہا جازا وہو المعاقبۃ والجزاء والا فالشہادۃ امر دائم وثم لا یناسب ذلک قولہ ان اتاکم فی ایراد ان مع وقوعہ ۱۲ مجارۃ للخصم قولہ اذا ما وقع جریان علی مقتضی المقام الاصلی قولہ کنتم بہ تستعجلون کان مقتضی مقابلۃ آمنتم ان یقال تکذبون لکن فی العدول استعمار لمقالتہم الشنیعۃ فی الاستعجال المقصود بہ التکذیب والاستبعاد فکان ابلغ ۱۲

### ملحقات الترجمۃ

لے قولہ فی یوم یاد اشارۃ الی تقدیر اذکر لہم ۱۲ ے قولہ فی کان اس کیفیت سے اشارۃ الی کون جملۃ کان لم یلبثوا حالا ۱۲ ے قولہ فی یتعارفون اور اشارۃ الی کون الجملۃ استینافا ۱۲ ے قولہ ہناک مدد فلا یعارض قولہ لا انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون ۱۲ ے قولہ ہناک رنج تقریر لفائدۃ الاخبار عن التعارف ۱۲

### مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولکل امۃ رسول الخ منہ المحققون الاحتیاط بکف اللسان عن من لم یعلموا احوالہم من القرون الاولی فی اقالیم لو بعث الرسل فیہا لاحتمال کونہم رسلا الی اہل تلک الاقالیم لان الظاہر عدم خلو امم عن الرسل

ترجمہ۔ قولہ تعالیٰ ولکل امۃ رسول محققین نے اس سے اخذ کیا ہے کہ قرون اولی میں جو لوگ غیر معلوم الحال ایسے اقالیم میں گذرے ہیں جنمیں رسولوں کا مبعوث ہونا معلوم نہیں ہوا احتیاط اسی میں ہے کہ ان سے کف لسان کیا جاوے احتمال ہے کہ وہ رسول ہوں کیونکہ ظاہر تو یہی ہے کہ وہاں کی امت بھی رسول سے خالی نہیں رہی اور بعض اکابر اہل طریق نے اس احتیاط اور احتمال کی تصریح فرمائی ہے

ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا بِمَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ ۝ وَيَسْتَنبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ ۖ وقف النبی علیہ السلام

پھر ظالموں سے کہا جاوے گا کہ ہمیشہ کا　عذاب　چکھو　تمکو تو تمہارے ہی کئے کا　بدلہ ملا ہے　اور وہ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا عذاب واقعی

ع ۵/۱۰ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ ۖ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ ۝ وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهِ ۗ

آپ فرما دیجئے کہ ہاں قسم میرے رب کی کہ وہ واقعی امر ہے اور تم کسی طرح خدا کو عاجز نہیں کرسکتے اور اگر ہر مشرک شخص کے پاس اتنا ہو کہ ساری زمین میں بھر جاوے تب بھی اسکو دیکر اپنی جان بچانے لگے

وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ ۚ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي

اور جب عذاب دیکھیں گے تو پشیمانی کو پوشیدہ رکھیں گے　اور ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ ہوگا　اور ان پر ظلم نہ ہوگا　یاد رکھو کہ جتنی چیزیں آسمانوں میں اور

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ أَلَا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

زمین میں ہیں سب اللہ ہی کی ملک ہیں یاد رکھو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن بہت سے آدمی یقین ہی نہیں کرتے　وہی جان ڈالتا ہے وہی جان نکالتا ہے اور تم سب اسی کے پاس لائے جاؤ گے

میں نزول ہو یا نہ ہو) سو دونوں احتمال ہیں کوئی ضروری نہیں لیکن ہر حال اور ہر احتمال پر) ہمارے پاس تو ان کو آنا ہی ہے پھر (سب کو معلوم ہے کہ) اللہ ان کے سب افعال کی اطلاع رکھتا ہی ہے (پس ان پر سزا دے گا غرض یہ کہ دنیا میں خواہ سزا ہو یا نہ ہو مگر اصلی موقع پر ضرور ہو گی) اور (یہ سزا جو انکے لئے تجویز ہوئی ہے تو اتمام حجت و ازالہ عذر کے بعد ہوئی ہے اور ان کی کیا تخصیص ہے بلکہ ہمیشہ سے ہماری عادت رہی ہے کہ جن امتوں کو ہم نے مکلف بنانا چاہا ہے ان میں سے) ہر ہر امت کے لئے ایک حکم پہنچانے والا (ہوا) ہے سو جب ان کا وہ رسول ان کے پاس (آچکتا ہے اور احکام پہنچا دیتا ہے اسکے بعد) ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کیا جاتا ہے (وہ فیصلہ یہی ہے کہ نہ ماننے والوں کو عذاب ابدی میں مبتلا کیا جاتا ہے) اور ان پر (ذرا) ظلم نہیں کیا جاتا (کیونکہ اتمام حجت کے بعد سزا دینا خلاف انصاف نہیں ہے) اور یہ لوگ (عذاب کی وعید میں سنکر بقصد تکذیب یوں) کہتے ہیں کہ (اے نبی اور اے مسلمانو) یہ وعدہ (عذاب کا) کب (واقع) ہوگا (اگر تم سچے ہو (تو واقع کیوں نہیں کرا دیتے) آپ (سب کی طرف سے جواب میں) فرما دیجئے کہ میں (خود) اپنی ذات خاص کے لئے تو کسی نفع (کے حاصل کرنے) کا اور کسی ضرر (کے دفع کرنے) کا اختیار رکھتا ہی نہیں مگر جتنا (اختیار) خدا کو منظور ہو (اتنا اختیار البتہ حاصل ہے پس جب خاص اپنے نفع و نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کے نفع و نقصان کا تو کیونکر مالک ہونگا پس عذاب واقع کرنا میرے اختیار میں نہیں رہا یہ کہ کب واقع ہو گا بات یہ ہے کہ) ہر امت کے (عذاب کے) لئے (اللہ کے نزدیک) ایک معین وقت ہے (خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں سو) جب ان کا وہ معین وقت آپہنچتا ہے تو (اس وقت) ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے سرک سکتے ہیں (بلکہ فوراً عذاب واقع ہو جاتا ہے اسی طرح تمہارے عذاب کا بھی وقت معین ہے اس وقت اس کا وقوع ہو جاوے گا اور وہ جو فرمائش کرتے ہیں کہ جو کچھ ہونا ہے جلدی ہو جاوے جیسا کہ متی ہذا الوعد مفہوماً و ربنا عجل لنا قطنا منطوقاً اس استعجال پر دال ہے جس سے مقصود تکذیب ہے تو) آپ (اسکے متعلق ان سے) فرما دیجئے کہ یہ بتلاؤ کہ اگر تم پر خدا کا عذاب رات کو آپڑے یا دن کو آپڑے تو یہ تبلاؤ کہ عذاب میں کون چیز ایسی ہے کہ مجرم لوگ اس کو جلدی مانگ رہے ہیں (یعنی عذاب تو سخت چیز اور پناہ مانگنے کی چیز ہے نہ کہ جلدی مانگنے کی اور چونکہ استعجال سے مقصود ان کا تکذیب ہے اس لئے فرماتے ہیں:۔

النحو قولہ لافتدت بحذف المفعول ای نفسہا ۱۲

البلاغۃ قولہ احق ہو المقصود بہ حصر العذاب فی الحقیقۃ لا العکس فہذا علی تقدیر کون تقدیم الخبر المحصر ولو اضافیا ویمکن ان یکون التقدیم للاہتمام ۱۲

قولہ قضی الثانی لا تکرار فیہ لان الاول فیہ حال لکل امۃ والثانی فیہ حال ہؤلاء ۱۲

## ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی کل امۃ مکلف فلا یشکل حال اہل الفترۃ ومن لم تبلغہم الدعوۃ و لا قولہ تعالی لتنذر قوماً ما انذر آباءہم ۱۲

۲ قولہ فی رسول پہنچانے والا اشارۃ الی کونہ بالمعنی اللغوی سواء ارسلہ اللہ تعالی او ارسلہ رسول ۳ قولہ فی قضی بینہم ان کانا لا یقتضی الفریقین کما صرح بہ روح المعانی فی قضی الثانی ۴ قولہ فی یقولون ای نبی آلخ توجیہ لجمع الصیغۃ ۵ قولہ فی ان کنتم واقع کیوں نہیں کرا دیتے دل علی ہذا لجزاء قولہ فی الجواب لا املک الخ ۱۲

۶ قولہ فی قل لا املک سب کی طرف سے یطابق قولہ تعالی ان کنتم صادقین

۷ قولہ قبل قل ارایتم استعجال پر دال ہے جس سے مقصود تکذیب جمع بینہما لان الآیات فیما بعد صریحۃ فیہما ۱۲

يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَاۗءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ڏ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں انکے لئے شفا ہے اور رہنمائی کرنیوالی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کیلئے

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝

آپ کہدیجئے کہ بس لوگوں کو خدا کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہئے ، وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے جس کو جمع کر رہے ہیں -

کہ کیا اب تو تکذیب کر رہے ہو (جوکہ وقت ہے تصدیق کے نافع ہونے کا) پھر جب وہ (اصل موعود[1]) آہی پڑے گا (اسوقت) اُس کی تصدیق کرو گے (جس وقت کہ تصدیق نافع نہ ہوگی، اور اس وقت کہا جاویگا کہ) ہاں[2] اب مانا حالانکہ (پہلے سے) تم (بقصد تکذیب) اس کی جلدی مچایا کرتے تھے پھر ظالموں (یعنی مشرکوں) سے کہا جاویگا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو تم کو تمہارے ہی کئے کا بدلہ ملا ہے اور وہ (بغایت تعجب و انکار سے) آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا عذاب واقعی امر ہے آپ فرما دیجئے کہ ہاں قسم میرے رب کی کہ وہ واقعی امر ہے اور تم کسی طرح خدا کو عاجز نہیں کر سکتے (کہ وہ عذاب دینا چاہے اور تم بچ جاؤ) اور (اس عذاب کی شدت ہوگی کہ) اگر ہر ہر مشرک شخص کے پاس اتنا (مال) ہو کہ ساری زمین میں بھر جاوے تب بھی اس کو دیکر اپنی جان بچانے لگے (اگرچہ نہ خزانہ ہوگا اور نہ لیا جاوے گا لیکن شدت اس درجہ ہوگی کہ ہونے کی تقدیر پر سب دینے پر راضی ہو جاوے) اور جب دیکھیں گے تو (مزید فضیحت کے خوف سے) پشیمانی کو (اپنے دل ہی میں) پوشیدہ رکھیں گے (یعنی اس کے آثار قولیہ و فعلیہ کو ظاہر نہ ہونے دینگے تاکہ دیکھنے والے زیادہ نہ ہنسیں لیکن آخر میں یہ ضبط و تحمل بھی اس شدت سے جاتا رہیگا) اور ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ ہوگا اور ان پر (ذرا) ظلم نہ ہوگا یاد رکھو کہ جتنی چیزیں آسمانوں میں اور زمین میں ہیں سب اللہ ہی کی ملک ہیں (ان میں جسطرح چاہے تصرف کرے اور ان میں یہ مجرم بھی داخل ہیں ان کا فیصلہ بھی بطریق مذکور کر سکتا ہے) یاد رکھو کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے (پس قیامت ضرور آوے گی) لیکن بہت سے آدمی یقین ہی نہیں کرتے وہی جان ڈالتا ہے وہی جان نکالتا ہے (پس دوبارہ پیدا کرنا اس کو کیا مشکل ہے) اور تم سب اسی کے پاس لائے جاؤ گے (اور حساب و کتاب ہوگا) ۞

ربط: اوپر بعض آیات میں حقیت قرآن کا اثبات تھا آگے مع بیان کے پھر وہی مضمون ہے و نیز اس سے اوپر ترہیب کے ساتھ دعوت تھی آگے ترغیب کے ساتھ دعوت ہے ۞

## حقیت و فضیلت قرآن و استمالت مخاطبین بدو

يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَاۗءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو (برے کاموں کے روکنے کے لئے) نصیحت ہے اور (اگر اس پر عمل کرکے برے کاموں سے بچیں تو) دلوں میں جو (برے کاموں سے روگ ہو جاتے ہیں ان کے لئے شفا ہے اور (نیک کاموں کے کرنے کے لئے) رہنمائی کرنیوالی ہے اور (اگر اس پر عمل کرکے نیک کاموں کو اختیار کریں تو) رحمت (اور ذریعہ ثواب) ہے (اور یہ سب برکات) ایمان والوں کے لئے (ہیں کیونکہ عمل وہی کرتے ہیں پس قرآن

الخو قوله بفضل الله آلخ عامله مقدر اى ليفرحوا بفضل الله ورحمته وقوله بذلك فليفرحوا تاكيد للاول والاولى واحدى الفائين جزائية والاخرى زائدة والمعنى ان يفرحوا بشئ فليفرحوا بذلك والتقديم للقصر ۱۲ محرر

### ملحقات الترجمة

[1] قوله ای اثم تکذیب اشارة الی تقدیری الكذبتم الآن ثم وقت الوقوع آمنتم ۱۲

[2] قوله ای اذا ما وقع اصل موعود لان الانكار علی الایمان الدال علی عدم قبوله انما یکون بمعاینة العذاب الاخروی ۱۲ [3] قوله فی الآن ای اشارة الی ان الاستفهام للتوبیخ المستعمل فیه کلمة ان فی لساننا ۱۲ [4] قوله فی یستعجلون بقصد تکذیب اورده مقابلا للقول آمنتم ۱۲ [5] قوله بسناک مزید لان اصل الفضیحة حاصلا ۱۲ [6] قوله فی الندامة آثار لان الندامة انما یکون سرا وانما یظهر بعض آثار ها ۱۲ [7] قوله بسناک آخر میں کما یدل علیه الآیات یحسرتی علی ما فرطت وقوله یدعوا ثبورا وقوله یو یلتنا قد کنا فی غفلة و نحوها ۱۲

### مسائل السلوک

قوله تعالیٰ یاایها الناس قد جاءتکم موعظة من ربکم وشفاء لما فی الصدور تم دلیل علی ان فی القلوب امراضا وهی اشد من امراض الابدان کالشك والنفاق والحسد والحقد وامثال ذلك قوله تعالیٰ قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فلیفرحوا اذا بلغ الفرح اذ صاحبه الانبساط فلم یقدر علی السکوت عن اظهار الفضل فقد یکون هذا الاظهار فی صورة تخالف الادب لكن یعذر بغلبة الحال ۱۲

ترجمہ قوله تعالیٰ یا ایها الناس قد جاءتکم موعظة من ربکم و شفاء لما فی الصدور تم دلیل ہے اس کی کہ قلوب میں بھی امراض ہوتے ہیں اور وہ امراض بدن سے اشد ہیں جیسے شک و نفاق و حسد و غیرہ ۱۲ قوله تعالیٰ قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فلیفرحوا یہی فرح کبھی اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ غایت انبساط سے اس فضل کے اظہار سے سکوت پر قدرت نہیں رہتی اور کبھی یہ اظہار ایسی صورت میں ہوتا ہے کہ وہ ظاہر خلاف ادب ہوتی ہے لیکن غلبۂ حال سے معذور ہوتا ہے ۱۲

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝ وَمَا

آپ کہئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے اس کا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال قرار دے لیا آپ پوچھئے کہ کیا تم کو خدا نے حکم دیا ہے یا اللہ پر افترا ہی کرتے ہو اور جو

ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ ع

لوگ اللہ پر جھوٹ افترا باندھتے ہیں ان کا قیامت کی نسبت کیا گمان ہے واقعی لوگوں پر اللہ کا بڑا ہی فضل ہے لیکن اکثر آدمی بیقدر ہیں

کے یہ برکات سُناکر آپ (ان سے) کہدیجئے کہ (جب قرآن ایسی چیز ہے) پس لوگوں کو خدا کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہئے (اور اس کو دولت عظیمہ سمجھ کر لینا چاہئے) وہ اس (دنیا) سے بدرجہا بہتر ہے جس کو جمع کر رہے ہیں (کیونکہ دنیا کا نفع قلیل اور فانی اور قرآن کا نفع کثیر اور باقی) **ف** موعظت اور شفاء اور ہدیٰ اور رحمت کے مفہومات کا فرق ترجمہ ہی سے ظاہر ہے اور میرے نزدیک للمومنین سب کی قید ہے جیساکہ دوسری آیتیں اس پر دال ہیں قال تعالیٰ قل ہو للذین آمنوا ہدی وشفاء وقال تعالیٰ وننزل من القرآن ما ہو شفاء و رحمۃ للمومنین وقال تعالیٰ ہذا بیان للناس وہدی وموعظۃ للمتقین **ربط** اوپر چند آیات میں شرک کا ابطال کیا گیا ہے اس شرک کی رسوم میں سے ایک تحریم حلال کی رسم تھی جس کی تفصیل پارہ ہشتم کے ربع پر بیان ہوئی ہے آگے اس رسم کی تقبیح ہے ؛

**تقبیح بعض رسوم شرک** قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ (الی قولہ تعالیٰ) لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ آپ (ان سے) کہئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے (انتفاع کے) لئے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے (اپنی گھڑت سے) اس کا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال قرار دے لیا حالانکہ اس کی تحریم کی کوئی دلیل نہیں تو آپ (ان سے) پوچھئے کہ کیا تم کو خدا نے حکم دیا ہے یا (محض) اللہ پر (اپنی طرف سے) افترا ہی کرتے ہو اور (چونکہ شق اول کا احتمال ہی نہیں بلکہ شق ثانی متعین ہے اس لئے اس پر وعید فرماتے ہیں کہ) جو لوگ اللہ پر جھوٹ افترا باندھتے ہیں ان کا قیامت کی نسبت کیا گمان ہے (جو بالکل ڈرتے نہیں کیا یہ سمجھتے ہیں کہ قیامت نہیں آوے گی یا آوے گی مگر ہم سے بازپرس نہیں ہوگی) واقعی لوگوں پر اللہ کا بڑا ہی فضل ہے (کہ ساتھ کے ساتھ سزا نہیں دیتا بلکہ توبہ کے لئے مہلت دے رکھی ہے) لیکن اکثر آدمی بیقدر ہیں (ورنہ توبہ کر لیتے) **ف** چونکہ اوپر موضع مذکور تمہید میں تفصیل اس تحریم و تحلیل کے آچکی ہے اس لئے اعادہ کی ضرورت نہیں ؛ **ربط** اوپر آیات کثیرہ میں کفار کا انکار اور تکذیب اور عجو اور عناد اور مخالفت مذکور ہے چونکہ یہ امور طبعاً رنج دہ ہیں اس لئے آگے آپ کی تسلی کا مضمون ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم کو سب احوال عامہ و خاصہ کی اطلاع ہے لقولہ تعالیٰ وما تکون الخ اور اپنی اطاعت کرنیوالوں کو دارین میں سب مکروہات سے محفوظ رکھتے ہیں لقولہ تعالیٰ الا ان اولیاء الخ اور قدرت کاملہ بھی ہم ہی کو حاصل ہے نہ کہ دوسرے شرکاء کو لقولہ تعالیٰ ان العزۃ آلخ پس علم اور قدرت کا اعتقاد اور حفاظت کا وعدہ تسلی کے لئے کافی ہے لقولہ تعالیٰ لا یحزنک مجملاً تسلی کا مضمون اوپر بھی آیت وان کذبوک آلخ میں آچکا ہے

النحو قولہ ارایتم ما موصولۃ فی موضع النصب علی انہ مفعول اول لارایتم والعائد محذوف ای انزلہ وجملۃ اللہ اذن لکم الخ فی موضع المفعول الثانی لارایتم وقل تکریر للتاکید وقولہ فجعلتم معطوف علی انزل والعائد علی المفعول الاول محذوف والمعنی ارایتم الذی انزلہ اللہ تعالیٰ لکم من رزق فجعلتم فیہ ما ذکرتم ای الامرین کائن فیہ الاذن من اللہ تعالیٰ بجعلہ قسمین ام الافتراء منکم وقولہ یوم القیمۃ ظرف لنفس الظن ای ای شیء ظنہم فی ذلک الیوم انی فاعل بہم وقیل الظرف متعلق بما یتعلق بہ ظنہم ای ای شیء ظنہم بما سیقع یوم القیمۃ الخ کذا فی روح المعانی واری الثانی ارجح لان الاول یدل ظاہرا علی کون یوم القیمۃ زمانا لوقوع الظن وہو غیر ظاہر لان ظنہم وقع فی الدنیا نعم تعلقہ بیوم القیمۃ یصح وانما یفیدہ الثانی واللہ اعلم ۱۲

البلاغۃ ایراد انزل من الرزق باعتبار انزال سببہ ای المطر من السماء وزیادۃ الکذب بعد الافتراء لاظہار کمال القبح وکونہ کذبا فی اعتقادہم ایضا۔

الکلام

استدل المعتزلۃ بالآیۃ علی ان الحرام لیس برزق ولا دلیل لہم فیہا اذ المعنے ما قدر لانتفاعکم ہو المقدر للانتفاع ہو الحلال فیکون المذکور ہہنا قسما من الرزق لا مطلق الرزق الشامل للحلال والحرام والکفرۃ انما اخطئوا فی جعل بعض الحلال حراما ومن جعل اہل السنۃ نظراہم فی جعلہم الرزق مطلقا منقسما الی قسمین فقد اعظم الفریۃ ۱۲ من روح المعانی

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ قل ارایتم ما انزل اللہ لکم من رزق فجعلتم منہ حراما وحلالا ع ۱۱ فیہ رد علی من حرم بعض المباحات علی نفسہ اعتقادا او عملا تشقفا وتزہدا وبعض منہ من ترکہ علاجا

ترجمہ قولہ تعالیٰ قل ارایتم ما انزل اللہ لکم من رزق فجعلتم منہ حراما وحلالا اس میں ان لوگوں پر رد ہے جو بعض مباحات کو اعتقاداً یا عملاً بطور تقشف و تزہد کے اپنے نفس پر حرام کر لیتے ہیں البتہ جو شخص بطور معالجہ کے ترک کرے وہ مستثنیٰ ہے ۱۲

207 / 124



وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ۚ

اور آپ کسی حال میں ہوں اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں اور تم جو کام بھی کرتے ہو ہم کو سب کی خبر رہتی ہے جب تم اس کام کو کرنا شروع کرتے ہو

وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ

اور آپ کے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز بڑی ہے

إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۝ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا

مگر یہ سب کتاب مبین میں ہے یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوتے ہیں وہ وہ ہیں جو ایمان لائے اور

يَتَّقُونَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

پرہیز رکھتے ہیں ان کے لئے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں خوشخبری ہے اللہ کی باتوں میں کچھ فرق ہوا نہیں کرتا یہ بڑی کامیابی ہے۔

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۚ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ ۗ

اور آپ کو ان کی باتیں غم میں نہ ڈالیں تمام تر غلبہ خدا ہی کیلئے ہے وہ سنتا ہے جانتا ہے یاد رکھو کہ جتنے کچھ آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں یہ سب اللہ ہی کے ہیں

وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءَ ۚ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝

اور جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے شرکاء کی عبادت کر رہے ہیں کس چیز کا اتباع کر رہے ہیں محض بے سند خیال کا اتباع کر رہے ہیں اور محض قیاسی باتیں کر رہے ہیں

## تسلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببیان علم وقدرت وحفاظت الٰہیہ

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ (الی قولہ تعالیٰ) وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝ اور آپ (خواہ) کسی حال میں ہوں اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں اور (اسی طرح اور لوگ بھی جتنے ہو) تم جو کام بھی کرتے ہو ہم کو سب کی خبر رہتی ہے جب تم اس کام کو کرنا شروع کرتے ہو اور آپ کے رب (کے علم) سے کوئی چیز ذرہ بھی غائب نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں (بلکہ سب اسکے علم میں حاضر ہیں) اور نہ کوئی چیز اس (مقدار مذکور) سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز (اس سے) بڑی ہے مگر یہ سب (بوجہ احاطہ علم الٰہی کے) کتاب مبین (یعنی لوح محفوظ) میں (مرقوم) ہے (یہ تو علم الٰہی کا بیان ہوا آگے مخلصین مطیعین کی محفوظیت کا بیان ہے کہ) یاد رکھو کہ اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ (ناک واقعہ پڑنے والا) ہے اور نہ وہ (کسی مطلوب کے فوت ہونے پر) مغموم ہوتے ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ ان کو خوفناک اور غمناک حوادث سے بچاتا ہے اور وہ اللہ کے دوست) وہ ہیں جو ایمان لائے اور (معاصی سے) پرہیز رکھتے ہیں (یعنی ایمان اور تقوے سے اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے اور خوف اور حزن سے انکے محفوظ رہنے کی وجہ یہ ہے کہ) ان کے لئے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں

### العربیۃ من اللغۃ والنحو والبلاغۃ

قولہ الشان مصدر بمعنی المفعول معناہ القصد قولہ وما تتلوا تخصیص بعد تعمیم لکونہ اعظم الشئون والضمیر منہ یرجع الی الشان وکلمۃ من فی قرآن زائدۃ والمعنی ما تتلوا قرآنا حال کون التلاوۃ من شان مذکور قولہ لا تعملون اورد ہہنا لا المستعملۃ غالبا فی المستقبل وفی ما قبلہ ما المستعملۃ غالبا فی الحال ولعلہ اشارۃ الی ان المشتغل صلی اللہ علیہ وسلم بالشئون العظیمۃ کاللازم الدائم فلا بد ان یوجد فی زمان التکلم بخلاف غیرہ فانہ بعد تعطلہ فی زمان التکلم فلا جرم استحسن صیغۃ الاستقبال ولہذا التفاوت اورد فی

خطابہ الشان وفی خطابہم العمل واللہ اعلم

قولہ عن ربک اے عن علم ربک قولہ من مثقال من زائدۃ

قولہ لا اصغر ہی لنفی الجنس فہی جملۃ مستقلۃ قولہ الا فی کتاب لتخصیص الحکم لان العمل تتعلق بالشروع ومابعدہ جمیعا بل فائدتہ ان العلم محیط من اول الامر کحال الخلق یذہلون تارۃ عن ابتدائہ ثم یتنبہون لما بعدہ قولہ الذین آمنوا خبر محذوف مبتدء اے ہم الذین الخ

## مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون الخ الطائف سنا تحت قولہ تعالیٰ فی وسط الانفال ان اولیاؤہ الا المتقون وبنا ہا ہہنا علی الایمان والتقوی الکاملین دلیل علی انہ لا یشترط فیہ صدور الکرامۃ علی یدیہ قولہ تعالیٰ ان العزۃ للہ جمیعا وما یری لغیرہ ہو لہ حقیقۃ وانما ذالک لغیرہ من مظاہرہ کما یحسب الضیاء ہو للشمس حقیقۃ وہ یظہر فی الارض بنوع من التعلق ففیہ اصل المسئلۃ المظاہر ۱۲

ترجمہ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون سورۃ انفال میں آیت ان اولیاؤہ الا المتقون کے تحت میں جو لکھا گیا اس کو دیکھو اور ولایت کا ایمان و تقوی پر مبنی کرنا اسکی دلیل ہے کہ ولایت کیلئے یہ شرط نہیں کہ اسکے ہاتھ کوئی کرامت بھی صادر ہو کرے ۱۲

قولہ تعالیٰ ان العزۃ للہ جمیعا اور دوسروں میں جو عزت نظر آتی ہے وہ بھی در حقیقت اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت ہے اور وہ غیر اسکی عزت کا ایک مظہر ہے جیسے ضیاء حقیقۃً آفتاب کی صفت ہے اور زمین پر ایک گونہ تعلق کے سبب اسکا ظہور ہو جاتا ہے پس اس میں مسئلہ مظہریت کی اصل ہے

21 / 124



ھُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الَّیۡلَ لِتَسۡکُنُوۡا فِیۡہِ وَ النَّہَارَ مُبۡصِرًا ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّسۡمَعُوۡنَ ۝

وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن بھی اس طور پر بنایا کہ دیکھنے بھالنے کا ذریعہ ہے اس میں دلائل ہیں ان لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں۔

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا سُبۡحٰنَہٗ ؕ ھُوَ الۡغَنِیُّ ؕ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ اِنۡ عِنۡدَکُمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍۭ

وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے سبحان اللہ وہ تو کسی کا محتاج نہیں اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے تمہارے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں

بِھٰذَا ؕ اَتَقُوۡلُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝ قُلۡ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَفۡتَرُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ لَا یُفۡلِحُوۡنَ ۝ؕ

کیا اللہ کے ذمے ایسی بات لگاتے ہو جس کا تم علم نہیں رکھتے — آپ کہہ دیجئے کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ افترا کرتے ہیں — وہ کامیاب نہ ہوں گے

بھی (منجانب اللہ خوف و حزن سے بچنے کی) خوشخبری ہے (اور) اللہ کی باتوں میں (یعنی وعدوں میں) کچھ فرق ہوا نہیں کرتا (پس جب بشارت میں ان سے وعدہ ہوگیا اور وعدہ ہمیشہ صحیح ہوتا ہے اس لیئے عدم خوف و عدم حزن لازم ہے اور) یہ (بشارت جو مذکور ہوئی) بڑی کامیابی ہے اور جب (آپ نے مقبولین کا محفوظ ہونا سن لیا تو) آپکو ان کی باتیں غم میں نہ ڈالیں (یعنی ان کے کفریات سے مغموم نہ ہوں کیونکہ علم وحفاظت مذکورہ کے ساتھ تمام تر غلبہ (اور قدرت بھی) خدا ہی کے لئے (ثابت) ہے (وہ اپنی قدرت سے حسب وعدہ آپ کی حفاظت کرے گا) وہ (ان کی باتیں) سنتا ہے (اور ان کی حالت) جانتا ہے (وہ آپ کا بدلہ ان سے خود لے لیگا) یاد رکھو کہ جتنے کچھ آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں (یعنی فرشتے اور جن و النس) یہ سب اللہ ہی کے (مملوک) ہیں (ان کی حفاظت یا مکافات کو کوئی روک نہیں سکتا پس بہمہ وجوہ تسلی رکھنا چاہئے) اور (اگر کسی کو شبہ ہو کہ شاید شرکاء مزاحمت کرسکیں تو اس کی حقیقت سن لو کہ) جو لوگ اللہ کو چھوڑ دوسرے شرکاء کی عبادت کر رہے ہیں (خدا جانے) کس چیز کا اتباع کر رہے ہیں (یعنے ان کے پاس اس عقیدہ کی کیا دلیل ہے حقیقت تو یہ ہے کہ کچھ بھی دلیل نہیں) محض بے سند خیال کا اتباع کر رہے ہیں اور محض قیاسی باتیں کر رہے ہیں (پس واقع میں اُن میں صفات الوہیت کے مثل علم و قدرت وغیرہ نہیں ہیں پھر اُن میں احتمال مزاحمت کی کب گنجائش ہے **ف** خوف سے خوف حق اور غم سے غم آخرت مراد نہیں ہے بلکہ دنیوی خوف و غم کی نفی مراد ہے جس کا احتمال مخالفت اعداء سے ہوسکتا ہے وہ مومنین کاملین کو نہیں ہوتا ہر وقت ان کا اللہ پر اعتماد ہوتا ہے ہر واقعہ کی حکمت کا اعتقاد رکھتے ہیں اس میں مصلحت سمجھتے ہیں جس کی بشارت ان کو قرآن و حدیث سے دی ہے اور یہ بشارت عام ہے یبشر المؤمنین الخ بشر الصابرین الخ یبشرهم ربهم برحمة الخ تتنزل علیهم الملئکة الخ اور رویا صالحہ سب اس میں داخل ہے اور اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسا آپ کو انکے گمراہ ہونے کا غم تھا ایسا ہی ان کی مخالفت اور ضرر رسانی کے احتمال سے بھی تردد ہوا کرتا تھا واللہ اعلم (ربط) اوپر کی آیت سے جس طرح تسلیہ مقصود ہے اسی طرح توحید بھی اس کا مدلول ہے اور اسکے قبل اور آیات بھی توحید کے باب میں آچکی ہیں آگے بھی توحید کا مضمون ہے ؛

توحید ھُوَ الَّذِیۡ (الی قولہ تعالیٰ) بِمَا کَانُوۡا یَکۡفُرُوۡنَ — وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن بھی اس طور پر بنایا کہ (بوجہ روشن ہونے کے) دیکھنے بھالنے کا ذریعہ ہے اس (بنانے) میں دلائل (توحید) ہیں ان لوگوں کیلئے جو (تدبر کے ساتھ ان مضامین کو) سنتے ہیں (مشرکین ان دلائل میں غور نہیں کرتے اور شرک کی باتیں کرتے ہیں چنانچہ) وہ کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے سبحان اللہ (کیسی سخت بات کہی) وہ تو کسی کا محتاج نہیں (اور سب اسکے محتاج ہیں)

البلاغة: مبصرا حال وفیہ اسناد مجازی ولم یقل لتبصروا فیہ للفرق بین محو الابصار وبین سبب الابصار فلیتبصروا فیہ لیفید الاول ومبصر لیفید الثانی وقد تسبب کون النہار مضیئا سببا للابصار بخلاف اللیل فلیس سببا للسکون بانما ہو محل لہم فافہم ۱۲ النحو قولہ بہذا متعلق بسلطان لانہ بمعنے الحجة کذا فی الروح ۱۲

ملحقات الترجمة

لہ فی سبحانہ سبحان اللہ الی قولہ اشارہ الی ہے جمع فیہ بین التنزیہ والتعجیب بناء علی ان التعجیب بمعنی کنائی وفی الکنایة یکون المعنی الحقیقی مدلولا والمجازی مقصودا اخذتہ من الروح والتلویح ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ ھو الذی جعل لکم اللیل لتسکنوا فیہ دال علی ان الشیخ لی ان ینام شیئا من اللیل فان فیہ موافقة للمصلحة الالٰہیة وفی عدم الموافقة من رعایة الادب ما لا یخفی قولہ تعالیٰ اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون فیہ انکار علی الکلام فی الذات الالٰہی والصفات الالٰہیة بالتخمینات والمجازفات کما استدل لیتہ کا اوذوقیة وابتلی بہ کثیر ممن ینسب الی العلم والتصوف الی اللہ المشتکی۔ ترجمہ۔ قولہ تعالیٰ ھو الذی جعل لکم اللیل لتسکنوا فیہ اس میں دلیل ہے کہ رات کو کسی قدر سو رہنا اولیٰ ہے کیونکہ اس میں مصلحت الٰہیہ کی موافقت ہے اور اس موافقت میں جو ادب ہے وہ کسی پر مخفی نہیں۔ قولہ تعالیٰ اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون اس میں ذات و صفات کے متعلق تخمینات و مجازفات سے خواہ وہ استدلالی ہوں یا ذوقی ہوں کلام کرنے پر انکار ہے اور اس میں اہل علم اہل تصوف کثرت سے مبتلا ہیں ۱۲

ع ۱۲ الثلثۃ

مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِیْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِیْدَ بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ ۝

یہ دنیا میں تھوڑا سا عیش ہے پھر ہمارے ہی پاس ان کو آنا ہے پھر ہم ان کے کفر کے بدلے سزائے سخت چکھا دیں گے

وقف لازم

وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكُمْ مَّقَامِیْ وَتَذْكِیْرِیْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَعَلَی اللّٰهِ

اور آپ ان کو نوح کا قصہ پڑھ کر سنائیے جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم اگر تم کو میرا رہنا اور احکام خداوندی کی نصیحت کرنا بھاری معلوم ہوتا ہے تو میرا تو خدا ہی پر بھروسہ ہے

تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا یَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَیْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَیَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ

سو تم اپنی تدبیر مع اپنے شرکاء کے پختہ کر لو پھر تمہاری وہ تدبیر تمہاری گھٹن کا باعث نہ ہونا چاہئے پھر میرے ساتھ کر گذرو اور مجھ کو مہلت نہ دو پھر بھی اگر تم اعتراض ہی

اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (پس سب مملوک ہوئے اور وہ مالک ہوا پس ثابت ہوا کہ کمالات میں اس کا کوئی مشارک و مجانس نہیں ہے پس اگر اولاد مجانس ہو تو مجانست باطل ہو چکی اور اگر غیر مجانس ہو تو ناجنس اولاد ہونا عیب ہے اور عیوب سے اللہ تعالیٰ پاک ہے جیسا سبحانہ میں اسطرف اشارہ بھی ہے پس اولاد کا ہونا مطلقاً باطل ہو گیا ہم نے جو نفی ولد کا دعویٰ کیا تھا اس پر تو ہم نے دلیل قائم کر دی اب رہا تمہارا دعویٰ سو تمہارے پاس (محض بیہودہ دعوے کے) اس (دعوے) پر کوئی دلیل (بھی) نہیں (تو) کیا اللہ کے ذمے ایسی بات لگاتے ہو جس کا تم (کسی دلیل سے) علم نہیں رکھتے آپ (ان کا مفتری ہونا ثابت کر کے اس افتراء کی وعید سنانے کے لئے) کہہ دیجئے کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ افتراء باندھتے ہیں (جیسے مشرکین) وہ (کبھی) کامیاب نہ ہوں گے (اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ ہم تو ایسوں کو خوب کامیاب اور متنعم پاتے ہیں جواب یہ ہے کہ) یہ دنیا میں (چند روزہ) تھوڑا سا عیش ہے (جو بہت جلد ختم ہوا جاتا ہے) پھر (مر کر) ہمارے ہی پاس ان کو آنا ہے پھر (آخرت میں) ہم ان کو انکے کفر کے بدلے سزائے سخت (کا مزہ) چکھاوینگے ف پارہ ۱۶ الٓم کے اخیر کے قریب وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا الخ ایک آیت آئی ہے اس کے ضمن میں نفی ولد کے استدلال کی وہ مفصل تقریر ہے ملاحظہ کر لیا جاوے ربط اوپر متعدد مضامین مذکور ہوئے ہیں آگے بعض قصص سے سب کی تائید فرماتے ہیں توحید کی اس طرح کہ انبیاء نے دعوت توحید کی فرمائی اور رسالت کی اس طرح کہ پہلے بھی رسول گذرتے رہے ہیں اور تہدید و وعید کی اس طرح کہ امم سابقہ پر عذاب نازل ہوئے اور آپ کی تسلی کی اس طرح کہ پہلے لوگ بھی تکذیب کرتے آئے ہیں اول نوح علیہ السلام کا قصہ بیان ہوتا ہے۔

## قصۂ نوح علیہ السلام با قوم او

وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ (الی قولہ تعالیٰ) فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِیْنَ ۝ اور آپ ان کو نوح (علیہ السلام) کا قصہ پڑھ کر سنائیے (جو کہ اسوقت واقع ہوا تھا) جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم اگر تم کو میرا رہنا (یعنی وعظ گوئی کی حالت میں) اور احکام خداوندی کی نصیحت کرنا بھاری (اور ناگوار) معلوم ہوتا ہے تو (ہوا کرے میں کچھ پرواہ نہیں کرتا کیونکہ) میرا تو خدا ہی پر بھروسہ ہے سو تم میرے ضرر پہنچانے کے متعلق) اپنی تدبیر (جو کچھ کر سکو) مع اپنے شرکاء (یعنی بتوں) کے پختہ کر لو (یعنی تم اور تمہارے معبود سب مل کر میری ضرر رسانی میں اپنا ارمان پورا کر لو) پھر تمہاری وہ تدبیر تمہاری گھٹن (اور دل تنگی) کا باعث نہ ہونا چاہئے (یعنے اکثر خفیہ تدبیر سے طبیعت

النحو قولہ مع خبر مبتدأ ای حیاتہم وتمتعہم الحالی ۱۲ اللغات الاجماع العزم ویتعدی بنفسہ وبعلی قولہ اقضوا الی ای ادوا الی ذلک الامر الذی تریدون وفیہ استعارۃ کنیتہ ۱۲ البلاغۃ قولہ اجمعوا مراد حقیقۃ وحرمل المقصود اظہار عدم المبالاۃ ۱۲ اختلاف القرأۃ قرأ نافع فاجمعوا بوصل الہمزۃ وفتح المیم من جمع والفرق بین اجمع وجمع ۱۲ ملحقات انبر جمعت قولہ اذ قال جو کہ اسوقت اشارۃ الی تقدیر حال اذ ۱۲ قولہ مقامی یعنی وعظ گوئی فالمعطوف کالتفسیر ۱۲ قولہ یعنی جزاء ان کان سوکرے اشارۃ الی تقدیر الجزاء ای فلیکن فلا ابالی ۱۲ قولہ فی وشرکاءکم مع فہو مفعول معہ من الفاعل ای اجمعوا انتم وشرکاؤکم امرکم فہو من قبیل قول ہود علیہ السلام فکیدونی فی جواب من قال ان نقول الا اعتراک بعض اٰلہتنا بسوء ۱۲ قولہ غمۃ گھٹن من الغم ویلزمہ الستر بیانا لقول قتادۃ لا یکبر علیکم ای لا یشق رواہ ابن جریر وقیل معناہ مستورا علیکم ای مبہما ولکن لم یظہر لی معنی علیکم علی ہذا التقدیر ومن طمع علیہ فہنیئا لہ ثم سنح لی فی توجیہہ علیکم ان الکتم سبب لخفاء المراد والجامعۃ والجہار سبب لظہورہ علیہم فالمعنی جاہرونی بایصال الضرر الی حیث یظہر امر علی جمیعکم وقال الطبری فی معناہ ملتبسا مشکلا مبہما ای باغبار نفعہ من تولہم غم الہلال ۱۲

فَمَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ○ فَكَذَّبُوهُ فَنَجَّيْنَاهُ

کئے جاؤ تو میں نے تم سے کوئی معاوضہ تو نہیں مانگا میرا معاوضہ تو صرف اللہ ہی کے ذمہ ہے اور مجھ کو حکم کیا گیا ہے کہ میں اطاعت کرنیوالوں میں رہوں سو وہ لوگ انکو جھٹلاتے رہے پس ہم نے انکو

وَمَن مَّعَهُ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنَاهُمْ خَلَائِفَ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنذَرِينَ ○

اور جو ان کے ساتھ کشتی میں تھے انکو نجات دی اور انکو آباد کیا اور جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ان کو غرق کر دیا سو دیکھنا چاہئے کیسا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ڈرائے جا چکے تھے

ثُمَّ بَعَثْنَا مِن بَعْدِهِ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا بِهِ مِن قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ

پھر نوح کے بعد ہم نے اور رسولوں کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا سو وہ انکے پاس معجزات لیکر آئے پھر جس چیز کو انہوں نے اول میں جھوٹا کہہ دیا یہ نہ ہوا کہ پھر اس کو مان لیتے

نَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْمُعْتَدِينَ ○ ثُمَّ بَعَثْنَا مِن بَعْدِهِم مُّوسَىٰ وَهَارُونَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ بِآيَاتِنَا

اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کے دلوں پر بند لگا دیتے ہیں پھر ان پیغمبروں کے بعد ہم نے موسیٰ ؑ اور ہارون کو فرعون اور اسکے سرداروں کے پاس اپنے معجزات دیکر بھیجا

گھٹا کرتی ہے سو خفیہ تدبیر کی ضرورت نہیں جو کچھ تدبیر کرو دل کھولکر علانیہ کرو میرا نہ لحاظ پاس کرو اور نہ میرے چلے جانے نکل جانے کا اندیشہ کرو کیونکہ اتنے آدمیوں کے پہرہ میں سے ایک آدمی کا نکلجانا بھی مستبعد ہے پھر اخفاء کی کیا ضرورت ہے) پھر میرے ساتھ (جو کچھ کرنا ہے) کر گذرو اور مجھ کو (اصلا) مہلت نہ دو (حاصل یہ کہ میں تمہاری ان باتوں سے نہ ڈرتا ہوں اور نہ تبلیغ سے رک سکتا ہوں یہانتک تو نفی خوف کی فرمائی آگے نفع طمع کی فرماتے ہیں یعنی) پھر بھی اگر تم اعراض ہی کئے جاؤ تو (یہ سمجھو کہ) میں نے تم سے (اس تبلیغ پر) کوئی معاوضہ نہیں مانگا (اور میں تم سے کیوں مانگتا کیونکہ) میرا معاوضہ تو صرف (حسب وعدہ کرم) اللہ ہی کے ذمے ہے (غرض نہ تم سے ڈرتا ہوں نہ کچھ خواہش رکھتا ہوں) اور (چونکہ) مجھ کو حکم کیا گیا ہے کہ میں اطاعت کرنیوالوں میں رہوں اسلئے تبلیغ میں حکم کی تعمیل کرتا ہوں اگر تم نہ مانوگے میرا کیا نقصان ہے) سو با وجود اس موعظہ بلیغہ کے بھی) وہ لوگ ان کو جھٹلاتے رہے پس (اس پر عذاب طوفان کا مسلط ہوا اور) ہم نے (اس عذاب سے) ان کو اور جو انکے ساتھ کشتی میں تھے ان کو نجات دی اور ان کو (زمین پر) آباد کیا اور (باقی جو لوگ رہگئے تھے) جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ان کو (اس طوفان میں) غرق کر دیا سو دیکھنا چاہئے کیسا (برا) انجام ہوا ان لوگوں کا جو (عذاب الٰہی سے) ڈرائے جا چکے تھے (یعنی بے خبری میں ہلاک نہیں کئے گئے پہلے کہہ کر سمجھا دیا نہ مانا سزا پائی) ف بعضوں کو شبہ ہو جاتا ہے کہ جب معدودے چند بچ گئے تو عالم وہی تھے اور نوح علیہ السلام کی دعوت ان سب کو عام تھی تو عموم بعثت خصائص محمدیہ سے نہ رہا جواب یہ ہے کہ خصوصیت کے معنی یہ ہیں کہ جب امم مختلفہ موجود ہوں اس وقت آپ کی بعثت سب کی طرف ہوگی اور دوسرے انبیاء کی خاص قوم کی طرف پس یہ خصوصیت اب بھی محفوظ ہے کیونکہ صورت مفروضہ میں مختلف اقوام ہی نہ رہی تھیں (ربط) اوپر قوم نوح علیہ السلام کا قصہ تھا آگے عاد و ثمود وغیرہم کا اجمالاً قصہ مذکور ہے:۔

**اجمال قصہ عاد و ثمود وغیرہم** ثُمَّ بَعَثْنَا مِن بَعْدِهِ (الی قوله) عَلَىٰ قُلُوبِ الْمُعْتَدِينَ ○ پھر نوح علیہ السلام کے بعد ہم نے اور رسولوں کو انکی قوموں کی طرف بھیجا سو وہ انکے پاس معجزات لے کر آئے (مگر پھر بھی ان کی ضد اور ہٹ کی یہ کیفیت تھی کہ) جس چیز کو انہوں نے اول (وہلہ) میں (ایک بار) جھوٹا کہہ دیا یہ نہ ہوا کہ پھر اس کو مان لیتے (اور جیسے یہ لوگ دل کے سخت تھے) اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کے دلوں پر بند لگا دیتے ہیں ف ایک ایسی آیت پارہ نہم کے رکوع دوم میں گذر چکی ہے (ربط) اوپر بعض قصص مذکور ہوئے آگے قصہ موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے ساتھ مذکور ہوتا ہے: **قصہ موسیٰ علیہ السلام با فرعون** ثُمَّ بَعَثْنَا مِن بَعْدِهِم مُّوسَىٰ (الی قوله تعالیٰ) وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ○ پھر ان (مذکوره

## مسائل السلوک

قوله تعالیٰ۔ كذلك نطبع على قلوب المعتدين وهذا الطبع هو الذي يعبر عنه بفساد الاستعداد[١]

ترجمہ۔ قوله تعالیٰ كذلك نطبع على قلوب المعتدين یہ طبع وہی ہے جسکو فساد استعداد کیساتھ تعبیر کیا جاتا ہے[١٢]

## ملحقات الترجمة

[١] قوله في توليتم کئے ہی جاؤ الی مجہو اشارة الى ان معنى التولي الدوام عليه بان التولي كان حاصلا من قبل كذا قوله كذبوه معناه داوموا عليه اشارة الى حذف الجزاء اي فاطموا[١٢]

[٢] قوله في فانظر دیکھنا چاہئے اشارة الى كون المخاطب عاما والمعنى فاعتبر لان النظر لا يصح حمله على ظاهره[١٢]

[٣] قوله في قومهم قوموں اشارة الى انه بمعنى الاقوام[١٢]

فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ قَالَ

سو انہوں نے تکبر کیا اور وہ لوگ جرائم کے خوگر تھے پھر جب ان کو ہمارے پاس سے صحیح دلیل پہنچی تو وہ لوگ کہنے لگے کہ یقیناً یہ صریح جادو ہے موسیٰ نے فرمایا

مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا

کیا تم اس صحیح دلیل کی نسبت جبکہ وہ تمہارے پاس پہنچی ایسی بات کہتے ہو کیا یہ جادو ہے حالانکہ جادوگر کامیاب نہیں ہوا کرتے وہ لوگ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم کو اس

عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِى الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِىْ

طریقہ سے ہٹا دو جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو دیکھا ہے اور تم دونوں کو دنیا میں ریاست مل جاوے اور ہم تم دونوں کو کبھی نہ مانیں گے اور فرعون نے کہا کہ میرے پاس تمام

بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۝ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝

ماہر جادوگروں کو حاضر کرو سو جب وہ آئے موسیٰ نے ان سے فرمایا ڈالو جو کچھ تم کو ڈالنا ہے

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

سو جب انہوں نے ڈالا تو موسیٰ نے فرمایا کہ یہ جو کچھ تم لائے ہو جادو یہ ہے یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ابھی درہم برہم کئے دیتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا

وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ ع ۱۲/۱۳

اور اللہ تعالیٰ دلیل صحیح کو اپنے وعدوں کے موافق ثابت کر دیتا ہے گو مجرم لوگ کیسا ہی ناگوار سمجھیں

**مسائل السلوک**

قولہ تعالیٰ ولا یفلح الساحرون فی مقابلۃ اہل الحق ویقاس علیہ حال المشائخ المبطلین لتحقیق امورھم ترجمہ۔ **قولہ تعالیٰ** ولا یفلح الساحرون یعنے اہل حق کے مقابلہ میں اور اسی پر مشائخ اہل باطل کا حال قیاس کرلیا جاوے کہ انکی بات چلتی نہیں یعنے ان میں برکت اور بقا نہیں،

پیغمبروں کے بعد ہم نے موسیٰ و ہارون (علیہما السلام) کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس اپنے معجزات (عصا اور ید بیضا) دے کر بھیجا سو انہوں نے (دعوے کے ساتھ ہی ان کی تصدیق کرنے سے) تکبر کیا (اور طلب حق کے لئے غور بھی تو نہ کیا) اور وہ لوگ جرائم کے خوگر تھے (اس لئے اطاعت نہ کی) پھر جب (بعد دعوے کے) ان کو ہمارے پاس سے (نبوت موسویہ پر) صحیح دلیل پہنچی (مراد اس سے معجزہ ہے) تو وہ لوگ کہنے لگے کہ یقیناً یہ صریح جادو ہے موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کیا تم اس صحیح دلیل کی نسبت جبکہ وہ تمہارے پاس پہنچی ایسی بات کہتے ہو کہ یہ جادو ہے (کیا یہ جادو ہے حالانکہ جادوگر (جبکہ دعویٰ نبوت کا کریں تو اظہار خارق میں) کامیاب نہیں ہوا کرتے (اور میں کامیاب ہوا کہ اول دعویٰ کیا پھر خوارق ظاہر کر دیئے) وہ لوگ (اس تقریر کا تو کچھ جواب دے نہ سکے ویسے ہی براہ جہالت) کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم کو اس طریقہ سے ہٹا دو جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو دیکھا ہے اور (اس لئے آئے ہو کہ) تم دونوں کو دنیا میں ریاست (اور سرداری) مل جاوے اور (تم خوب سمجھ لو کہ) ہم تم دونوں کو کبھی نہ مانیں گے اور فرعون نے (اپنے سرداروں سے) کہا کہ میرے پاس تمام ماہر جادوگروں کو (جو ہمارے قلمرو میں ہیں) حاضر کرو (چنانچہ جمع کئے گئے) سو جب وہ آئے (اور موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ ہوا تو) موسیٰ (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا کہ ڈالو جو کچھ تم کو (میدان میں) ڈالنا ہے سو جب انہوں نے (اپنا جادو کا سامان) ڈالا تو موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ جو کچھ تم (بنا کر) لائے ہو جادو یہ ہے (نہ وہ جس کو فرعون والے جادو کہتے ہیں) یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس (جادو) کو

**اللغات قولہ** مبین من ابان، ظہر ۱۲ **البلاغۃ قولہ** لا یفلح الساحرون حسن موقع بیان حال الساحر مع کون المذکور فیما قبل ہو السحر لاستلزام القول بکونہ سحرا القول بکون من اتی بہ ساحرا **قولہ** تکون وما نحن لکما فی المدرج تثنیۃ الضمیر فی ہذین الموضعین بعد افرادہ فیما تقدم من المقامین باعتبار شمول الکبریاء لہما علیہما السلام واستلزام التصدیق لاحدہما التصدیق للآخر واما اللفت والمجی فحیث کانا من خصائص صاحب الشریعۃ اسند الی موسیٰ علیہ السلام خاصۃ ۱۲ **اختلاف القراءۃ** قرأ ابو عمرو آلسحر بقطع الالف ومدّہا علی الاستفہام فما استفہامیہ مرفوعۃ محلا بالابتداء وجئتم بہ خبرہا والسحر خبر مبتدأ ای ہو السحر ۱۲

**ملحقات الترجمۃ**

۱؎ **قولہ** فی اتقولون ایسی بات اشارۃ الی حذف المفعول ای تقولون ما تقولون کما فی الروح وفیہ ایضا جوزان یکون القول بمعنی العیب والطعن وحینئذ یستغنی عن المفعول واللام لبیان المطعون فیہ کما فی قولہ تعالیٰ ہیت لک ای العیبونہ تطعنون فیہ اھ ۱۲ ۲؎ **قولہ** فی قالوا اجئتنا دے نہ سکے لانہ کلام لا تعلق لہ بکلام موسیٰ علیہ السلام فضلا عن الجواب الصحیح ففیہ ایذان بانقطاعہم رأسا ۱۲ ۳؎ **قولہ** فی کل ساحر قلمرو اشارۃ الی ان الاستغراق عرفی ۱۲ ۴؎ **قولہ** ما جئتم بہ السحر جادو یہ ہے نہ وہ الخ افادہ الحصر الافرادی لام التعریف ۱۲

25 / 124



فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ۭ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي

پس موسیٰ علیہ السلام پر ان کی قوم میں سے صرف قدرے قلیل آدمی ایمان لائے وہ بھی فرعون سے اور اپنے حکام سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں انکو تکلیف پہنچاوے اور واقع میں فرعون اُس ملک میں

الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ۝

زور رکھتا تھا اور یہ بھی بات تھی کہ وہ حد سے باہر ہو جاتا تھا اور موسیٰ نے فرمایا کہ اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اسی پر توکل کرو اگر تم اطاعت کرنیوالے ہو

فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَوْحَيْنَآ

انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا اے ہمارے پروردگار ہم کو ان ظالموں کا تختۂ مشق نہ بنا اور ہم کو اپنی رحمت کا صدقہ ان کافر لوگوں سے نجات دے اور ہم نے

اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

موسیٰ اور انکے بھائی کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنے ان لوگوں کیلئے مصر میں گھر برقرار رکھو اور تم سب اپنے انہیں گھروں کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دے لو اور نماز کے پابند رہو اور آپ مسلمانوں

ابھی درہم برہم کئے دیتا ہے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ ایسے فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا (جو معجزہ کے ساتھ مقابلہ سے پیش آویں) اور اللہ تعالیٰ (جسطرح اہل باطل کے باطل کو بمقابلہ معجزات حقہ کے باطل کر دیتا ہے اسیطرح) دلیل صحیح (یعنی معجزہ) کو اپنے وعدوں کے موافق (کہ اثبات نبوت انبیاءؑ کے متعلق ہیں) ثابت کر دیتا ہے گو مجرم (اور کافر) لوگ کیسا ہی ناگوار سمجھیں ف لا یفلح الساحرون اور لا یصلح عمل المفسدین سے کے ظاہر پر شبہ ہوتا تھا کہ بعض اوقات ہم ساحروں اور مفسدوں کو کامیاب پاتے ہیں مگر احقر کی تقریر ترجمہ سے وہ شبہ دفع ہو گیا یعنی مراد خاص وہ ساحر ہے جو مدعی نبوت ہوا اور وہ مفسد ہے جو معجزہ کا مقابلہ کرے سو ان کی کامیابی یقیناً منفی ہے کیونکہ اظہار معجزہ کا بید کاذب پر اور اختفار معجزہ کا بید صادق پر دونوں شرعاً ممتنع ہیں اور اسی طرح سورہ طٰہٰ میں جو آیا ہے ولا یفلح الساحر حیث اتی مراد اس سے بھی یہی ہے حیث اتی معارضا للمعجزات خوب سمجھ لو ربط اوپر سے موسیٰ علیہ السلام کا قصہ چلا آتا ہے آگے اُس کا تتمہ ہے :

## تتمہ قصہ موسویہ

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ (الی قولہ تعالیٰ) وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ پس (جب عصا کا معجزہ ظاہر ہوا تو) موسیٰ علیہ السلام پر (شروع شروع میں) ان کی قوم میں سے صرف قدرے قلیل آدمی ایمان لائے وہ بھی فرعون سے اور اپنے حکام سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں (ظاہر ہونے پر) ان کو تکلیف (نہ) پہنچاوے اور واقع میں (ڈرنا ان کا بیجا نہ تھا کیونکہ) فرعون اس ملک میں زور (سلطنت) رکھتا تھا اور یہ بھی بات تھی کہ وہ حد (انصاف) سے باہر ہو جاتا تھا (اور ظلم کرنے لگتا تھا پھر جو شخص حکومت کے ساتھ ظلم کرتا ہو اس سے تو ڈر لگتا ہی ہے) اور موسیٰ (علیہ السلام) نے (جب ان کو خائف دیکھا تو ان سے) فرمایا کہ اے میری قوم اگر تم (سچے دل سے) اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو (سوچ بچار مت کرو بلکہ) اسی پر توکل کرو اگر تم (اس کی) اطاعت کرنیوالے ہو انہوں نے (جواب میں) عرض کیا کہ ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا (بعد اسکے

اللغات قولہ تبوا التبوأ اتخاذ المباءة ای المنزل کالتوطن اتخاذ الوطن والفعل علی الاصل مما یتعدی لواحد لکن اذا دخلت اللام علی الفاعل فیتعدی باثنین وفعل وتفعل قد یکونان بمعنی مثل علقتہا وتعلقتہا والتقدیر بوّا قومکما بیوتا یسکنون فیہا ۱۲ البلاغۃ قولہ تعالیٰ ان کنتم الی مسلمین فی الروح لیس ہذا من تعلیق الحکم بشرطین بل من تعلیق شیئین بشرطین لانہ علق وجوب التوکل المفہوم من الامر بالایمان وعلق نفس التوکل ووجودہ بالاسلام لانہ لا یتحقق مع التخلیط الی آخر ما قال واطال علی عادتہ رحمہ اللہ تعالیٰ واللہ اعلم قولہ تبوا الی المومنین فی الروح انما ثنی الضمیر اولا ای فی تبوأ لان التبوأ للقوم مما یتولاه الرؤساء ثم جمع ثانیا ای فی اجعلوا لان الصلوۃ فیہا مما یفعل کل احد ثم وحد ثالثا ای فی بشر لان بشارۃ الامۃ وظیفۃ صاحب الشریعۃ واللہ اعلم

### ملحقات الترجمۃ

ے قولہ فی ذریۃ قدرے قلیل کذا فی الکبیر مع الدلیل ۱۲

ے قولہ فی علی خوف وہ بھی اشارۃ الی کونہ حالا ۱۲

## مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظلمین فی الروح ولا ینبو هذا ان التوکل مناف للدعاء لان المراد بہ القطع النظر عن الاسباب العادیۃ وقصرہ علی مسببہا عز وجل وقد صرحوا ان المتخلف اذا اتعاطی الاسباب متحققا ذلک لیس متوکلا ایضا اھ ای فی بعض الاوقات ترجمۃ قولہ تعالیٰ ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظلمین روح میں ہے کہ کوئی شخص یہ وہم نہ کرے کہ توکل دعا کے منافی ہے کیونکہ حاصل توکل کا یہ ہے کہ اسباب عادیہ پر نظر نہ ہو مسبب پر نظر ہو اور اس حقیقت کے ساتھ اگر اسباب کو اختیار بھی کرے تب بھی متوکل قرار دیا جاویگا اھ تو اسباب غیر عادیہ کے ساتھ کہ ان میں سے دعا بھی ہے توکل بدرجہ اولیٰ باقی رہیگا

وَقَالَ مُوسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ

اور موسیٰ نے عرض کیا کہ اے ہمارے رب آپ نے فرعون کو اور اسکے سرداروں کو سامان تجمل اور طرح طرح کے مال دنیوی زندگی میں اسی ہمارے رب اسی واسطے دیئے ہیں کہ وہ آپ کی راہ سے گمراہ

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ○ قَالَ قَدْ

اے ہمارے رب ان کے مالوں کو نیست نابود کر دیجئے اور ان کے دلوں کو سخت کر دیجئے سو یہ ایمان نہ لانے پاویں یہاں تک کہ عذاب الیم کو دیکھ لیں حق تعالیٰ نے فرمایا

اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی سو تم مستقیم رہو اور ان لوگوں کی راہ نہ چلنا جن کو علم نہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ان ظالم لوگوں کا تختہ مشق نہ بنا اور ہم کو اپنی رحمت کا صدقہ ان کافر لوگوں سے نجات دے (یعنی جب تک ہم پر ان کی حکومت مقدر ہے ظلم نہ کرنے پاویں اور پھر ان کی حکومت ہی کے دائرہ سے نکال دیجئے) اور ہم نے (اس دعا کے قبول کرنے کا سامان کیا کہ) موسیٰ (علیہ السلام) اور انکے بھائی (ہارون علیہ السلام) کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنے ان لوگوں کے لئے (بدستور) مصر میں گھر برقرار رکھو (یعنی وہ ڈر کر گھر نہ چھوڑیں ہم ان کے محافظ ہیں) اور (نماز کے اوقات میں) تم سب اپنے انہیں گھروں کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دے لو (مساجد کی حاضری خوف کی وجہ سے معاف ہے) اور (یہ ضروری ہے کہ) نماز کے پابند رہو (تاکہ نماز کی برکت سے اللہ تعالیٰ جلدی اس مصیبت سے چھڑا دے) اور (اے موسیٰ) آپ مسلمانوں کو بشارت دیدیں (کہ اب جلدی یہ مصیبت ختم ہو جاویگی) ف اس تفسیر پر بعض کو یہ شبہ ہو جاتا ہے کہ بنی اسرائیل چونکہ فرعون کے ہاتھوں سب مبتلائے مصائب تھے اس لئے موسیٰ علیہ السلام سے کوئی مخالف نہ تھا پھر معدودے چند کی تخصیص ایمان میں کیا معنے اور اپنے سرداروں سے ڈرنے کی کیا وجہ پھر بہر سے معلوم ہوتا ہے جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو مصر سے لیکر چلے ہیں لاکھوں تھے جواب یہ ہے کہ مخالف نہ ہونا ایمان لانے کو مستلزم نہیں دل سے یہ عزم ہو گا کہ ابھی مسلمان ہو کر کون پریشانی میں پڑے موقع پر مسلمان ہو جاوینگے ان میں جو طالب صادق تھے ان سے بے پروائی اور تا خبر نہ ہو سکی وہ قاعدہ کے موافق ایمان لے آئے گو اس کا عام اعلان نہ کیا اور اپنے سرداروں سے مراد قبطی ہیں کہ وہی حکام تھے اور یہ قصہ ابتداء امر کا ہے پھر کچھ ہمت بڑھتی گئی اور مسلمان بڑھتے گئے مدارک میں اول الامر کی قید کی تصریح ہے اب سب شبہات رفع ہو گئے اور جاننا چاہئے کہ توکل کیلئے یہ لازم ہے کہ خلق پر نظر نہ رہے طمعاً یا خوفاً پس یہ منافی دعا کے نہیں اور یہ جو حکم ہوا انتہا اس کا مقصود ترجمہ سے ظاہر ہو چکا ہے پس یہ شبہ نہیں ہو سکتا کہ انکے گھر تو پہلے سے مصر میں بنے ہوئے تھے۔ پھر یہ حکم کیوں ہوا ...... اور اجعلوا بیوتکم قبلۃ کا حاصل یہ ہے کہ امم سابقہ میں بجز مساجد کے اور جگہ نماز نہ ہوتی تھی مگر خوف میں انکو اجازت دیگئی پھر اسمیں بھی گھر کے ہر جزو میں درست نہ ہوگی بلکہ موقع معین کرنا پڑے گا اس بناء پر پھر بھی امت محمدیہ ان سے خصوصیت میں ممتاز رہی کہ انکے لیے اس تعیین کی بھی حاجت نہیں اور اقیموا الصلوٰۃ کا حکم شاید اس طور پر ہوا ہو جیسے ارشاد ہے استعینوا بالصبر والصلوٰۃ پس یہ تفصیل ہو جاویگی اُس قول کی قال موسیٰ لقومہ استعینوا باللہ واصبروا الخ اور یہ سب احکام آثار قبول دعا سے اسلئے ہیں کہ تبوّءا میں تشویش سفر سے بچا لیا اور اجعلوا بیوتکم میں خروج للصلوٰۃ جو سبب اظہار کا ہوتا معاف کر دیا اور اقیموا الصلوٰۃ میں تدبیر نجات کی بتلا دی اور بشر میں وعدہ نجات کر لیا اور ان سب میں اجابت کا دخل ظاہر ہے۔ اوپر کی طرح آگے بھی تتمہ ہے قصہ موسویہ کا:۔

## تتمہ قصہ موسویہ

وَقَالَ مُوسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ سے لے کر قولہ تعالیٰ، وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ اور موسیٰ (علیہ السلام) نے دعا میں، عرض کیا کہ اے ہمارے رب (ہم کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ) آپ نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو سامان تجمل

وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنتُ

اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا پھر ان کے پیچھے پیچھے فرعون مع اپنے لشکر کے ظلم اور زیادتی کے ارادہ سے چلا یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا تو کہنے لگا

أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنتَ

میں ایمان لاتا ہوں کہ بجز اسکے کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں میں داخل ہوتا ہوں جواب دیا گیا کہ اب ایمان لاتا ہے اور پہلے سے سرکشی کرتا

مِنَ الْمُفْسِدِينَ ۝ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً ۚ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا لَغَافِلُونَ ۝

مفسدوں میں داخل رہا سو آج ہم تیری لاش کو نجات دیں گے تاکہ تو ان کے لئے موجب عبرت ہو جو تیرے بعد ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ بہت سے آدمی ہماری عبرتوں سے غافل ہیں

اور طرح طرح کے مال دنیوی زندگی میں اسے ہمارے رب اسی واسطے دیئے ہیں کہ وہ آپ کی راہ سے (لوگوں کو) گمراہ کریں (پس جب ہدایت انکے مقدر میں ہے ہی نہیں اور جو حکمت تھی وہ حاصل ہو چکی تو اب انکے اموال و نفوس کو کیوں باقی رکھا جاوے) اسے ہمارے رب انکے مالوں کو نیست نابود کر دیجئے اور (انکے نفوس کی ہلاکت کا سامان کر دیجئے اسی طرح کہ) انکے دلوں کو (زیادہ) سخت کر دیجئے (جس سے ہلاکت کے مستحق ہو جاویں) سو یہ ایمان نہ لانے پاویں (بلکہ روز بروز ان کا کفر ہی بڑھتا رہے) یہانتک کہ عذاب الیم (کے مستحق ہو کر اس) کو دیکھ لیں (سو اس وقت ایمان نافع نہیں ہوتا موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعاء کی اور ہارون علیہ السلام آمین کہتے رہے کذا فی الدر المنثور) حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں کی دعاء قبول کر لی گئی (کیونکہ آمین کہنا بھی دعاء میں شریک ہونا ہے یعنی ہم انکے اموال و نفوس کو اب ہلاک کرنیوالے ہیں) سو تم (اپنے منصبی کام یعنی تبلیغ پر) مستقیم رہو (یعنی گو ہدایت انکی تقدیر میں نہ ہو مگر تبلیغ میں تمہارا تو فائدہ ہے) اور ان لوگوں کی راہ نہ چلنا جن کو (ہمارے وعدہ کے سچے ہونے کا یا توقف میں حکمت ہونے کا یا تبلیغ کے ضروری ہونیکا) علم نہیں (یعنی ہمارے وعدہ کو سچا سمجھو اور اگر ہلاکت میں دیر ہو جاوے اسمیں حکمت سمجھو اور اپنے منصبی کام میں لگے رہو ف یہاں یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ موسیٰ علیہ السلام آئے تو تھے ہدایت کے واسطے اور بددعاء کرنے لگے ہدایت نہ ہونے کی اصل یہ ہے کہ ہدایت کیلئے آنے کے معنی تو یہ ہیں کہ ان کو راہ دین کی طرف بلاتے رہے سو یہ تو بددعاء کے بعد بھی کرتے رہے اس میں اور بددعاء میں منافات نہیں رہتی بددعاء سو اصل مقصود گمراہی کی بددعاء کرنا نہیں ہے بلکہ بعد انکشاف بالغیبی مستند اسے الوحی کے کہ اب یہ ایمان نہ لاویں گے ہلاکت کی بددعاء فرمائی جیسا نوح علیہ السلام نے کی تھی اور اشدد علی قلوبہم مقصود بالذات نہیں بلکہ تمہید ہے دعائے ہلاکت کی اور مقصود بالعرض ہے اور یہ مقصود بالعرض عین موافقت تھی قضاء مکشوف کی اس لئے اس میں بھی اشکال نہیں۔ رہا یہ کہ اللہ تعالیٰ کا مال و دولت وغیرہ دینا گمراہ کرنے یا گمراہ ہونے کے لئے سو بعد ثابت ہو جانے جملہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ اس میں کوئی شبہ نہیں گو ہم تعیین حکمت کی نہ کر سکیں آگے اسکے اور اس کے لشکر کے ہلاک ہونے کا ذکر ہے اور ظاہر ہے کہ مال بھی بہت سا غرق ہو کر تلف ہوا اور تمام اموال کیلئے بددعاء نہ تھی اور بعض آثار میں ہے کہ ان کا مال و متاع قبل غرق پتھر بن گیا تھا کذا فی الدر المنثور۔ ربط اوپر کی طرح آگے بھی تتمہ ہے قصہ موسویہ کا :-

## تتمہ قصہ موسویہ

وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ (الی قولہ تعالیٰ) وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا لَغَافِلُونَ ۝ اور (جب ہم نے فرعون کو ہلاک کرنا چاہا تو موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو مصر سے باہر نکال لیجایئے چنانچہ وہ سب کو لیکر چلے اور رستہ میں دریائے شور حائل ہوا اور موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اس میں رستہ ہو گیا اور) ہم نے بنی اسرائیل کو (اس) دریا سے پار کر دیا پھر ان کے پیچھے پیچھے فرعون مع اپنے لشکر کے ظلم اور زیادتی کے ارادہ سے (دریا میں) چلا (کہ دریا سے نکل کر ان سے قتل و قتال کرے لیکن وہ دریا سے پار نہ ہو سکا) یہاں تک کہ جب

النحو قولہ بیت تمت ملابسا بہ ذلک قولہ آمنت انہ اے بانہ ۱۲
البلاغۃ اتی فی ابیانہ بثلاث عبارات رغبۃ فی القبول ولم یقل کما قال السحرۃ رب موسیٰ وہارون اظہار الکمال الاستکانۃ حیث اتبع من کان یستعبدہم و یستضعفہم ۱۲
ملحقات الترجمۃ لہ قولہ فی امر الاطرح طرح دل علیہ اتبع وہو تخصیص بعد تعمیم ۱۲

وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ

اور ہمنے بنی اسرائیل کو بہت اچھا ٹھکانا رہنے کو دیا اور ہم نے ان کو نفیس چیزیں کھانے کو دیں سو انہوں نے اختلاف نہیں کیا یہانتک کہ انکے پاس علم پہنچ گیا

اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ۝

یقینی بات ہے کہ آپ کا رب انکے درمیان قیامت کے دن ان امور میں فیصلہ کریگا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے

ڈوبنے لگا اور ملائکہ عذاب کے نظر آنے لگے) تو (سراسیمہ ہوکر) کہنے لگا میں ایمان لاتا ہوں کہ بجز اسکے کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں میں داخل ہوتا ہوں (سو مجھ کو اس غرق سے اور عذاب آخرت سے نجات دی جاوے اور انا من المسلمین میں موسٰی علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق بھی داخل ہوگئی فرشتہ کے ذریعہ سے) جواب دیا گیا کہ اب ایمان لاتا ہے (جبکہ مقبول نہیں کیونکہ معائنہ آخرت کا شروع ہوگیا) اور (معائنہ آخرت کے) پہلے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا (اب نجات چاہتا ہے) سو (بجائے نجات مطلوبہ کے) آج ہم تیری لاش کو (پانی میں تہ نشین ہونے سے) نجات دیں گے تاکہ تو ان کے لئے موجب عبرت ہو جو تیرے بعد (موجود) ہیں (کہ تیری بدحالی اور تباہی دیکھ کر مخالفت احکام الٰہیہ سے ڈریں) اور حقیقت یہ ہے کہ (پھر بھی) بہت سے آدمی ہماری (ایسی ایسی) عبرتوں سے غافل ہیں (اور مخالفت احکام سے نہیں ڈرتے) ف اس لاش کے بچا لینے کو اور پانی پر تیر آنے کو نجات فرمانا بطور تہکم کے اور اس کے مایوس کردینے کے ہے کہ ایسی نجات ہوگی جو تیرے لئے زیادہ موجب رسوائی ہو جیسا معارک جنگ میں بعضوں کی لاش یا سر اس لئے محفوظ رکھا جاتا ہے کہ اس کی تشہیر کیجاویگی اور عموم مفہوم آیت میں یہ بھی منقول ہے کہ بنی اسرائیل کو فرعون کے غرق ہونے میں اسکی غایت عظمت اور ہیبت کی وجہ سے شبہ تھا ان کو بھی یقین آگیا اور چونکہ یہ ایمان معائنہ آخرت کے وقت تھا مقبول نہیں ہوا جیسا کہ ارشاد ہے فلم یک ینفعھم ایمانھم لما رأوا بأسنا اور باوجود تیقن عدم قبول کے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا فرعون کے منہ میں کیچڑ ٹھونسنا اور یہ کہنا اللّٰا تدرکہ الرحمۃ جیسا بعض احادیث میں ہے اسکی یہ توجیہ ہے کہ رحمت سے مراد رحمت دنیوی ہے اور حاصل یہ ہے گو یہ تلفظ بوجہ عدم تحقق ایمان شرعی کے آخرت میں تو نافع نہیں لیکن شاید مثل حالت منافقین کے کہ ان کا ایمان آخرت میں نافع نہیں ہوتا مگر دنیا میں حفظ النفس والاموال کے لئے کافی ہوتا ہے اسی طرح شاید ان الفاظ کی بدولت غرق سے بچ جاوے اور اس کا رہنا موجب فساد عالم ہوگا اس لئے منہ بند کرتے تھے کہ پھر یہ الفاظ نہ نکلیں اور ابن جریر وغیرہ سے جو صاحب روح نے اس روایت میں فیغفرلہ کی زیادت نقل کی ہے اُس کو بھی صوریہ دنیویہ پر محمول کرینگے یعنی جیسے اسلام حقیقی سے ذنوب سابقہ کی حقیقۃً مغفرت ہوجاتی ہے اسی طرح ایمان صوری سے صورۃً عفو ہوجاتا ہے کہ پہلے کفریات کا احکام دنیویہ میں انتقام نہیں لیا جاتا واللّٰہ اعلم اور بعض اکابر سے جو فرعون کے ایمان کی صحت منقول ہے وہ کسی شخص نے ان کی تصنیف میں الحاق کردیا ہے چنانچہ الیواقیت والجواہر میں اس کی تفصیل موجود ہے ربط اوپر قصہ موسویہ میں بنی اسرائیل پر انعام عظیم ہوناکہ ان کو کیسے بڑے موذی سے نجات دی بیان فرمایا ہے آگے اپنی بقیہ نعمت کی حکایت اور اُن کی معصیت کی شکایت ارشاد ہے :

## حکایت نعمت و ودود شکایت معصیت یہود

وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (الٰی قولہ تعالٰی) فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ۝ اور ہمنے (غرق فرعون کے بعد) بنی اسرائیل کو بہت اچھا

اللغات فی الروح تبوأ ازل دجاء بوأہ منزلا ای منزل وکذا بوأت لہ مکانا والمبوأ اسم مکان واصل الصدق ضد الکذب والعادۃ انھم اذا مدحوا شیئا اضافوہ الی الصدق فالمعنی منزلا صالحا مرضیا ۱۲

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ ڈوبنے لگا ای قارب الادراک ۱۲ ۲ قولہ فرشتہ کے ذریعہ سے الی الایمان لاتا ہے اشارۃ الی تقدیر العامل تؤمن والی ان الجواب بواسطۃ ملک وہو میکائیل علیہ السلام علی ما نقل فی الروح عن ابی الشیخ مرفوعاً ویؤیدہ الروایۃ الآتیۃ

م فرعون عاین الآخرۃ ۱۲

فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ

پھر اگر آپ اس کی طرف سے شک میں ہوں جس کو ہم نے آپ کے پاس بھیجا ہے تو آپ ان لوگوں سے پوچھ دیکھئے جو آپ سے پہلی کتابوں کو پڑھتے ہیں بیشک آپکے پاس آپکے رب کی طرف سے سچی کتاب آئی ہے

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ۙ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ○

آپ ہرگز شک کرنیوالوں میں سے نہ ہوں اور نہ ان لوگوں میں ہوں جنھوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا کہیں آپ تباہ نہ ہوجادیں ........

ٹھکانا رہنے کو دیا کہ اس وقت تو مصر کے مالک ہو گئے اور ان کی اول ہی نسل کو بیت المقدس اور ملک شام عمالقہ پر فتح دیکر عطا فرمایا) اور ہم نے ان کو نفیس چیزیں کھانے کو دیں (مصر میں جنت و عیون تھے اور شام کی نسبت بارکنا فیہا آیا ہے) سو (چاہیئے تھا کہ ہماری طاعت میں زیادہ سرگرم رہتے لیکن انہوں نے الشادین میں اختلاف کرنا شروع کیا اور غضب یہ کہ) انہوں نے (جہل کی وجہ سے) اختلاف نہیں کیا یہاں تک کہ ان کے پاس (احکام کا) علم پہنچ گیا (تھا اور پھر اختلاف کیا آگے اس اختلاف پر وعید ہے کہ) یقینی بات ہے کہ آپ کا رب ان (اختلاف کرنیوالوں) کے درمیان قیامت کے دن ان امور میں فیصلہ (عملی) کریگا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے **ف** مبوأ صدق کی تفسیر مصر وشام کے ساتھ درمنثور میں منقول ہے اور اختلاف کے دو معنے ہوسکتے ہیں ایک باوجود تصدیق نبوت کے اختلاف علی الانبیاء کہ ان کے احکام میں طرح طرح کے حیلے اور گنجائش نکال لیتے تھے جیسا قصۂ بقرہ میں ہوا تھا اور دوسرا بعض انبیاء کی تصدیق نہ کرنا یعنی اختلاف مع الانبیاء جیسیں یہود کا ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننا بھی داخل ہے اور انعام علی السلف من وجہ انعام علی الخلف ہے اسلیے اس انعام کے محل پر لوگ بھی ہوسکتے ہیں ربط اوپر یہود کے اختلاف فی الدین کا ذکر تھا چونکہ مشرکین جن سے اس سورت میں گفتگو ہے اس اختلاف میں انکے مشارک بلکہ ان سے بھی بڑھے ہوئے تھے اس لئے قرآن کی حقانیت سے دین اسلام کی حقانیت کا ایک خاص عنوان سے اثبات فرماتے ہیں

## حقیت دین محمدی بطرز خاص

فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ الی قولہ تعالےٰ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ○ پھر اثبات حقیت دین محمدی کے واسطے ہم ایک ایسا کافی طریقہ بتلاتے ہیں کہ غیر صاحب وحی کے لئے تو کیسے کافی نہ ہوگا وہ ایسا ہے کہ آپ صاحب وحی ہیں مگر آپ سے بھی اگر اُس کا خطاب بطور قضیہ شرطیہ کے کیا جاوے تو ممکن ہے اس طرح سے کہ (اگر بالفرض) آپ اس (کتاب) کی طرف سے شک (وشبہ) میں ہوں جسکو ہم نے آپکے پاس بھیجا ہے تو (اس شک کے دفع کرنے کا ایک سہل طریقہ یہ بھی ہے کہ) آپ ان لوگوں سے پوچھ دیکھئے جو آپ سے پہلے کی کتابوں کو پڑھتے ہیں (مراد توریت وانجیل ہیں وہ من حیث القراءۃ اس کی پیشین گوئیوں کی بنا پر اس قرآن کے صدق کو بتلا دینگے) بیشک آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے سچی کتاب آئی ہے آپ ہرگز شک کرنیوالوں میں سے نہ ہوں اور نہ (شک کرنیوالوں سے بڑھکر) ان لوگوں میں ہوں جنھوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا کہیں آپ (نعوذ باللہ) تباہ نہ ہوجاویں **ف** ظاہر میں خطاب آپ کو ہے مگر مقصود خطاب دوسروں کو ہے آپ کو خطاب کرنے میں ایک تو مبالغہ ہے اس دلیل کی کفایت میں کیونکہ صاحب وحی جو بلا واسطہ تلقی من اللہ ومن الملائکہ کرتا ہے جب تلقی من اہل العلم جو تلقی من اللہ کا واسطہ ہے اُسکے لئے کافی ہوگئی تو جو تلقی بلا واسطہ کر ہی نہیں سکتا اسکے لئے وہ تلقی بواسطہ بدرجہ اولیٰ کافی ہوگی یہ تو اول خطاب کی توجیہ ہے اور اخیر خطاب فلا تکونن ولا تکونن میں مبالغہ ہے استہزاء وتکذیب کے قابل نہ ہونے میں کیونکہ جس ذات میں اس کا احتمال بھی نہیں جب اس کو روکا جاتا ہے تو جس میں احتمال ہے اس کو تو بدرجہ اولیٰ روکنا چاہئے اور نزول آیت کے وقت آپ نے اپنے مقصود بالخطاب نہ ہونے کو ان لفظوں سے ظاہر فرمایا لا اشک ولا اسئال اخرجہ عبد الرزاق وابن جریر عن قتادۃ مرفوعاً مرسلاً کذا فی الدر المنثور اور یہ بات کہ تلقی من اہل العلم صاحب وحی کے لئے کیسے کافی ہوسکتی ہے سو وجہ یہ ہے کہ وہ اہل علم متبوع نہیں بلکہ ناقل ہیں اور اس میں کوئی

النحو قولہ من قبلک معمول لمحذوف ہو صفۃ للکتب اے الکتب المنزلۃ من قبلک ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝ فَلَوْلَا

یقیناً جن لوگوں کے حق میں آپ کے رب کی بات ثابت ہو چکی ہے وہ ایمان نہ لاویں گے گو ان کے پاس تمام دلائل پہنچ جاویں جب تک کہ عذاب دردناک کو نہ دیکھ لیں چنانچہ

كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

کوئی ایسی بستی ایمان نہ لائی کہ ایمان لانا اس کو نافع ہوتا ہاں مگر یونس کی قوم جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں اُن پر سے ٹال دیا

وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ۝ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَن فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا ۚ أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا

اور ان کو ایک وقت خاص تک عیش دیا اور اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام روئے زمین کے لوگ سب کے سب ایمان لے آتے سو کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں جس میں وہ

مُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ۝

ایمان ہی لے آدیں حالانکہ کسی شخص کا ایمان لانا بدوں خدا کے حکم کے ممکن نہیں اور اللہ تعالیٰ بے عقل لوگوں پر گندگی واقع کر دیتا ہے۔

اشکال نہیں اور یہ بات کہ اہل کتاب تو خود تکذیب کرتے تھے پھر ان سے پوچھنا کیسے بتلا دیا گیا اس کا جواب من حیث القراءۃ کے لفظ میں خود تقریر ترجمہ میں موجود ہے یعنی جب وہ اصل مضمون کو پڑھ دیں گو اخفار نہیں ہو سکتا۔

**ربط** اوپر ایمان نہ لانے والوں کا ذکر تھا چونکہ آپ کو طبعاً اس سے رنج پہونچتا تھا اس لئے آگے آپ کی تسلی کے لئے فرماتے ہیں کہ ان کا عدم ایمان مقدر ہو چکا ہے اس لئے اس کے خلاف واقع نہ ہوگا لقولہ تعالیٰ لا یؤمنون البتہ اگر قوم یونس علیہ السلام کی طرح ان کا عدم ایمان مقدر نہ ہو چکتا تو مثل ان کے توفیق ایمان کی ہو جاتی لقولہ تعالیٰ لما آمنوا اور قوم یونس علیہ السلام کی کیا تخصیص ہے اگر تمام اہل ارض کا ایمان مقدر ہو جاتا تو سب ہی ایمان لے آتے لقولہ تعالیٰ ولو شاء پس آپ اس کی فکر چھوڑ دیجئے لقولہ تعالیٰ افانت تکرہ ؛

## تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببیان دوران ہدایت بر مشیت

إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ (الی قولہ تعالیٰ) وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ۝ یقیناً جن لوگوں کے حق میں آپ کے رب کی (یہ ازلی) بات (کہ یہ ایمان نہ لاویں گے) ثابت ہو چکی ہے وہ (کبھی) ایمان نہ لاویں گے گو ان کے پاس تمام دلائل (ثبوت حق کے) پہنچ جاویں جب تک کہ عذاب دردناک کو نہ دیکھ لیں (مگر اس وقت ایمان نافع نہیں ہوتا) چنانچہ (جتنی بستیوں پر عذاب آچکا ہے ان میں سے) کوئی بستی ایمان نہ لائی کہ ایمان لانا اسکو نافع ہوتا (کیونکہ ان کے ایمان کے ساتھ مشیت متعلق نہ ہوئی تھی) ہاں[۲] مگر یونس (علیہ السلام) کی قوم (کہ ان کے ایمان کے ساتھ مشیت متعلق ہوئی تھی اسلئے وہ عذاب موعود کے آثار ابتدائیہ کو دیکھ کر ایمان لے آئے اور) جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں ان پر سے ٹال دیا اور ان کو ایک وقت خاص (یعنی وقت موت) تک (خیر و خوبی کے ساتھ) عیش دیا (پس اور قریوں کا ایمان نہ لانا اور قوم یونس علیہ السلام کا ایمان لانا دونوں مشیت سے ہوئے) اور (ان اقوام و قری کی کیا تخصیص ہے) اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام روئے زمین کے لوگ سب کے سب ایمان لے آتے (مگر بعض حکمتوں کی وجہ سے یہ نہ چاہا اس لئے سب ایمان نہیں لائے) سو (جب یہ بات ہے تو) کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں جس میں وہ ایمان ہی لے آدیں حالانکہ کسی شخص

### مسائل السلوک

فلما آمنوا کشفنا عنہم عذاب الخزی فیہ امکان ان یفیض علی المریدین من برکات الشیخ ما لا یطلع علیہ الشیخ کما لم یشعر یونس علیہ السلام بقبول ایمانہم وکانت ہذہ الافاضۃ ببرکۃ الشیخ کانہم کان من برکاتہ علیہ السلام۔ قولہ تعالیٰ افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین انکار علی التصدی لایمانہم بعد ان بلغہم ما یجب علیہ

### ترجمہ

**قولہ تعالیٰ** فلما آمنوا کشفنا عنہم عذاب الخزی اس میں دلالت ہے اس پر کہ یہ امر ممکن ہے کہ مرید پر کوئی ایسا فیض ہو جس کی خبر شیخ کو نہ ہو جیسے حضرت یونس علیہ السلام کو ان کے قبول ایمان کی اطلاع نہ ہوئی گو وہ فیض شیخ ہی کی برکت سے ہو جیسا ان کا ایمان حضرت یونس علیہ السلام ہی کی برکات سے تھا ۱۲

**قولہ تعالیٰ** افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین اس میں دلالت ہے کہ بعد تبلیغ کے درپے ہونے کی ضرورت نہیں ۱۲

### ملحقات الترجمہ

**لے قولہ** فلولا چنانچہ اسے ایمان نہ لائے اشارۃ الی امرین کون الفاء للترتیب الذی قد یستعمل فیہ فی لساننا لفظ چنانچہ والثانی کون لولا بمعنی النفی مجازاً لانہ لازم لمعنی التخصیص لان المقام لیس للتخصیص ولا للتوبیخ لانہم مضوا ونقل کونہ للنفی انہا فی الدر عن ابی مالک ومجاہد وقتادۃ وابن عباس رضی ویحتمل ان یکون ادلا علی ظاہرہ ویلزمہ النفی الذی ہو حاصل المعنی الاول ۱۲

**۲ے قولہ** فی الا قوم ہاں مگر اشارۃ الی ان الاستثناء منقطع وقولہ لما آمنوا استیناف وانما حملناہ علی الانقطاع لان عدم ایمانہم بعد الباس وایمانہم قبل الباس ۱۲

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَهَلْ

آپ کہدیجئے کہ تم غور کر دکہ کیا کیا چیزیں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کو دلائل اور دھمکیاں کچھ فائدہ نہیں پہنچاتے سو

يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ ثُمَّ نُنَجِّيْ

وہ لوگ صرف ان لوگوں کے سے واقعات کا انتظار کر رہے ہیں جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اچھا تو تم انتظار میں رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنیوالوں میں ہوں پھر ہم اپنے

رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

پیغمبروں کو اور ایمان والوں کو بچا لیتے تھے ہم اسی طرح سب ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں یہ ہمارے ذمہ ہے

## مسائل السلوک

قوله تعالیٰ قل انظروا ماذا فی السمٰوٰت والارض دل علی ان النظر فی الخلق لاینافی النظر الی الحق۔

## ترجمہ

۱۵ قولہ تعالیٰ قل انظروا ماذا فی السمٰوٰت والارض سے دلیل ہے کہ خلق پر نظر کرنا حق کے لئے نظر الی الحق کے منافی نہیں۔

کا ایمان لانا بدوں خدا کے حکم (یعنی مشیت) کے ممکن نہیں اور اللہ تعالیٰ بے عقل لوگوں پر (کفر کی) گندگی واقع کر دیتا ہے (یعنی وہ مشیت بسبب انکے جہل بسیط یا مرکب کے ہوتا ہے گو اس کا سلسلہ بھی مشیت و حکمت تک پہنچتا ہے) ف متعناہم کے ترجمہ میں جو خیر و خوبی کی قید لگائی دلیل اس کی اول سورہ ہود کی آیت ہے یمتعکم متاعا حسنا الی اجل مسمی اور حقیقت اس کی یہ ہے جو حاصل ہے آتنا فی الدنیا حسنۃ کا اور وہ خصائص مومنین سے ہے پس یہ شبہ نہ رہا کہ تمتیع تو کفار کے لئے بھی عام ہے پھر اس کا ایمان پر مرتب ہونا کیا معنا ور خلاصہ قصہ قوم یونس علیہ السلام کا یہ ہے کہ ان کے ایمان نہ لانے پر حسب وحی الٰہی یونس علیہ السلام نے انکو عذاب کی خبر دی تھی اور خود چلے گئے جب وقت موعود پر عذاب کے آثار شروع ہوئے تو تمام قوم نے حق تعالیٰ کے روبرو گریہ زاری شروع کی اور ایمان لے آئے وہ عذاب ٹل گیا اور ان آثار سے نزول عذاب ظناً یا بدوں معائنہ ملائکہ و انکشاف آخرت کے معلوم ہوا تھا اس لئے لم یک ینفعہم ایمانہم لما راوا باسنا کے منافی نہیں اور یہ سہل ہے اور بعض نے اُس عموم سے اس واقعہ کو مخصوص و مستثنیٰ کہا ہے اور فی الحیٰوۃ الدنیا تخصیص کے لئے نہیں بلکہ بیان ہے واقعہ کا اور ایمان کا نافع آخرت ہونا یقینی ہے۔ ربط اوپر مضمون تسلیہ سے پہلے ایمان نہ لانے والوں کا بیان تھا آگے با وجود عناد کے ان کا محل تکلیف رہنا یعنی پاس کی وجہ سے ان کا دائرہ امر و نہی سے خارج نہ ہونا اور اس عناد پر ان کا مستحق تعذیب ہونا مذکور ہے:۔

## مکلف و معذب شدن معاندین

قُلِ انْظُرُوْا الی قولہ تعالیٰ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ آپ کہدیجئے کہ تم غور کرو (اور دیکھو) کہ کیا کیا چیزیں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں (آسمانوں میں ستارے وغیرہ اور زمین میں بے انتہا مخلوق نظر آتی ہے یعنی ان میں غور کرنے سے توحید کی دلیل عقلی حاصل ہوگی یہ بیان ہوا انکے مکلف ہونے کا) اور جو لوگ (عناداً) ایمان نہیں لاتے ان کو دلائل اور دھمکیاں کچھ فائدہ نہیں پہنچاتے (یہ بیان ہوا انکے عناد کا) سو (ان کی اس حالت عناد سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) وہ لوگ (بدلالت حال) صرف ان لوگوں کے سے واقعات کا انتظار کر رہے ہیں جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں (یعنی باوجود دلائل اور وعیدوں کے جو ایمان نہیں لاتے تو ان کی حالت اس شخص کے مشابہ ہے جو ایسے عذاب کا منتظر ہو جو کہ پہلی قوموں پر آیا تھا سو) آپ فرما دیجئے کہ اچھا تو تم (اسکے) انتظار میں رہو میں بھی تمہارے ساتھ (اسکے) انتظار کرنیوالوں میں ہوں (جن گذشتہ قوموں کا اوپر ذکر تھا ہم ان پر تو عذاب واقع کرتے تھے) پھر ہم (اس عذاب سے) اپنے پیغمبروں کو اور ایمان والوں کو بچا لیتے تھے (جس طرح اُن مومنین کو ہم نے نجات دی تھی) ہم اسی طرح سب ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں یہ (حسب وعدہ) ہمارے ذمہ ہے (پس اسی طرح اگر ان کفار پر کوئی افتاد پڑی تو مسلمان اس سے محفوظ رہیں گے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں) ف اخروی عذاب سے

الملحقات: حل اشارۃ الی حمل الانتظار علی المجاز ۱۲ ...... لے قولہ فی ایام واقعات کقولہم ایام العرب ۱۲
شہ قولہ فی تم بھی جن کہ قتنہ اشارۃ الی تقدیر جملۃ دل علیہا قولہ ایام الذین خلوا من قبلہم
اے کما ہلک الامم ثم ننجی وما بینہما اعتراض ۱۲

البلاغۃ: لعل ایرادثم بتقاء اثرالنجاۃ من الحیٰوۃ واھر بعد بلائہم ایضاً ۱۲
ملحقات الترجمۃ: سلہ قولہ فی اتندر دھمکیاں اشارۃ الی کونہ جمع نذیر بمعنی الانذار ۱۲
بے قولہ فی تعنی کچھ اشارۃ الی تقدیر مفعول تغنی یعنی شیئاً ۱۲ سے قولہ فی ینتظرون بدلالت

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ

آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو اگر تم میرے دین کی طرف سے شک میں ہو تو میں ان معبودوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو لیکن ہاں

اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۚۖ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ

اس معبود کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری جان قبض کرتا ہے اور مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہوں اور یہ کہ اپنے آپ کو اس دین کی طرف اس طرح متوجہ رکھنا کہ اور سب طریقوں سے علیحدہ ہو جاؤ

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ

اور کبھی مشرک مت بننا اور خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کو نہ کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے پھر اگر ایسا کیا

فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا

تو تم اس حالت میں حق ضائع کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے اور اگر تم کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچاوے تو بجز اس کے اور کوئی دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی راحت پہنچانا چاہے تو

رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں مبذول فرماویں اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والے ہیں۔

تو مومنین کا بچنا ظاہر ہے اور پہلے عذابوں میں دنیوی عذاب سے بھی بچنا ظاہر ہے اور اس امت کے کفار کے عذاب سے کہ قتل وغیرہ ہے مسلمانوں کا بچنا بایں معنے ہے کہ وہ واقعہ ابعد من حیث العذاب نہیں آثار ربط اوپر کفار کی تکذیب بالاسلام کا بیان تھا آگے دین اسلام کی حقیقت کا رکن اعظم کہ توحید ہے مذکور ہے تاکہ اس حقیقت میں غور کر کے اس کی حقیقت کا علم حاصل ہو سکے۔:

## بیان توحید رکن اعظم اسلام

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ اے لوگو اگر تم میرے دین کی طرف سے شک (اور تردد) میں ہو تو (میں تم کو اس کی حقیقت بتلاتا ہوں وہ یہ ہے کہ) میں اُن معبودوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو لیکن ہاں اس معبود کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری جان قبض کرتا ہے اور مجھ کو (منجانب اللہ) یہ حکم ہوا ہے کہ میں (ایسے معبود پر) ایمان لانے والوں میں سے ہوں اور (مجھ کو) یہ (حکم ہوا ہے) کہ اپنے آپ کو اس دین (مذکور توحید خالص) کی طرف اس طرح متوجہ رکھنا کہ اور سب طریقوں سے علیحدہ ہو جاؤ اور (مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ) کبھی مشرک مت بننا اور (یہ حکم ہوا ہے کہ) خدا (کی توحید) کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کو نہ (عبادت کرنے کی حالت میں) کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ (ترک عبادت کی حالت میں) کوئی ضرر پہنچا سکے پھر اگر (بالفرض) ایسا کیا (یعنی غیر اللہ کی عبادت کی) تو تم اس حالت میں (اللہ کا) حق ضائع کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے اور (مجھ سے یہ کہا گیا ہے کہ) اگر تم کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچا دے تو بجز اس کے اور کوئی اس کا دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی راحت پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کا کوئی ہٹانے والا نہیں (بلکہ) وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں مبذول فرماویں اور وہ بڑی مغفرت

النحو قولہ ان اقم ان مصدریۃ وتدخل علی الامر کذا فی الروح عن سیبویہ اھ وکذلک تدخل علی النہی ایضاً کما فی النسابوری عن الزمخشری عن سیبویہ ۱۲

البلاغۃ قولہ یتوفکم تخصیص التوفی للتخویف قولہ یمسسک ویردک ذکر المس فی الشر والارادۃ فی الخیر لعلہ اشارۃ الی ان مس الشر مع کونہ مراداً انما وقع بالذنوب فکانہ لم ینسب الی الارادۃ بخلاف الخیر فانہ محض الرحمۃ ومنسوب الی الارادۃ تاغفیۃ وکذا قولہ فی

الاول فلا کاشف لہ الا ہو وفی الثانی فلا راد لفضلہ بدون الاستثناء اشارۃ الی ان الاصل فی الشر الکشف وفی الخیر عدم الزوال وہذہ کلہ مقتضے الرحمۃ ۱۲

ملحقات الترجمۃ

لے قولہ فی فلا اعبد بتلاتا ہوں اشارۃ الی ان الجزاء مقدر ای فاخبرکم ۱۲

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا

آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو تمہارے پاس حق تمہارے رب کی طرف سے پہنچ چکا ہے سو جو شخص راہ راست پر آجاوے گا سو وہ اپنے واسطے راہ راست پر آویگا اور جو شخص بے راہ رہیگا تو اس کا بے راہ

يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ ع ١١ ١٢

ہونا اسی پر پڑے گا اور میں تم پر مسلط نہیں کیا گیا اور آپ اس کا اتباع کرتے رہئے جو کچھ آپ کے پاس وحی بھیجی جاتی ہے اور صبر کیجئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کردینگے اور وہ سب فیصلہ کرنیوالوں میں

سورۃ ھود مکیۃ وھی مائۃ وثلث وعشرون اٰیۃ وعشر رکوعات

بڑی رحمت والے ہیں (اور فضل کے تمام افراد مغفرت اور رحمت میں داخل ہیں اور وہ مغفرت اور رحمت عظیمہ کے ساتھ موصوف ہیں پس لامحالہ صاحب فضل بھی ہیں) **ف** خلاصہ یہ کہ میرا دین تو یہ ہے جس میں کسی کو شک ہونا نہ چاہئے اور کفار باوجودیکہ منکر تھے پھر شک کیوں فرمایا اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ اس دین میں تو شک بھی نہ ہونا چاہئے چہ جائے انکار و تکذیب **ربط** اوپر دین اسلام کی حقیقت ظاہر کی گئی ہے آگے اس اظہار کا موجب اتمام حجت ہونا مذکور ہے :۔

## اقامت حجت بعد اتمام دعوت

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝ آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ اے لوگو تمہارے پاس (دین) حق تمہارے رب کی طرف سے (بدلیل) پہنچ چکا ہے سو (اسکے پہنچ جانے کے بعد) جو شخص راہ راست پر آجاویگا سو وہ اپنے (نفع کے) واسطے راہ راست پر آوے گا اور جو شخص (اب بھی) بے راہ رہیگا تو اُس کا بے راہ ہونا (یعنی اس کا وبال بھی) اسی پر پڑے گا اور میں تم پر (کچھ بطور ذمہ داری کے) مسلط نہیں کیا گیا (کہ تمہاری بے راہی کی بازپرس مجھ سے ہونے لگے تو میرا کیا نقصان ہے **ربط** اوپر اقامت حجت واتمام دعوت کا مضمون تھا چونکہ اس کے بعد بھی بعضے منکر رہے جو آپ کو رنج دہ تھا اس لئے آگے تسلی پر سورت ختم فرماتے ہیں جیسے کئی آیتیں پہلے بھی مضمون تسلی کا آیا ہے :۔

## تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ اور آپ اس کا اتباع کرتے رہئے جو کچھ آپ کے پاس وحی بھیجی جاتی ہے (اور سب اعمال کے ساتھ تبلیغ بھی آگئی) اور (ان کی کفر و ایذا پر) صبر کیجئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (ان کا) فیصلہ کردینگے (خواہ دنیا میں ہلاکت کے ساتھ خواہ آخرت میں عذاب کے ساتھ مطلب یہ کہ آپ اپنے ذاتی اور منصبی کام میں لگے رہئے ان کی فکر نہ کیجئے) اور وہ سب فیصلہ کرنیوالوں میں اچھا (فیصلہ کرنے والا) ہے۔ **ف** ایسی گفتگو اور اسی طرح اسکے قبل کی آیت والی گفتگو عادۃً مخاطبات ومناظرات کے بالکل اخیر میں ہوا کرتی ہے پس اس پر سورت کا ختم کرنا نہایت لطیف ختام ہے ؂

وقد تم بحمد اللہ تفسیر سورۂ یونس فی التاسع والعشرین من ربیع الثانی ١٣٢٤ من الہجرۃ صلی اللہ تعالیٰ علی صاحبہا بعدد کل ذرۃ الف الف مرۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝ سورۃ ھود مکیۃ الا قولہ تعالیٰ واقم الصلوٰۃ الآیۃ عند قتادۃ کذا فی روح المعانی اس سورت کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے کہ اول اس میں رسالت اور توحید کا ذکر ہے اور اس کے ضمن میں ایمان پر جزاء دارین کا وعدہ اور اعراض پر عذاب کی وعید اور اس کی مناسبت سے بعث کا ذکر اور نزول عذاب کے بارہ میں ان کا منشاء اشتباہ کہ تاخیر عذاب ہے اور انسان کی ایک اکثری جبلی خصلت سے اُس اشتباہ کی تقریر ولئن اذقنا الانسان الخ میں پھر ان کے انکار رسالت پر آپ کی دلتنگی پر تسلی پھر قرآن پر جو وہ شبہ

اللغات قولہ بوکیل اسے بحفیظ موکول الی امرکم ١٢ البلاغۃ التعبیر فی الآیۃ الاولی بالمجئ وفی ہذہ بالوحی تنبیہ علی مابین المرتبتین من التفاوت ١٢

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحۡكِمَتۡ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتۡ مِنۡ لَّدُنۡ حَكِيۡمٍ خَبِيۡرٍ ۙ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِىۡ لَـكُمۡ مِّنۡهُ نَذِيۡرٌ

الٓر یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں ایک حکیم باخبر کی طرف سے یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو میں تم کو اللہ کی طرف سے ڈرانیوالا اور

وَّبَشِيۡرٌ ۝ وَّاَنِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَيۡهِ يُمَتِّعۡكُمۡ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤۡتِ كُلَّ ذِىۡ فَضۡلٍ

بشارت دینے والا ہوں اور یہ کہ تم لوگ اپنے رب سے معاف کراؤ پھر اس کی طرف متوجہ رہو وہ تم کو وقت مقررتک خوش عیشی دیگا اور ہر زیادہ عمل کرنیوالے کو زیادہ ثواب دے گا

فَضۡلَهٗ ؕ وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ كَبِيۡرٍ ۝ اِلَى اللّٰهِ مَرۡجِعُكُمۡ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۝

اور اگر تم لوگ اعراض کرتے رہے تو مجھ کو تمہارے لئے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے تم کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے اور وہ ہر شے پر پوری قدرت رکھتا ہے

اَلَاۤ اِنَّهُمۡ يَثۡنُوۡنَ صُدُوۡرَهُمۡ لِيَسۡتَخۡفُوۡا مِنۡهُ ؕ اَلَا حِيۡنَ يَسۡتَغۡشُوۡنَ ثِيَابَهُمۡ ۙ يَعۡلَمُ مَا يُسِرُّوۡنَ وَمَا يُعۡلِنُوۡنَ ۚ

یاد رکھو وہ لوگ دہرا کئے دیتے ہیں اپنے سینوں کو تاکہ اپنی باتیں خدا سے چھپا سکیں یاد رکھو کہ وہ لوگ جس وقت اپنے کپڑے لپیٹتے ہیں وہ اس وقت بھی سب جانتا ہے جو کچھ چپکے چپکے باتیں کرتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر باتیں کرتے

اِنَّهٗ عَلِيۡمٌ ۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ۝

بالیقین وہ دلوں کے اندر کی باتیں جانتا ہے

کرتے تھے اُس کا جواب پھر استحقاق عذاب کے متعلق انکے ایک زعم باطل کا ابطال پھر مومنین کی فضیلت اور کفار کی بدانجامی پھر دونوں کے تفاوت کی ایک مثال پھر ان سب مضامین کی تقریر و تائید کے لئے چند قصص جن سے توحید و رسالت و وقوع وعید و مومنین کی فلاح اور منکرین کا خسارہ سب ثابت ہوتا ہے اور پھر قصص کے بعد اُنہیں وعید کی تفریع اور اس میں قیامت کی جزا و سزا اور وعید میں سب منکرین کا اشتراک پھر منکرین کے خلاف کا پہلے سے چلا آنا آپ کی تسلی کے لئے اور اسکے ضمن میں تاخیر عذاب کی حکمت جسکا ذکر اول سورت میں انکی منشاء استنباء کی تقریر میں آیا تھا اور پھر اُس عذاب کا اپنے وقت پر واقع ہونا اور پھر ان کفار سے اعراض کر کے اہل ایمان کو اپنے کام میں لگے رہنے کا حکم بالخصوص استقامت و قطع موالاۃ کفار و اقامت صلوٰۃ و صبر کا پھر عبرت کے واسطے امم سابقہ ہلکہ کا اجمالی حال نکال اور اس کا ظاہری سبب یعنی اجرام اور حقیقی سبب یعنی مشیت و حکمت اور ذکر قصص کی بعض حکمتیں اور پھر کفار سے آخری کلام کہ اگر نہیں مانتے تو جس حال میں چاہو رہو نتیجہ دیکھ لوگے اور اس تقریر کے لئے اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب و مرجع کل اُمور اور انکے اعمال پر مطلع ہونا اور اُس کے ضمن میں عبادت اور توکل کا وجوب کہ مناسب مقام ہے یہ سب مضامین نہایت ترتیب و تہذیب کے ساتھ مذکور ہیں اور ان کا باہمی تناسب اور سورت سابقہ کے مضامین سے تقارب ظاہر ہے بالخصوص سورت ہذا کا آغاز اور سورت سابقہ کا انجام تو ہمہ تن متحد ہے کہ دونوں میں توحید و رسالت کا اثبات ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم و احکم بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ اول قرآن کا منزل من اللہ ہونا اور اس کا توحید پر مشتمل ہونا اور آپ کا بشیر و نذیر یعنی رسول ہونا توبہ و استغفار یعنی ایمان کا حکم اور اس پر بشارت اور پھر توحید کے اثبات کیلئے علم و قدرت و ترزیق و تخلیق و حکمت تخلیق کا آیت وہو الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام تک بیان ہے۔

## توحید و رسالت و متعلقات آں

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحۡكِمَتۡ اٰيٰتُهٗ الیٰ قولہ تعالیٰ

| | |
|---|---|
| اللغات متاعا تنبیہ الروایات ذکر بعضہا فی المتن وہو اوفق بالمقام ومانی النجاری من نحو لہا ای قولہ الا انہم یثنون الآیۃ فیمن کان یستحیی ان یتخلی او یجامع فیفضی الی السماء فیشکل | ظاہر ولانہ کان ظاہرا للاستحیاء ولا للاستخفاء الا ان یحمل علی الجہل فی الاعتقاد من الکفار ولما نحن المتجاوزۃ عن حد الشرع فی ذلک من بعض المؤمنین کما ہو عادۃ المتشددین ۱۲ |

### مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ثم توبوا الیہ یمتعکم متاعا حسنا یراد بہ الحیوۃ الطیبۃ التی تکون لمن عمل صالحا من ذکر او انثی وہو مومن وفی الروح والمعنی کما قیل ایشکو فی امن وراحۃ ولعل ہذہ الحیوۃ لاینافی کون الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر ولا کون اشد الناس بلاء الامثل فالامثل لان المراد بالامن امنہ من غیر اللہ تعالیٰ ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ وبالراحۃ طیب العیش برضوا اللہ تعالیٰ والتوجہ الیہ حتی لیجد المحنۃ منحۃ ورد تعذیبکم عن بلادی جود کرہ علی بیانا لقوی الہوی لکن حد ل ۱۲

### ترجمہ قولہ تعالیٰ ثم توبوا

الیہ یمتعکم متاعا حسنا مراد اس سے حیوۃ طیبہ ہے جو ایسے شخص کیلئے مخصوص ہے جو ایمان اور عمل صالح کیا تھا موصوف جو اور روح میں ہے کہ مراد اس سے امن و راحت کی زندگی ہے مگر یہ حدیث الدنیا سجن المومن اور حدیث اشد الناس بلاء الامثل فالامثل کے منافی نہیں کیونکہ امن سے مراد امن من غیر اللہ ہے اور راحت سے مراد حق تعالیٰ پر نظر کرنے اور اسکا قرب حاصل کرنے سے خوش عیشی ہونا ہے ایسا شخص مشقت کو نعمت سمجھتا ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ○ وَ

اور کوئی جاندار روئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اسکی روزی اللہ کے ذمے نہ ہو اور وہ ہر ایک کی زیادہ رہنے کی جگہ کو اور چند روزہ رہنے کی جگہ کو جانتا ہے سب چیزیں کتاب مبین میں ہیں اور وہ

هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ط

ایسا ہے کہ سب آسمان اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا، اور اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ تم کو آزمادے کہ تم میں اچھا عمل کرنے والا کون ہے۔

كَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا الٓر۔ (کے معنے تو اللہ کو معلوم) یہ (قرآن) ایک ایسی کتاب ہے کہ اسکی آیتیں (دلائل سے) محکم کی گئی ہیں پھر[1] (اسکے ساتھ) صاف صاف (بھی) بیان کی گئی ہیں (اور[2] وہ کتاب ایسی ہے کہ) ایک حکیم باخبر (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف سے آئی ہے جس[3] کا بڑا مقصد) یہ (ہے) کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو میں تم کو اللہ کی طرف سے (ایمان نہ لانے پر عذاب سے) ڈرانیوالا اور (ایمان لانے پر ثواب کی) بشارت دینے والا ہوں اور (اس کتاب کے مقاصد میں سے) یہ (بھی) ہے کہ تم لوگ اپنے گناہ (شرک وکفر وغیرہ) اپنے رب سے معاف کراؤ (یعنی ایمان لاؤ) اور پھر (ایمان لاکر) اس کی طرف (عبادت سے) متوجہ رہو (یعنی عمل صالح کرو پس عمل صالح کی برکت سے) وہ تم کو وقت مقرر (یعنی وقت موت) تک (دنیا میں) خوش عیشی دیگا اور (آخرت میں) ہر زیادہ عمل کرنیوالے کو زیادہ ثواب دیگا (یہ کہنا بھی بمنزلہ بشیر کہنے کے ہے) اور اگر (ایمان لانے سے) تم لوگ اعراض (ہی) کرتے رہے تو مجھکو (اس صورت میں) تمہارے لئے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے (یہ کہنا بمنزلہ نذیر کہنے کے ہے اور عذاب کو مستبعد مت سمجھو کیونکہ) تم (سب) کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے اور وہ ہر شے پر پوری قدرت رکھتا ہے (پھر ستبعاد کی کوئی وجہ نہیں البتہ اگر وہاں تمہاری حاضری نہ ہوتی یا نعوذ باللہ اس کو قدرت نہ ہوتی تو عذاب واقع نہ ہوتا پس ایسی حالت میں ایمان اور توحید سے اعراض نہ چاہئے اور اثبات قدرت کا تعلق توحید سے ہے آگے علم کا اثبات ہے کہ اس کو بھی وقوع جزا اور توحید دونوں سے تعلق ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ) یاد رکھو وہ لوگ دوہرا کئے دیتے ہیں اپنے سینوں کو (اور اوپر سے کپڑا لپیٹ لیتے ہیں) تاکہ اپنی باتیں خدا سے چھپا سکیں (یعنی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف میں جو باتیں کرتے ہیں تو اس ہیئت سے کرتے ہیں تاکہ کسی کو خبر نہ ہو جاوے اور جس کو اعتقاد ہوگا کہ خدا کو ضرور خبر ہوتی ہے اور آپ کا صاحب وحی ہونا دلائل سے ثابت ہے پس وہ اخفاء کی یہ تدبیر کبھی نہ کرے گا پس یہ تدبیر کرنا گویا بدلالت[5] حال اللہ سے پوشیدہ رہنے کی کوشش کرنا ہے سو) یاد رکھو کہ وہ لوگ جسوقت (دوہرے ہوکر) اپنے کپڑے (اپنے اوپر) لپیٹتے ہیں وہ اُسوقت بھی[6] سب جانتا ہے جو کچھ چپکے چپکے باتیں کرتے ہیں اور جو کچھ ظاہر باتیں کرتے ہیں (کیونکہ) بالیقین وہ (تو) دلوں کے اندر کی باتیں جانتا ہے (تو زبان سے کہی ہوئی کیوں نہ جانے گا آگے توحید کے متعلق ترزیق کا بیان ہے جس سے مسئلہ علم کی بھی تائید ہوتی ہے چنانچہ ارشاد ہے) اور کوئی (رزق کھانے والا) جاندار روئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اس کی روزی اللہ کے ذمے نہ ہو (اور رزق رسانی کے لئے علم کی ضرورت ہوتی ہے سو وہ ہر ایک کی زیادہ رہنے کی جگہ کو اور چند روزہ رہنے کی جگہ کو جانتا ہے (اور ہر ایک کو وہاں ہی رزق پہنچاتا ہے اور گو سب چیزیں علم الٰہی میں تو ہیں ہی مگر اس کے ساتھ ہی) سب چیزیں کتاب مبین (یعنی لوح محفوظ) میں (بھی منضبط و مندرج) ہیں (غرض واقعات ہر طرح محفوظ ہیں آگے تخلیق کا مع اسکی بعض حکمتوں کے بیان ہے جس سے مسئلہ بعث کی بھی جو کہ آگے مذکور ہے تائید ہوتی ہے کیونکہ خلق ابتدائی دلیل

## ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی ثم فصلت پھر اس کے ساتھ اشار بہذا الے ان التراخی للترقی لان الواقع فی الاکثر ان الکلام المحکم بالدلائل یکون مغلقا وہذا الکتاب لیس کذلک ۱۲

[2] قولہ فی من لدن اور وہ کتاب اشار الے کونہ صفۃ ثانیۃ للکتاب ۱۲

[3] قولہ فی الا تعبدوا جس کا بڑا مقصد اشار بذلک الی امرین الاول ان ان مفسرۃ لما فی التفصیل من معنی القول والثانی عن وجہ تخصیص بعض ما فیہ بالذکر للاہتمام ۱۲

[4] قولہ فی یثنون اور اوپر سے الخ القرینۃ علیہ قولہ الا حین یستغشون وکذا قولہ یستغشون دوہرے ہوکر الخ القرینۃ علیہ قولہ یثنون فالواقع منہم فعلان ذکر احدہما فی مقام والاٰخر فی آخر ۱۲

[5] قولہ فی لیستخفوا بدلالت حال لان الظاہر انہم لم یعتقدوا ذلک ۱۲

[6] قولہ فی یعلم بھی اشارۃ الی ان تقیید العلم بہذا الحین لیس للتخصیص بل للدلالۃ علی غیرہ بالاولیٰ ۱۲

## مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا فیہ حمل بلیغ للعباد علی التوکل فی الرزق فی الروح ولا یمنع من التوکل مباشرۃ الاسباب مع العلم بانہ سبحانہ مسببہا ولا ینبغی ان یعتقد انہ لا یحصل الرزق بدون مباشرۃ سبب ما وبالجملۃ ینبغی الوثوق باللہ تعالیٰ وربط القلب بہ سبحانہ فما شاء کان وما لم یشأ لم یکن اھ روح ۱۲ [غرائب الفرقان(؟) عشرہ ۱۲]

ترجمہ

قولہ تعالیٰ وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا اس میں ترغیب عظیم ہے توکل فی الرزق کی اور روح میں ہے کہ اگر اسباب کو اس اعتقاد کے ساتھ اختیار کرے کہ اللہ تعالیٰ مسبب ہے اور یہ عقیدہ نہ ہو کہ بدون اسباب کے رزق نہیں حاصل ہوتا تو یہ توکل کے منافی نہیں خلاصہ یہ ہے کہ وثوق اور ربط قلب حق تعالیٰ کے ساتھ ہونا چاہئے ۱۲

وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَلَئِنْ

اور اگر آپ کہتے ہیں کہ یقیناً تم لوگ مرنے کے بعد زندہ کئے جاؤ گے تو جو لوگ کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ تو نرا صاف جادو ہے اور اگر

اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا

تھوڑے دنوں تک ہم ان سے عذاب کو ملتوی رکھتے ہیں تو کہنے لگتے ہیں کہ اس عذاب کو کون چیز روک رہی ہے یاد رکھو جس دن وہ ان پر آپڑے گا تو پھر کسی کے ٹالے

عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ ع ۱

نہ ٹلے گا اور جس کے ساتھ یہ استہزا کرتے تھے وہ ان کو آگھیرے گا۔

ہے خلق مکرر پر قادر ہوتے چنانچہ ارشاد ہے) اور وہ (اللہ) ایسا ہے کہ سب آسمان اور زمین کو چھ دن (کی مقدار) میں پیدا کیا اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا کہ یہ دونوں چیزیں پہلے سے پیدا ہو چکی تھیں اور یہ پیدا کرنا اس لئے ہے تاکہ تم کو آزماوے کہ (دیکھیں) تم میں اچھا عمل کرنے والا کون ہے (مطلب یہ کہ زمین و آسمان کو پیدا کیا تمہارے حوائج و منافع اس میں پیدا کئے تاکہ تم ان کو دیکھ کر توحید پر استدلال کرو اور ان سے منتفع ہو کر منعم کا شکر اور خدمت کہ عبادت ہے عمل صالح سے بجا لاؤ سو بعض نے ایسا کیا بعض نے نہ کیا) **ف** استخفار کی تفسیر شاہ عبدالقادر صاحب سے نقل کی گئی ہے در منثور میں مجاہد سے منہ کی تفسیر من اللہ ان استطاعوا اور ابی رزین سے یثنون اور یستغشون کی تفسیر کان احدہم یحنی ظہرہ و یستغشی ثوبہ اس کی موید ہے اور بات کرنے کی قید منقول نظر سے نہیں گذری لیکن یسرون اس کا قرینہ ہے جس کا مفعول دوسری آیت میں مصرح ہے واسروا النجوی الذین ظلموا ہل ہذا الا بشر مثلکم الخ جس کا جواب مثل یعلم ما یسرون الخ کے وہاں ارشاد ہوا ہے ربی یعلم القول فی السماء والارض الخ اور مستقر و مستودع بتفسیر مذکور جو کہ مشہور تر ہے گو سب دواب کو عام نہیں لیکن ذوات مستقر و مستودع کے ساتھ تعلق علم بدرجہ اولیٰ غیر ذوات مستقر و مستودع کے ساتھ تعلق علم پر دال ہے کیونکہ ان کا وجود اظہر ہے اور ظاہر ہے کہ مستتر کا علم مظہر کے علم کو بالاولیٰ مستلزم ہے پس اس اعتبار سے تعلق علمی کا عموم مدلول کلام ہو گیا واللہ تعالیٰ اعلم اور دابہ میں مرزوق کی قید اس لئے لگائی کہ بعضے بے کھائے پئے مر جاتے ہیں پس اس قید کے بعد یہ شبہ نہ رہا کہ ایسوں کو کہاں رزق پہنچتا ہے اور خوش عیشی سے مراد وہ ہے جس کو آتنا فی الدنیا حسنۃ اور لنحیینہ حیوۃ طیبۃ میں ذکر فرمایا ہے اور یوت کل ذی فضل کا ترتب ایمان پر اس وجہ سے ہے کہ بدوں ایمان کے اعمال مقبول نہیں ؂ **ربط** اوپر متکلم میں ایمان لانے پر وعدہ ثواب کا اور ان تولوا میں ایمان نہ لانے پر وعید عذاب کی اور دونوں کا اجمالی بیان لیبلوکم میں مذکور تھا اور یہ سب بعد بعث کے ہو گا اس لئے آگے بعث کے متعلق مضمون ہے:۔

## بحث بعث

وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ (الی قولہ تعالیٰ) كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اور اگر آپ (لوگوں سے) کہتے ہیں کہ یقیناً تم لوگ مرنے کے بعد (قیامت کے روز دوبارہ) زندہ کئے جاؤ گے تو (ان میں) جو لوگ کافر ہیں وہ (قرآن کی نسبت جس میں بعث کی خبر ہے) کہتے ہیں کہ یہ تو نرا صاف جادو ہے (جادو اس لئے کہتے ہیں کہ وہ باطل ہوتا ہے مگر موثر اسی طرح قرآن کو نعوذ باللہ باطل سمجھتے ہیں لیکن اس کے مضامین کا موثر ہونا بھی مشاہدہ کرتے تھے اس مجموعہ پر حکم کیا نعوذ باللہ منہ مقصود اس سے بعث کا انکار تھا آگے ان کے منشاء انکار کا جواب ارشاد ہے) اور اگر تھوڑے دنوں تک (مراد دنیوی زندگی ہے) ہم ان سے عذاب (موعود) کو ملتوی رکھتے ہیں (کہ ان میں حکمتیں ہیں) تو (بطور انکار و استہزاء کے) کہنے لگتے ہیں کہ (جب ہم تمہارے نزدیک مستحق عذاب ہیں تو) اس عذاب کو کون چیز روک رہی ہے (یعنی اگر عذاب کوئی چیز ہوتی تو اب تک ہو چکتا جب نہیں ہوا تو معلوم ہوا کہ کچھ بھی نہیں حق تعالیٰ جواب دیتے ہیں کہ) یاد رکھو جس دن (وقت موجود پر) وہ (عذاب)

| | |
|---|---|
| النحو قولہ یوم یاتیہم منصوب بمصروف ۱۲ | ملحقات الترجمۃ لے قولہ فی دکان اسوقت اشارۃ الی کونہ حالا ۱۲ |
| اللغات قولہ امۃ طائفۃ من الایام معدودۃ قلیلۃ لان ما یحصرہ العد قلیل ۱۲ | ۲ قولہ فی لیقولن بطور انکار و استہزاء لدلالۃ قرینۃ یستہزءون علیہ ۱۲ |

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ○ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ

اور اگر ہم انسان کو اپنی مہربانی کا مزہ چکھا کر اس سے چھین لیتے ہیں تو وہ نا امید اور ناشکر ہو جاتا ہے اور اگر اس کو کسی تکلیف کے بعد جو کہ اس پر واقع ہوئی ہو

ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کسی نعمت کا مزہ چکھا دیں تو کہنے لگتا ہے کہ میرا سب دکھ درد رخصت ہوا وہ اترانے لگتا ہے شیخی بگھارنے لگتا ہے مگر جو لوگ مستقل مزاج ہیں اور نیک کام کرتے ہیں

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ○

وہ ایسے نہیں ہوتے ایسے لوگوں کے لئے بڑی مغفرت اور بڑا اجر ہے

الا یہ آپڑے گا تو پھر کسی کے ٹالے نہ ٹلے گا اور جس (عذاب) کے ساتھ یہ استہزاء کر رہے تھے وہ ان کو آگھیرے گا مطلب یہ کہ باوجود استحقاق کے یہ تاخیر اس لئے ہے کہ بعض حکمتوں سے اس کا وقت معین ہے پھر اس وقت ساری کسر نکل جاوے گی (ربط اوپر تاخیر عذاب کی وجہ سے ان کا انکار کر دینا عذاب اور وقت عذاب یعنی بعث سے مذکور تھا آگے اس کی تائید کے لئے انسان کا ایک خاصہ اکثریہ مذکور ہے ؛

## بیان بعض خواص بشریہ درباب منن و محن

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً (الی قولہ تعالیٰ) لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ○ اور اگر ہم انسان کو اپنی مہربانی کا مزہ چکھا کر اس سے چھین لیتے ہیں تو وہ نا امید اور ناشکر ہو جاتا ہے اور اگر اس کو کسی تکلیف کے بعد جو کہ اس پر واقع ہوئی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھا دیں تو (ایسا اتراتا ہے کہ) کہنے لگتا ہے کہ میرا سب دکھ درد رخصت ہوا (اب کبھی نہ ہو گا بس) وہ اترانے لگتا ہے شیخی بگھارنے لگتا ہے مگر جو لوگ مستقل مزاج ہیں اور نیک کام کرتے ہیں (مراد اس سے مومنین ہیں کہ ان میں کم و بیش یہ خصال ہوتی ہیں سو) وہ ایسے نہیں ہوتے (بلکہ زوال نعمت کے وقت صبر سے کام لیتے ہیں اور عطائے نعمت کے وقت شکر و طاعت کہ حاصل ہے اعمال صالحہ کا بجا لاتے ہیں بس) ایسے لوگوں کیلئے بڑی مغفرت اور بڑا اجر ہے (خلاصہ یہ کہ بجز مومنین کے اکثر آدمی ایسے ہی ہیں کہ ذرا سی میں نڈر ہو جاویں ذرا سی میں نا امید ہو جاویں اسلئے یہ لوگ تاخیر عذاب کے سبب بے خوف اور منکر ہو گئے **ف** اور جب مضرت واقعہ کے زوال کے بعد اس کے وقوع ثانیاً کا احتمال بھول جاتے ہیں تو قیامت کی مضرت تو ابھی واقع بھی نہیں ہوئی اس کا انکار کیا عجب ہے اسی طرح نعمت واقعہ کے زوال کے بعد اس کے وقوع ثانیاً کا احتمال اس کو نہیں رہتا جس سے یاس ہو جاتا ہے اور ظاہراً اس مقام کا مقصود صرف لئن اذقناہ نعماء آلخ سے حاصل ہے لیکن غالباً اس کی منشاء کی تاکید کے لئے دوسرا جملہ ولئن اذقنا الانسان الخ لایا گیا ہے کہ وہ منشاء دونوں میں مشترک ہے یعنی واقع فی الحال کے عدم زوال کا جزم اور واقعہ فی المآل کا عدم احتمال واللہ اعلم اور اس آیت کے متعلق کچھ ضروری مضمون سورۂ یونس کے رکوع دوم کی آیت دوم میں لکھا گیا ہے ؛

**ربط** شروع سورت میں رسالت اور توحید کا بیان تھا آگے بھی رسالت کے متعلق اس ترتیب سے بحث ہے کہ اول انکے استہزاء مذکور کی وجہ سے آپ کے ضیق قلب پر تسلی پھر مابہ الرسالت یعنی قرآن پر ان لوگوں کے شبہ کا جواب پھر حقیقت قرآن کی تصریح اور اس بحث رسالت کے ساتھ توحید کا بیان ہے جو کہ اعظم مقاصد رسالت سے ہے ؛

| المذکور بالہ ووسلے ۱۲ | البلاغۃ<br>خص بالذکر حکم زوال النعمۃ بعد النعمۃ وزوال المضرۃ بعد المضرۃ ولم یذکر حکم المضرۃ والنعمۃ ابتداءً افادۃً للمبالغۃ کما تقرر فی ف اسے سبیل المذکور علی غیر |
|---|---|

### مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ - ولئن اذقنا الانسان منا رحمۃ ثم نزعناھا منہ انہ لیئوس کفور ولئن اذقناہ نعماء بعد ضراء مستہ لیقولن ذھب السیئات عنی انہ لفرح فخور الا الذین صبروا وعملوا الصلحت فی فرحہ تفنی الاشارۃ الی انہ ینبغی للعبد ان یکون فی السراء والضراء واثقا بربہ تعالیٰ متوکلا علیہ غیر محتجب عنہ برؤیۃ الاسباب لکی یحصل لہ الیاس والکفران والبطر والفخر بل ان یجعل وجدھما وفقد افاد سبحانہ ان من سجایا الانسان فی الشدۃ بعد الرحمۃ الیاس والکفران وبالنعماء بعد الضراء والفرح والفخر الا الذین صبروا مع اللہ تعالیٰ فی حالتی النعماء والضراء والشدۃ والرخاء ملخصاً

**ترجمہ۔ قولہ تعالیٰ** ولئن اذقنا الانسان الیٰ قولہ وعملوا الصلحت (رحمۃ) ہے اس شکایت میں اس طرف اشارہ ہے کہ بندہ کو ہر حالت میں خواہ عیش ہو یا بلا ہو حق تعالیٰ ہی پر وثوق اور توکل چاہئے چنانچہ انسان کی طبعی حالت کو بیان فرما کر کہ رحمت کے بعد شدت ہونے پر یاس و کفران اور مصیبت کے بعد نعمت ہونے پر فرح اور فخر کرتا ہے صابرین کو مستثنیٰ فرمانا مضمون بالا کی طرف مشیر ہے ۱۲

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَنْ يَقُولُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ جَاءَ

سو شاید آپ ان احکام میں سے جو کہ آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجے جاتے ہیں بعض کو چھوڑ دینا چاہتے ہیں اور آپ کا دل اس بات سے تنگ ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان پر کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا

مَعَهُ مَلَكٌ ۚ إِنَّمَا أَنْتَ نَذِيرٌ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۝ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ

یا ان کے ہمراہ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا آپ تو صرف ڈرانیوالے ہیں اور پورا اختیار رکھنے والا ہر شے پر اللہ ہی ہے کیا یوں کہتے ہیں کہ آپ نے اس کو خود بنا لیا ہے آپ فرما دیجئے کہ تو تم بھی اس جیسی دس

سُوَرٍ مِثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا

سورتیں بنائی ہوئی لے آؤ اور جن جن غیر اللہ کو بلا سکو بلا لو اگر تم سچے ہو پھر یہ کفار تم لوگوں کا کہنا نہ کر سکیں

لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنْزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝

تو تم یقین کر لو کہ یہ قرآن اللہ ہی کے علم سے اترا ہے اور یہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو پھر اب بھی مسلمان ہوتے ہو۔

## بحث رسالت و بیان توحید

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ (الی قولہ تعالیٰ) فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ (یہ لوگ جو انکار و استہزا سے پیش آتے ہیں) سو شاید آپ (تنگ ہو کر) ان احکام میں سے جو آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجے جاتے ہیں بعض کو (کہ وہ تبلیغ ہے) چھوڑ دینا چاہتے ہیں (یعنی کیا ایسا ممکن ہے کہ آپ تبلیغ ترک کر دیں سو ظاہر ہے کہ ایسا ارادہ تو آپ کر نہیں سکتے پھر تنگ ہونے سے کیا فائدہ) اور آپ کا دل اس بات سے تنگ ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ (اگر یہ نبی ہیں تو) ان پر کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا یا ان کے ہمراہ کوئی فرشتہ (جو ہم سے بھی بولتا چالتا) کیوں نہیں آیا (یعنی ایسے خوارق کیوں نہیں دیئے گئے سو ایسی باتوں سے آپ تنگ نہ ہوجئے کیونکہ) آپ تو (ان کفار کے اعتبار سے) صرف ڈرانیوالے ہیں (یعنی پیغمبر ہیں) جس کے لئے مطلق خارق کی ضرورت ہے نہ کہ خارق خاص کی) اور پورا اختیار رکھنے والا ہر شے پر (تو) اللہ ہی ہے (آپ نہیں ہیں جب یہ بات ہے تو ان خوارق کا ظاہر کرنا آپ کے اختیار سے باہر ہے پھر اس کی فکر اور اس فکر سے تنگی کیوں ہو اور چونکہ پیغمبر کے لئے مطلق خارق کی ضرورت ہے اور آپ کا بڑا خارق قرآن ہے تو اس کو نہ ماننے کی کیا وجہ) کیا (اس کی نسبت) یوں کہتے ہو کہ (نعوذ باللہ) آپ نے اس کو (اپنی طرف سے) خود بنا لیا ہے آپ جواب میں فرما دیجئے کہ (اگر یہ میرا بنایا ہوا ہے) تو (اچھا) تم بھی اس جیسی دس سورتیں (جو تمہاری) بنائی ہوئی (ہوں) لے آؤ اور (اپنی مدد کے لئے) جن جن غیر اللہ کو بلا سکو بلا لو اگر تم سچے ہو پھر یہ کفار اگر تم لوگوں کا (یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کا یہ) کہنا (کہ اس کی مثل بنا لاؤ) نہ کر سکیں تو تم (ان سے کہہ دو کہ اب تو) یقین کر لو کہ یہ قرآن اللہ ہی کے علم (اور قدرت) سے اترا ہے (اس میں اور کسی کے نہ علم کا دخل ہے اور نہ قدرت کا) اور یہ (بھی یقین کر لو) کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (کیونکہ معبود صفات الوہیت میں کامل ہونا

**البلاغۃ** قولہ ضائق ولم یقل ویضیق بہ صدرک (علی صیغۃ الصفۃ المشبہۃ) دلالۃ علی انہ ضیق حادث لانہ صلی اللہ علیہ وسلم افسح الناس صدرا اھ **قولہ** مثلہ نعت لسورۃ وکان الظاہر مطابقتہ لہا فی الجمع لکنہ افرد باعتبار مماثلۃ کل واحدۃ منہا اذہو المقصود لا مماثلۃ المجموع کذا فی الروح ۱۲ **ملحقات الترجمۃ** لـ قولہ فی لعلک شاید ای قولہ کیا ایسا ممکن الخ اشارۃ الی ان الترجی قد یستعمل للتبعید والاستفہام مجازا نظرا الی دلالۃ ظاہر الحال فان ظاہر الضیق مما یدل علی ذلک والباطن الامر یمنع عن ذلک فافاد التبعید ۱۲ تے قولہ فی بعض ای تبلیغ اخذتہ من الدر المنثور عن ابن جریج فی تفسیر البعض ان تفعل فیہ ما امرت تدعو الیہ کما ارسلت ۱۲ سے قولہ فی ضائق اور آپ کا اشارۃ الی عطفہ علی المترجی لا علی المترجی لان الضیق واقع لا متوقع ۱۲ کے قولہ فی بہ اس بات سے ای کردہ اشارۃ الی کون ان یقولوا بدوم حی

الضمیر المجرور فالضمیر المجرور مبہم یشہد بذلک قولہ تعالیٰ یضیق صدرک بما یقولون و ہو انسح عندی علی عود الضمیر الی البعض او ما یوحی واشارۃ الی کون ان یقولوا بمعنی المضی لوقوع القول ۱۲ شہ قولہ فی نذیر کفار کے اعتبار سے فلا ینافی کونہ بشیرا ۱۲ شہ قولہ فی فان لم یستجیبوا یہ کفار الی قولہ مومنین کالتایید بقولہ تعالیٰ فان لم یستجیبوا لک الخ ما معنی قولہ فاعلموا فبتقدیر القول عندی ای فان لم یستجیبوا لکم فقولوا لہم اعلموا والقرینۃ علیہ فہل انتم مسلمون لانہ خوطب بمثلہ الکفار فی آخر سورۃ الانبیاء وبذا التعبیر من المواہب ۱۲ شہ قولہ فی بعلم اللہ اور قدرت دلالۃ لزم علیہ وانما خص العلم بالذکر لان نفی العلم عن غیر اللہ المدلول علیہ بالحصر مستلزم بالاولی لنفی القدرۃ فان ما لا یحیط المرء بہ یقدر علیہ ۱۲

### مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ فلعلک تارک بعض ما یوحی الیک وضائق بہ صدرک۔ فی الروح ای تتوک تبلیغ بعض ما یوحی الیک مخافۃ بضیق الصدر الذی یمنع عن الکلام لما فی الروح لما کان مقتضی الطباع البشریۃ عدم نشاط المتکلم اذا لم یجد محلا قابلا لکلامہ فیضیق صدرہ من ذلک فہو جبل شاندہ نشاط انبیہ بما انزل علیہ من ہذہ الآیۃ الکریمۃ ام تلت والترجی فی لعل طمعی وان لم یقع الترک ففیہ ان الاحوال النفسانیۃ فی قلب الشیخ اذا لم یرغب المرید فی کلامہ لانہ اذا کان الارشاد فرضا ینبغی للشیخ ان لا یعمل بمقتضی ذلک الانقباض قولہ تعالیٰ فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم اللہ وہذا العلم وان کان حاصلا للمخاطبین المومنین قبل ظہور عجز الکفار لکن المراد قوۃ ہذا العلم تدل علی ان الخوارق لہا دخل فی قوۃ الاعتقاد ۱۲ **ترجمہ۔** **قولہ تعالیٰ** فلعلک تارک بعض ما یوحی الیک وضائق بہ صدرک ترک بعض وحی سے مراد ترک تبلیغ بعض وحی ہے اور سبب اس کا ضیق صدر ہے جو کلام سے مانع ہوتا ہے جبکہ متکلم مخاطب صحیح و محل قابل نہیں پاتا اور یہ لعل ترجی طبعی کیلئے ہے گو اس کے مقتضا یعنی ترک کا وقوع نہیں ہوا تو اسمیں دو امر پر دلالت ہے ایک یہ کہ مرید کو جب کلام شیخ کیطرف رغبت و توجہ نہیں ہوتی شیخ کا قلب منقبض ہو جاتا ہے دوسرا یہ کہ اگر ارشاد ضروری ہو تو شیخ کو اس انقباض کے مقتضا پر یعنی ترک کلام پر عمل نہ کرنا چاہئے ۱۲ قولہ تعالیٰ فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم اللہ اور یہ علم تو مومنین کو عجز کفار کے ظاہر ہونے کے قبل بھی حاصل تھا تو مراد اس سے اس علم کی قوت ہے تو اس میں دلالت ہوئی کہ خوارق کو قوت اعتقاد میں خاص دخل ہے ۱۲

| مسائل السلوک |  |
|---|---|
| قولہ تعالیٰ من کان یرید الحیوۃ الدنیا الخ فی الایہ یرید اجلہ الذی ہو لبناءھ من لعمال الاخرۃ الحیوۃ الدنیا کالجاہ والمدح نوف الیہم اعمالہم ای جزاء ہا فیہا من شئ ادہم فیہا لا یبخسون ای لا ینقصون شیئاً منہا الی اخرہا قال قلت ودخل فی عموم اللذات النفسانیۃ والمواجید الطبیعیۃ لکونہا من الدنیا ۱۲ | مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ |
|  | جو شخص محض حیات دنیوی اور اس کی رونق چاہتا ہے تو ہم ان لوگوں کے اعمال انکو دنیا ہی میں پورے طور سے بھگتا دیتے ہیں اور ان کے لئے دنیا میں کچھ بھی کمی نہیں ہوتی یہ ایسے |
|  | لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ |
|  | لوگ ہیں کہ انکے لئے آخرت میں بجز دوزخ کے اور کچھ نہیں اور انہوں نے جو کچھ کیا تھا وہ آخرت میں سب ناکارہ ہوگا اور جو کچھ کر رہے ہیں وہ بے اثر ہے |

کامل ہوتا ہے پھر اگر اور کوئی ہوتا تو اس کو قدرت بھی پوری ہوتی اور اس قدرت سے وہ تم لوگوں کی مدد کرتا کہ تم اس کا مثل لے آتے کیونکہ موقع تحقیق دین کا اس کو مقتضی تھا پس عجز عن الاتیان بالمثل سے رسالت اور توحید دونوں ثابت ہوگئیں جب دونوں ثابت ہوگئیں تو پھر اب بھی مسلمان ہوتے ہو یا نہیں، **ف** سورۂ یونس اور بقرہ میں بسورۃ مثلہ ہے سو سورہ بقرہ تو مدنی ہے اس سے عاجز ہونے کے بعد ایک سورت سے معارضہ مناسب ہے اور سورہ یونس اگر مدنی ہے جیسا اتقان میں ایک قول نقل کیا ہے تو اس کی بھی یہی توجیہ ہے اور اگر مکی ہے اور ہود سے مقدم ہے جیسا اتقان میں یہ قول بھی ہے تو میرے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ اعجاز فی نفسہ کے اعتبار سے تو ایک سورت سے معارضہ کیا گیا اور انکے دعوی قدرت کے اعتبار سے کہ اُن کا قول تھا لو نشاء لقلنا مثل ہذا دس سورتوں کا معارضہ کیا گیا واللہ اعلم ربط اوپر بعض آیات میں ان منکرین توحید و رسالت و قرآن و بعث کو عذاب کی وعید سنائی گئی ہے اس پر وہ کہہ سکتے تھے کہ ہم تو بڑے بڑے نیک کام کرتے ہیں جیسے مہمانداری غریب پروری صلہ رحم وغیرہا تو اگر قیامت کوئی چیز ہے تو ہم کو تو ثواب ہوگا نہ کہ عذاب جیسا اس قول میں بھی ہے ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنی اس لئے آگے اس زعم کا ابطال فرماتے ہیں:-

## ابطال زعم کفار استحقاق ثواب را بر اعمال خود

| ترجمہ۔ قولہ تعالیٰ من کان یرید الحیوۃ الدنیا الخ مدح میں اسطرح تفسیر کی ہے کہ جو شخص اپنے عمل بجزو ہی سے حیات دنیا کا شائق ہو اور مدح کا قصد کرے ہم انکو انکے عمال کی جزا دنیا میں پوری دیدیتے ہیں ...... ہم جو اہیں عوض میں کہتا ہوں کہ اس کے عموم میں لذات نفسانیہ اور مواجید جیسے بھی داخل ہیں کیونکہ یہ بھی دنیا ہی میں داخل ہیں ۱۲ | مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا (الی قولہ تعالیٰ) وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ جو شخص (اپنے اعمال خیر سے) محض حیات دنیوی (کی منفعت) اور اس کی رونق (کا حاصل کرنا) چاہتا ہے (جیسے شہرت و نیکنامی وجاہ اور ثواب آخرت حاصل کرنے کی اس کی نیت نہ ہو) تو ہم ان لوگوں کے (ان) اعمال (کی جزا) ان کو دنیا ہی میں پورے طور سے بھگتا دیتے ہیں اور ان کے لئے دنیا میں کچھ کمی نہیں ہوتی (یعنی دنیا ہی میں ان اعمال کے عوض نیکنامی اور صحت و فراخ عیش و کثرت اموال و اولاد عنایت کر دیا جاتا ہے جبکہ ان کے اعمال کا اثر انکے اضداد پر غالب ہوا اور اگر اضداد غالب ہوں تو پھر یہ اثر نہیں مرتب ہوتا یہ تو دنیا میں ہوا رہا آخرت میں سو) یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے لئے آخرت میں بجز دوزخ کے اور کچھ (ثواب وغیرہ) نہیں اور انہوں نے جو کچھ کیا تھا وہ آخرت میں سب (کا سب) ناکارہ (ثابت) ہوگا اور (واقع میں تو) جو کچھ کر رہے ہیں وہ (اب بھی) بے اثر ہے (بوجہ فساد نیت کے مگر صورت ظاہری کے اعتبار سے ثابت سمجھا جاتا ہے آخرت میں یہ ثبوت بھی زائل ہو جاوے گا) **ف** اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ کفار کی نیت بجز دنیا کے کچھ نہیں ہوتی بلکہ ان میں جو ایسے ہیں کہ ان کی نیت بجز دنیا کے کچھ نہ ہو آیت میں ان کا بیان ہے جیسا بعض اوقات بعض مسلمانوں کی نیت بھی صرف دنیا ہی کے لئے ہوتی ہے اسی واسطے بعض مفسرین نے آیت کو عام کہا ہے مگر اولیٰ یہ ہے کہ کفار کے ساتھ خاص کہا جاوے بقرینہ لیس لہم فی الآخرۃ الا النار کے گو اس میں یہ تاویل ممکن ہے لیس لہم علیٰ ہذہ الاعمال الا النار لیکن تاویل بعید ہے و نیز احتمال عفو موجود ہے اور مومنین میں جو ریاکار ہیں انکے لئے اور احادیث آئی ہیں اسی طرح جن کفار کی نیت تحصیل ثواب آخرت کی ہوتی ہے ان کا حکم دوسرے مقام سے مستفاد ہوتا ہے جس میں ایمان کا شرط ہونا قبول اعمال کے لئے ثابت |

| ملحقات الترجمۃ | البلاغۃ |
|---|---|
| امر فی الاخر نعنی صفحہ ۱۲۵ | قولہ فیہا مکررا فائدتہ فادتہ من اول الامر ان عدم البخس لیس الا فی الدنیا فلو لم یذکر تو ہم انہ مطلق و یجوز ان یکون للتاکید کذا فی الروح قولہ فی الآیۃ الاولی قولہ |
| لہ قولہ فی توضیح قالہ الا ہو موقع تحقیق دین ظاہرہ عدم وجوب نشئ علی المعبود لان التلبیس ممتنع عادۃ وان کان مقدوراً ۱۲ | وفی ولا یبخسون وقولہ فی الثانیۃ قولہ وحبط باطلاً ذکر الفرق بین المتعاطفین فی الثانیۃ فی تقریر الترجمۃ واما بین المتعاطفین فی الاولی فظاہر ان احدہما فیہ اثبات |

أَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰى إِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ أُولٰٓئِكَ

کیا منکر قرآن ایسے شخص کی برابری کرسکتا ہے جو قرآن پر قائم ہو جو کہ اس کے رب کی طرف سے آیا ہے اور اس کے ساتھ ایک گواہ تو اسی میں موجود ہے اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب ہے جو کہ امام ہے اور رحمت ہے ایسے لوگ

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ

اس قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو شخص دوسرے فرقوں میں سے اس قرآن کا انکار کریگا تو دوزخ اس کے وعدہ کی جگہ ہے سو تم قرآن کی طرف سے شک میں مت پڑنا بلا شک و شبہ وہ سچی کتاب ہے

رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

تمہارے رب کے پاس سے لیکن بہت سے آدمی ایمان نہیں لاتے۔

سے اوپر آیت میں ظاہراً دو حکم مذکور ہیں ایک یہ کہ دنیا میں ضرور جزا ملجاتی ہے دوسرا یہ کہ آخرت میں کچھ نفع نہیں اول پر یہ اشکال موہوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات دنیا میں بھی کچھ نہیں ملتا دوسرے پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ بعض روایات سے آخرت میں تخفیف عذاب مفہوم ہوتی ہے جیسا ابوطالب کے واسطے آیا ہے اشکال اول کا جواب تقریر ترجمہ سے معلوم ہوگیا کہ اعمال نیک و اعمال بد کی خصوصیت کے آثار مختلف ہیں دونوں کے مجموعہ کے اعتبار سے جو غالب ہوگا اسی کا اثر مرتب ہوگا اور یہ خصوصیات ہمارے علم میں منضبط نہیں مخصوص بعلم الٰہی ہیں دوسرے شبہ کا جواب میرے نزدیک یہ ہے کہ وہ تخفیف ابتداء ہی سے ہوگی یعنی بعض کو پہلے ہی سے ہلکا عذاب شروع ہوگا لیکن جس درجہ کا عذاب شروع ہو جاوے گا پھر کم نہ ہوگا بلکہ زدناہم عذابا فوق العذاب سے بظاہر تزائد معلوم ہوتا ہے گو تخفیف مع الزائد غیر خفیف مع الزائد سے خفیف رہے گا اور اس اعتبار سے ابوطالب کا عذاب دائماً سب سے اہون رہیگا واللہ اعلم ربط اوپر آیات میں کفار کا قرآن کی تکذیب کرنا مذکور تھا آگے مومنین کا اس کی تصدیق کرنا مع وجہ استدلال کے اسکے حق ہونے پر مذکور ہے اور مومنین کے مقابلہ میں منکرین کی وعید کا بھی ذکر فرما دیا گیا ہے۔

## تصدیق مومنین مر قرآن ثابت بالدلیل را و وعید مکذبین

أَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ (الی قولہ تعالیٰ) وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ کیا منکر قرآن ایسے شخص کی برابری کرسکتا ہے جو قرآن پر قائم ہو جو کہ اس کے رب کی طرف سے آیا ہے اور اس (قرآن) کے ساتھ ایک گواہ تو اسی میں موجود ہے (یعنی اس کا معجز ہونا جو کہ دلیل عقلی ہے) اور (ایک) اس سے پہلے (یعنی) موسیٰ (علیہ السلام) کی کتاب (یعنی توریت اسکے شہادت کے لئے موجود) ہے جو کہ (احکام بتلانے کے اعتبار سے) امام ہے اور (ان احکام پر جو ثمرہ و ثواب ملے گا اس کے اعتبار سے وہ کتاب سبب) رحمت ہے (اور یہ دلیل نقلی ہے غرض قرآن کے صدق و صحت کے لئے دونوں دلیلیں موجود ہیں پس ان ہی دلائل کے سبب سے) ایسے لوگ (جن کا ذکر ہوا کہ وہ صاحب بینہ ہیں) اس قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اور (کافر کا حال یہ ہے کہ) جو شخص دوسرے فرقوں میں سے اس قرآن کا انکار کرے گا تو دوزخ اس کے وعدہ کی جگہ ہے (پھر منکر قرآن مصدق قرآن کی برابر کب ہوا) سو (اے مخاطب) تم قرآن کی طرف سے شک میں مت پڑنا بلا شک و شبہ وہ سچی کتاب ہے تمہارے رب کے پاس سے (آئی ہے) لیکن (باوجود ان دلائل کے غضب ہے کہ) بہت سے آدمی ایمان نہیں لاتے۔ ربط اوپر کی آیت میں منکرین و مصدقین کی عدم مساواۃ حالت میں مفہوم ہے آگے دونوں کا غیر مساوی جزاء میں ہونا مع ایک مثال کے مذکور ہے۔

### النحو

قولہ افمن کان الفاء للتعقیب الذکری اذ ترتیب عدم المماثلۃ علے ما بین من الحالین فی ما قبل ومن کان مبتدأ محذوف خبرہ اے کمن لیس کذلک والشاہد فی البینۃ للمبالغۃ او النقل وباعتبار ذلک ذکر الضمیر الراجع الیہ فی یتلوہ ومن ربہ صفۃ لہ ویعطف علے الصفۃ ویتلوہ ویعطف علی شاہد قولہ ومن قبلہ کتاب موسیٰ ومن فی من الاحزاب بیانیۃ والمراد بہ احزاب الکفار۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۚ أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ

اور ایسے شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے ایسے لوگ اپنے رب کے سامنے پیش کئے جاویں گے اور گواہ فرشتے یوں کہیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ

كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ۝ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا

جنہوں نے اپنے رب کی نسبت جھوٹی باتیں لگائی تھیں سب سن لو کہ ایسے ظالموں پر خدا کی لعنت ہے جو کہ دوسروں کو بھی خدا کی راہ سے روکتے تھے اور اسمیں کجی نکالنے کی تلاش میں لگے رہتے

وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۝ أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ

اور وہ آخرت کے بھی منکر تھے یہ لوگ زمین پر خدا تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے تھے اور نہ ان کا خدا کے سوا کوئی

أَوْلِيَاءَ ۘ يُضَاعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوا يُبْصِرُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

مددگار ہوا ایسوں کو دونی سزا ہوگی یہ لوگ سن نہ سکتے تھے اور نہ دیکھتے تھے یہ وہ لوگ ہیں

خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ

جو اپنے آپ کو برباد کر بیٹھے اور جو معبود انہوں نے تراش رکھے تھے ان سے سب غائب ہو گئے لازمی بات ہے کہ آخرت میں سب سے زیادہ خسارہ میں یہی لوگ ہونگے بیشک

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَخْبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ مَثَلُ

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اچھے کام کئے اور اپنے رب کی طرف جھکے ایسے لوگ اہل جنت ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہا کریں گے دونوں

الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ ع ٢

فریق کی حالت ایسی ہے جیسے ایک شخص ہو اندھا بھی اور بہرا بھی اور ایک شخص ہو کہ دیکھتا بھی ہو اور سنتا بھی ہو کیا یہ دونوں شخص حالت میں برابر ہیں کیا تم سمجھتے نہیں۔

## تفصیل انجام مکذبین و مصدقین

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۔ (الیٰ قولہ تعالیٰ) أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ اور ایسے شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے (کہ اس کی توحید کا اسکے رسول کی رسالت کا اسکے کلام ہونے کا انکار کرے) ایسے لوگ (قیامت کے روز) اپنے رب کے سامنے (مفتری ہونے کی حیثیت سے) پیش کئے جاویں گے اور (اعمال کے) گواہ فرشتے (علی الاعلان) یوں کہیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنے رب کی نسبت جھوٹی باتیں لگائی تھیں سب سن لو کہ ایسے ظالموں پر خدا کی (زیادہ) لعنت ہے جو کہ (اپنے ظلم و کفر کے ساتھ) دوسروں کو بھی خدا کی راہ (یعنی دین) سے روکتے تھے اور اس (راہ دین) میں کجی (اور شبہات) نکالنے کی تلاش (اور فکر) میں رہا کرتے تھے (تاکہ دوسروں کو گمراہ کریں) اور وہ آخرت کے بھی منکر تھے (یہ فرشتوں کے اعلان کا مضمون تھا آگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) یہ لوگ (تمام) زمین (کے تختہ) پر (بھی) خدا تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے تھے (کہ کہیں جا چھپتے اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ نہ آتے) اور نہ ان کا کوئی خدا کے سوا مددگار ہوا (کہ بعد گرفتاری کے چھڑا لیتا) ایسوں کو (اوروں سے) دونی سزا ہوگی (ایک اپنے کافر ہونے کی ایک دوسروں کو کافر بنانے کی کوشش کرنے کی) یہ لوگ (مارے نفرت کے احکام الٰہی کو) سن نہ سکتے تھے اور نہ (غایت عناد سے راہ حق کو) دیکھتے تھے یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو برباد کر بیٹھے اور جو معبود انہوں نے

البلاغۃ قولہ وھم بالاٰخرۃ ھم کفرون کرر ہم للتاکید قولہ ما کانوا یستطیعون ہو نظیر قول القائل العاشق لا یستطیع ان یسمع کلام العاذل ١٢

### ملحقات الترجمۃ

١ قولہ فی یعرضون مفتری ہونے کی الخ نبہ بہ لان العرض عام ١٢

٢ قولہ فی یقول الاشہاد و علی الاعلان دلیلہ قولہ علیہ السلام واما الکفار والمنافقون فیقول الاشہاد الخ مقابلہ لقولہ علیہ السلام قال تعالیٰ فانی قد سترتہا رواہ الشیخان ١٢

٣ قولہ فی لعنۃ اللہ زیادہ لان اللعن عام لجمیع الکفار ١٢ ٤ قولہ فی ہم کفرون فرشتوں کے دلیلہ ما فی الحدیث المذکور فیقول الاشہاد ہؤلاء الذین کذبوا علی ربہم الا لعنۃ اللہ علی الظالمین ١٢ ٥ قولہ فی الارض تختہ اشارۃ الی فائدۃ الزیادۃ کما فی الروح لم یکونوا معجزین فی الارض مع سعتہا ان یہربوا منہا کل مہرب ١٢

٦ قولہ فی خسروا برباد اشارۃ الی ان فوتہم سعادۃ الانفس کفوتہم انفسہم فان الخسار ضیاع الشیء لا اضافۃ الشیء ١٢

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا ۔ ونظیرہ من یظہر الولایۃ من زیہ ودعواہ ویتکلم بکلام اہلہا وہو فی الباطن احمق وجاہل

ترجمہ۔ قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا اور اسی کی نظیر وہ شخص ہے جو اپنی وضع و دعویٰ سے ولایت ظاہر کرتا ہو اور اولیاء اللہ کے کلمات کیساتھ تکلم کرتا ہو مگر باطن میں فاسق اور جاہل ہو ١٢

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ أَن لَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ ۝

اور ہم نے نوح ؑ کو ان کی قوم کے پاس رسول بنا کر بھیجا کہ تم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت مت کرو میں تمکو صاف صاف ڈراتا ہوں میں تمہارے حق میں ایک بڑے تکلیف دینے والے دن کے عذاب کا اندیشہ کرتا ہوں

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ

سو ان کی قوم میں جو کافر سردار تھے وہ کہنے لگے کہ ہم تو تمکو اپنا ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمہارا اتباع انہیں لوگوں نے کیا ہے جو ہم میں بالکل رذیل ہیں وہ بھی محض سرسری رائے سے

وَمَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِن فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَآتَانِي

اور ہم تم لوگوں میں کوئی بات اپنے سے زیادہ بھی نہیں پاتے بلکہ ہم تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں    نوح ؑ نے فرمایا کہ اے میری قوم یہ تو بتلاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر ہوں اور اس نے مجھ کو

تراش رکھے تھے (آج) ان سے سب غائب (اور گم) ہو گئے (کوئی بھی تو کام نہ آیا پس) لازمی بات ہے کہ آخرت میں سب سے زیادہ خسارہ میں یہی لوگ ہونگے (یہ تو انجام ہوگا کافروں کا آگے مسلمانوں کا انجام مذکور ہے کہ) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اچھے کام کئے اور (دل سے) اپنے رب کی طرف جھکے (یعنی انقیاد اور خشوع دل میں پیدا کیا) ایسے لوگ اہل جنت ہیں (اور) وہ اس میں ہمیشہ رہا کریں گے (یہ دونوں کے انجام کا تفاوت بیان ہو گیا آگے تفاوت حال کی مثال ہے جس پر تفاوت فی المآل مرتب ہوتا ہے پس ارشاد ہے کہ) دونوں فریق (مذکورین یعنی مومن و کافر) کی حالت ایسی ہے جیسے ایک شخص ہو اندھا بھی اور بہرا بھی (جو نہ عبارت کو سنے نہ اشارہ کو دیکھے تو اس کے سمجھنے کی عادۃً کوئی صورت ہی نہیں) اور ایک شخص ہو کہ دیکھتا بھی ہو اور سنتا بھی ہو (اس کو سمجھنا بہت آسان) کیا یہ دونوں شخص حالت میں برابر ہیں (ہرگز نہیں یہ ہی حالت کافر اور مسلمان کی ہے کہ وہ ہدایت سے بہت دور ہے اور یہ ہدایت کے ساتھ موصوف ہے) کیا تم (اس تفاوت کو) سمجھتے نہیں (یعنی اس میں تردد ہونے کی گنجائش ہی نہیں بہت بدیہی ہے) ف یضاعف کے ترجمہ میں جو یہ قید ظاہر کر دی گئی کہ اوروں سے اس سے یہ شبہ دفع ہو گیا کہ قرآن میں یہ آیا ہے من جاء بالسیئۃ فلا یجزی الا مثلہا وجہ دفع ظاہر ہے کہ مماثلت تو عمل کے ساتھ ہے اور مضاعفت اوروں کے اعتبار سے ہے بوجہ مضاعفت عمل کے اور اگر یصدون کو صدود بمعنی الاعراض سے لیا جاوے جس میں دوسروں کو گمراہ کرنا ماخوذ و معتبر نہیں تو مضاعفت بوجہ تعدد عمل کے نہیں بلکہ بوجہ شدت عمل صدود کے ہے کہ وہ شدت خود مقتضی ازدیاد عذاب کو ہے اس اعتبار سے مماثلت محفوظ ہے خوب سمجھ لو اور آمنوا وعملوا الصلحت واخبتوا میں اشارہ ہو گیا تمام عقائد و اعمال و کیفیات نفسانیہ کی طرف (ربط) اوپر یہاں تک جو مضامین مذکور ہو چکے ہیں توحید و رسالت و وقوع وعید فلاح مومنین خسران کفار ان سب کی تقریر و تائید کے لئے آگے چند قصص مذکور ہوتے ہیں۔

## قصہ حضرت نوح علیہ السلام با قوم او

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا (الی قولہ تعالیٰ) هُوَ رَبُّكُمْ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ اور ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کے پاس رسول بنا کر یہ پیغام دیکر بھیجا کہ تم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت مت کرو (اور جو بت تم نے قرار دے رکھے ہیں وَدّ اور سُوَاع اور یغوث اور یعوق اور نسر ان کو چھوڑ دو چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے جا کر ان سے فرمایا کہ) میں تم کو (درصورت عبادت غیر اللہ کے) صاف صاف ڈراتا ہوں (اور

اللغات قولہ بادی الرای فیہ قراءتان بالہمز الهام و ترکہا فالاول من البدء اسماء اولیۃ والثانی من البدو ای الظہور ۱۲ النحو قولہ بادی فی اعراب القرآن یجوز ان یکون من رؤیۃ العین وتکون الجملۃ بعدہا فی موضع الحال وقد معہ مرادۃ ویجوز ان یکون من رؤیۃ القلب فتکون الجملۃ فی موضع المفعول الثانی ۱۲ قولہ بادی الرای ظرف لاتبعک واستشکل بان ما قبل الا لا یعمل فیما بعدہا الا اذا کان مستثنی منہ او مستثنی او تابعا للمستثنی منہ و بادی الرای لیس واحدا من ہذہ الثلاثۃ واجیب بانہ یغتفر ذلک فی الظرف ۱۲ البلاغۃ الالیم المولم فیہ اسناد مجازی ۱۲

ملحقات الترجمۃ ۱؎ قولہ قبل مثل الفریقین جس پر تفاوت مجمع بہذا الاعتبار کلا التفاوت ۲؎ قولہ فی الاعمی والاصم کبھی اشارۃ الی ان المجموع احد طرفی فی التشبیہ ۱۲ ۳؎ قولہ فی انی لکم نذیر مبین ان لا تعبدوا بتقدیم ترجمۃ المؤخر و تاخیر ترجمۃ المقدم وجہ ان قولہ ان لا تعبدوا بتقدیر الباء متعلق بارسلنا وقولہ انی لکم بالکسر علی ارادۃ القول ای فقال ولابد فی ہذا الترکیب من ہذا الاعتبار واما علی قراءۃ الفتح فلا حاجۃ الی اعتبار التقدیم والتاخیر لان قولہ ان لا تعبدوا کما فی الروح یکون بدل الاشتمال من قولہ انی لکم مفتوحا علی اضمار حرف الجر لانہ متلبسا بذلک الکلام و ہو انی لکم نذیر فلما اتصل الجار فتح کما فتح فی کان والمعنی علی الکسر ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ حاکیا عن قوم نوح علیہ السلام وما نرٰک اتبعک الا الذین ہم اراذلنا فیہ رد علی من خص الولایۃ بالشریف النسب نعم خص اللہ تعالیٰ النبوۃ باہل الشرف لما فیہ من الحکم المختصۃ بالنبوۃ ترجمہ قولہ تعالیٰ وما نرٰک اتبعک الا الذین ہم اراذلنا اس میں اس شخص پر رد ہے جو ولایت کو شریف عرفی کیساتھ خاص سمجھکر ہے البتہ نبوت کو اللہ تعالیٰ نے شرفاء کے ساتھ خاص فرمایا ہے چونکہ اس میں وہ مصلحتیں ہیں جو نبوت سے مقصود ہیں (کہ لوگ انکا اتباع کریں اور شرفاء کے اتباع سے شرفاء کو بھی عار نہیں آتی ۱۲

رَحۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِهٖ فَعُمِّيَتۡ عَلَيۡكُمۡ ؕ اَنُلۡزِمُكُمُوۡهَا وَاَنۡتُمۡ لَهَا كٰرِهُوۡنَ ۝ وَيٰقَوۡمِ لَاۤ اَسۡئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ مَالًا ؕ

اپنے پاس سے رحمت عطا فرمائی ہو پھر وہ تم کو نہ سوجھتی ہو تو کیا ہم اس کو تمہارے گلے مڑھ دیں اور تم اس سے نفرت کئے چلے جاؤ اور اے میری قوم میں تم سے اس پر کچھ مال نہیں مانگتا

اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ اِنَّهُمۡ مُّلٰقُوۡا رَبِّهِمۡ وَلٰـكِنِّىۡۤ اَرٰٮكُمۡ قَوۡمًا تَجۡهَلُوۡنَ ۝ وَيٰقَوۡمِ

میرا معاوضہ تو صرف اللہ کے ذمہ ہے اور میں تو ان ایمان والوں کو نکالتا نہیں یہ لوگ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں لیکن واقعی میں تم لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ جہالت کر رہے ہو اور اگر میں

مَنۡ يَّنۡصُرُنِىۡ مِنَ اللّٰهِ اِنۡ طَرَدْتُّهُمۡ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ۝ وَلَاۤ اَقُوۡلُ لَـكُمۡ عِنۡدِىۡ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ

ان کو نکال بھی دوں تو مجھ کو خدا کی گرفت سے کون بچا لیگا کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے تمام خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیب کی باتیں جانتا ہوں

وَلَاۤ اَقُوۡلُ لَـكُمۡ اِنِّىۡ مَلَكٌ وَّلَاۤ اَقُوۡلُ لِلَّذِيۡنَ تَزۡدَرِىۡۤ اَعۡيُنُكُمۡ لَنۡ يُّؤۡتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيۡرًا ؕ اَللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ ۖۚ

اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور جو لوگ تمہاری نگاہوں میں حقیر ہیں ان کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز ان کو ثواب نہ دیگا ان کے دلوں میں جو کچھ ہو اس کو اللہ ہی خوب جانتا ہے

اِنِّىۡۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ۝ قَالُوۡا يٰـنُوۡحُ قَدۡ جَادَلۡتَـنَا فَاَكۡثَرۡتَ جِدَالَـنَا فَاۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ

میں تو اس صورت میں ستم ہی کر دوں وہ لوگ کہنے لگے کہ اے نوح تم ہم سے بحث کر چکے پھر اس بحث کو بڑھا بھی چکے سو جس چیز سے تم ہم کو دھمکایا کرتے ہو وہ ہمارے سامنے

الصّٰدِقِيۡنَ ۝ قَالَ اِنَّمَا يَاۡتِيۡكُمۡ بِهِ اللّٰهُ اِنۡ شَآءَ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ ۝ وَلَا يَنۡفَعُكُمۡ نُصۡحِىۡۤ اِنۡ اَرَدْتُّ اَنۡ اَنۡصَحَ

لے آؤ انہوں نے فرمایا کہ اس کو تو اللہ تعالیٰ بشرطیکہ اس کو منظور ہو تمہارے سامنے لاویگا اور تم اس کو عاجز نہ کر سکو گے اور میری خیر خواہی تمہارے کام نہیں آ سکتی گو میں تمہاری

لَـكُمۡ اِنۡ كَانَ اللّٰهُ يُرِيۡدُ اَنۡ يُّغۡوِيَكُمۡ ؕ هُوَ رَبُّكُمۡ وَاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ۝

کیسی ہی خیر خواہی کرنا چاہوں جبکہ اللہ ہی کو تمہارا گمراہ کرنا منظور ہو وہی تمہارا مالک ہے اور اسی کے پاس تم کو جانا ہے۔

اس ڈرانے کی تفصیل یہ ہے کہ) میں تمہارے حق میں ایک بڑے تکلیف دینے والے دن کے عذاب کا اندیشہ کرتا ہوں سو ان کی قوم میں جو کافر سردار تھے وہ (جواب میں) کہنے لگے کہ (تم جو نبوت کا دعوے کرتے ہو جیسا نذیر بنیں سے معلوم ہوتا ہے تو ہمارے جی کو یہ بات نہیں لگتی کیونکہ) ہم تو تمکو اپنا ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں (اور بشر کا نبی ہونا دور از کار ہے) اور (اگر بعض لوگوں کے اتباع کرنے سے استدلال کیا جاوے تو وہ قابل استدلال نہیں کیونکہ) ہم دیکھتے ہیں کہ تمہارا اتباع انہیں لوگوں نے کیا ہے جو ہم میں بالکل رذیل ہیں (جن کی عقل اکثر خفیف ہوتی ہے پھر وہ (اتباع) بھی محض سرسری رائے سے (ہوا ہے یعنی اول تو ان کی عقل ہی صائب نہیں غور کے بعد بھی غلطی کرتے دوسرے پھر غور بھی نہیں کیا اس لئے ایسے لوگوں کا تمکو نبی سمجھ لینا یہ کوئی حجت نہیں بلکہ بالعکس ہمارے اتباع سے مانع ہے کیونکہ شرفاء کو رذیلوں کی موافقت سے عار آتی ہے نیز اکثر ایسے کم حوصلہ لوگوں کے اغراض بھی حصول مال یا ترفع ہوا کرتا ہے سو یہ لوگ بھی دل سے ایمان نہیں لائے) اور (اگر یہ کہا جاوے کہ باوجود رذیل ہونے کے ان لوگوں کو کسی خاص امر کے اعتبار سے ہم پر فضیلت ہے جسکے اعتبار سے ان کی رائے اس باب میں صائب ہے سو) ہم تم لوگوں میں (یعنی تم میں اور مسلمانوں میں) کوئی بات اپنے سے زیادہ نہیں پاتے (اس لئے تم مسلمانوں کی رائے کو صحیح نہیں سمجھتے) بلکہ ہم تم کو (بالکل) جھوٹا سمجھتے ہیں نوح (علیہ السلام) نے

**اللغات** قولہ عمیت اے اخفیت ۱۲

**النحو** قولہ لا ینفعکم دال علی جواب الشرط الاتی وقولہ ان اردت شرط والجواب مقدر والجملۃ کلہا دال علی جواب الشرط الاتی وقولہ ان کان اللہ شرط وجوابہ مقدر وتقدیر الکلام ان کان اللہ یرید ان یغویکم فان اردت ان انصح لکم لا ینفعکم نصحی من البیضاوی قلت لکن الشرط فی ان اردت لیس علی ظاہرہ وان ارادۃ النصح لا دخل لہا فی عدم النصح بل کلمۃ ان ہذہ کان الو

صیلۃ اے اذا اراد اللہ الاغواء فلا ینفعکم نصحی وان اردت النصح فافہم ۱۲

**البلاغۃ** قولہ فاکثرت الفاء علی ظاہرہ اکثار الجدال لا بد ان یکون قبلہ شیء من الجدال ۱۲

**ملحقات الترجمۃ**

لے قولہ بادی الرای اتبعک اگر بعض ای قولہ ایمان نہیں لائے فقصد بہ تنشیط سورۃ القرینۃ علی الاول قولہ ما نری لکم علینا من فضل دل علی الثانی قولہ فی الشعراء و تو من لک و اتبعک الارذلون دل علی الثالث

نازیبا ... قول ضعیف ... [illegible] ... قولہ تعالیٰ ویا قوم من ینصرنی من اللہ

ان ... [illegible] ... قولہ تعالیٰ ولا اقول لکم الی قولہ

[illegible]

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ انلزمکموہا
وانتم لہا کارہون فی الروح کان علیہ السلام اراد ا
دیکون الزام ذلک مع الکراہۃ لکن ان شئتم ...
فنکوا النصح لکم فترکوا الانکار حتی یظہر علیکم اثر نور
الارادۃ فتقبلوا ذلک وفیہ اشارۃ الی ان الفکر ...
المستفاضۃ من اہل اللہ تعالیٰ والایجاد ینتفع ...
ما دام منکرا ومن لم یعتقد لم ینتفع ۱۲ قولہ تعالیٰ
ویا قوم لا اسئلکم علیہ مالا فکذلک ینبغی ان یکون ...
الشیخ فان طلب المال من اقوی موانع الناس عن
الاسترشاد والادی فی زمانی التجنب ... عنہ ولو ...
التحیر فان العقول ضعیفۃ والشر غالب فیتعرض ...
ویتبرا بادنی شبہۃ حب الدنیا واللہ متولی امور المخلص
من غیر توقعہا علی ہذا السوال قولہ تعالیٰ و
یقوم من ینصرنی من اللہ ان طردتہم فی الروح ...
ایقاظا فی الاثر ما کان عمر حرمن اقبل علی اللہ
تعالیٰ بالحقیقۃ اقبل اللہ علیہ ومن اعرض عمن اقبل
اللہ تعالیٰ علیہ فقد اعرض عن اللہ ... فیہ
من حقوق الطالب علی الشیخ ما لا یخفی قولہ تعالیٰ
ولا اقول الی قولہ انی ملک نص علی ان الرشد ...
ایکون ... ولا ... الکشف ولا ... ذا تفا...
الناس فی المقصود بالشیخ ... امثالہم کو ...
العلم والعمل قولہ تعالیٰ قال انما یاتیکم بہ اللہ ان
شاء ... المحققین ... المبطلین
حیث یدعون ان ... یکون ... کنا
وما لمکن ۱۲ قولہ تعالیٰ لا ینفعکم نصحی ان اردت
ان انصح لکم ان کان اللہ یرید ان یغویکم فیہ ان
الہدایۃ لیست بید الشیخ ۱۲ **ترجمہ قولہ تعالیٰ**
انلزمکموہا وانتم لہا کارہون (روح میں ہے کہ اس
اشارہ ہے اس طرف کہ منکر کو اہل اللہ سے استفادہ نہیں ہو سکتا
تو جب تک وہ منکر رہیگا اس سے منتفع نہیں ہو سکتا قولہ تعالیٰ
ویا قوم لا اسئلکم علیہ مالا مشائخ کو بھی ایسے ہی رہنا چاہئے
کیونکہ مال کی طلب لوگوں کو استرشاد سے قوی مانع ہے
اور میری رائے میں تو مصارف
خیر کیلئے بھی چندہ کرنا شیوخ کو

فرمایا کہ اے میری قوم (تم جو کہتے ہو کہ تمہاری نبوت جی کو نہیں لگتی تو) بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر (قائم) ہوں (جس سے میری
نبوت ثابت ہوتی ہو) اور اس نے مجھ کو اپنے پاس سے رحمت (یعنی نبوت) عطا فرمائی ہو پھر وہ (نبوت یا اس کی حجت) تم کو نہ سوجھتی ہو تو (میں کیا
کروں مجبور ہوں) کیا ہم اس (دعوے یا دلیل) کو تمہارے گلے مڑھ دیں اور تم اس سے نفرت کئے چلے جاؤ (مطلب یہ کہ تمہارا یہ کہنا کہ جی کو نہیں لگتی
محض استبعاد ہے امتناع اجتماع نبوت و بشریت کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں) اور میرے پاس وقوع اجتماع کی دلیل موجود ہے یعنی معجزہ
وغیرہ نہ کسی کا اتباع اس سے اس کا جواب بھی ہو گیا کہ ان کا اتباع حجت نہیں لیکن انتاج دلیل کا موقوف ہے نظر پر تم نظر کرتے نہیں اور یہ میرے
بس سے باہر ہے) اور (اتنی بات اور زائد فرمائی کہ) اے میری قوم (یہ تو سوچو کہ اگر میں نبوت کا غلط دعوی کرتا تو آخر اس میں میرا کچھ مطلب تو ہوتا
مثلاً یہ ہی ہوتا کہ اس کے ذریعہ سے خوب مال کماؤں گا تو تم کو معلوم ہے کہ) میں تم سے اس (تبلیغ) پر کچھ مال نہیں مانگتا میرا معاوضہ تو صرف اللہ کے
ذمہ ہے (اسی سے آخرت میں اس کا طالب ہوں اسی طرح اور اغراض بھی اگر غور کرو تو منتفی پاؤ گے پھر جب کوئی غرض نہیں پھر مجھ کو جھوٹ بولنے
سے کیا فائدہ تھا خلاصہ یہ کہ کذب دعوے کو کوئی امر مقتضی نہیں اور صدق دعوی پر دلیل قائم ہے پھر نبوت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے) اور (تم جو اتباع
اراذل کو اپنے اتباع سے مانع بتلاتے ہو اور صراحۃً یا دلالۃً یہ چاہتے ہو کہ میں ان کو اپنے پاس سے نکال دوں سو) میں تو ان ایمان والوں کو نکالتا
نہیں (کیونکہ) یہ لوگ اپنے رب کے پاس (عزت و مقبولیت کے ساتھ) جانیوالے ہیں (اور بھلا کوئی شخص مقربان شاہی کو نکالا کرتا ہے اور اس سے اس کا
بھی جواب ہو گیا کہ یہ لوگ دل سے ایمان نہیں لائے) لیکن واقعی میں تم کو دیکھتا ہوں کہ (خواہ مخواہ کی) جہالت کر رہے ہو (اور بے ڈھنگی باتیں کر
رہے ہو) اور (بالفرض والتقدیر) اگر میں ان کو نکال بھی دوں تو (یہ بتلاؤ کہ) مجھ کو خدا کی گرفت سے کون بچائے گا (کیا تم میں اتنی ہمت ہے جو
ایسے بیہودہ مشورے دے رہے ہو) کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے اور (اس تقریر میں ان کے تمام شبہات کا جواب ہو گیا لیکن آگے ان سب
جوابوں کا پھر تتمہ ہے یعنی جب نبوت میری دلیل سے ثابت ہے تو اول تو دلیل کے سامنے استبعاد کوئی چیز نہیں پھر یہ کہ وہ مستبعد بھی نہیں البتہ
کسی امر عجیب وغریب کا اگر دعوے کرتا تو انکار و استبعاد چنداں منکر و مستبعد نہ تھا گو دلیل کے بعد پھر وہ بھی مسموع نہیں البتہ اگر دلیل بھی مقتضی
استبعاد کو ہے تو پھر واجب ہے لیکن میں تو کسی ایسے امر عجیب کا دعوی نہیں کرتا چنانچہ) میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے تمام خزانے ہیں
اور نہ میں (یہ کہتا ہوں کہ میں) تمام غیب کی باتیں جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں (اور یہ تو اپنی نبوت کے متعلق ارشاد فرمایا آگے اپنے
تابعین کے متعلق ارشاد ہے یعنی) جو لوگ تمہاری نگاہوں میں حقیر ہیں میں ان کی نسبت (تمہاری طرح) یہ نہیں کہہ سکتا کہ (یہ لوگ دل سے ایمان نہیں لائے
اس لئے) اللہ تعالی ہرگز ان کو ثواب نہ دے گا ان کے دل میں جو کچھ ہو اس کو اللہ ہی خوب جانتا ہے (تو ممکن ہے کہ ان کے دلوں میں اخلاص
ہو تو پھر میں ایسی بات کو کیونکر کہہ دوں) میں تو (اگر ایسی بات کہہ دوں تو) اس صورت میں ستم ہی کروں (کیونکہ بے دلیل دعوی کرنا گناہ کی بات ہے
جب نوح علیہ السلام نے سب باتوں کا پورا پورا جواب دیدیا جس کا جواب پھر ان سے کچھ بن نہ پڑا تو عاجز ہو کر) وہ کہنے لگے کہ اے نوح تم ہم
سے بحث کر چکے پھر اس بحث کو بڑھا بھی چکے سو (اب بحث کو چھوڑ و اور) جس چیز سے تم ہم کو دھمکایا کرتے ہو (کہ عذاب آجا دے گا) وہ ہمارے سامنے
لے آؤ انہوں نے فرمایا کہ (اس کو لانے والا میں کون ہوں تجھ کو تو پہنچا دینے سنا دینے کا حکم تھا سو میں بجالا چکا) اس کو تو اللہ تعالی بشرطیکہ اس
کو منظور ہو تمہارے سامنے لاوے گا اور (اس وقت پھر) تم اس کو عاجز نہ کر سکو گے (کہ وہ عذاب واقع کرنا چاہے اور تم نہ ہونے دو) اور (جو میرا
کام تھا پہنچا دینا اور سنا دینا اس میں میں نے تمہاری پوری خیر خواہی اور دل سوزی کی لیکن) میری خیر خواہی تمہارے کام نہیں آسکتی گو
میں تمہاری کیسی ہی خیر خواہی کرنا چاہوں جبکہ اللہ ہی کو تمہارا گمراہ کرنا منظور ہو (جس کی وجہ تمہارا عناد و استکبار ہے مطلب یہ کہ جب

## ملحقات الترجمۃ

لے قولہ فی اترکموا دعوے یا دلیل عود الی البینۃ او الرحمۃ او کلیہما کذا فی الروح ١٢

سے قولہ فی لا اسئلکم علیہ تبلیغ ہو المفہوم مما تقدم ١٢

سے قولہ فی ما انا بطارد صراحۃ یا دلالۃ الاول مروی فی الدر عن ابن جریج انہم قالوا له

علیہ السلام ذلک کما وقع لنبینا صلے اللہ علیہ وسلم حیث قال الکفار لہ ذلک الذی
نزل فیہ قولہ تعالی ولا تطرد الذین یدعون والثانی مفہوم لازم من المقام ١٢

لے قولہ فی ملاقوا عزت لدلالۃ المقام علیہ والا فالکفار عام للکل ١٢

(بقیہ ص ٤٣)
بخلاف اہل باطل کے کہ وہ ایسے دعوے
کرتے ہیں کہ جو شخص میری مخالفت
کریگا اسکا ایسا حال ہوگا اور ایسا
قال ہوگا قولہ تعالی لا ینفعکم
نصحی ان اردت ان انصح لکم ان کان
اللہ یرید ان یغویکم اس میں دلیل
ہے اسپر کہ ہدایت شیخ کے قبضہ میں
نہیں ١٢

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَعَلَيَّ إِجْرَامِي وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تُجْرِمُونَ ۝ وَأُوحِيَ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ محمدؐ نے یہ قرآن تراش لیا ہے آپ فرما دیجئے کہ اگر میں نے تراشا ہوگا تو میرا یہ جرم مجھ پر ہوگا اور میں تمہارے اس جرم سے بری الذمہ رہوں گا اور نوحؑ کے پاس وحی بھیجی گئی کہ سوا اُن کے

تم ہی اپنی بدقسمتی سے اپنے لئے نفع حاصل کرنا اور نقصان سے بچنا نہ چاہو تو میرے چاہنے سے کیا ہوتا ہے) وہ تمہارا مالک ہے (اور تم مملوک تو تم پر اسکے تمام حقوق واجب ہیں اور تم ان کو براہ عناد ضائع کرکے مجرم ہورہے ہو) اور اسی کے پاس تم کو جانا ہے (وہ تمہارے اس سارے عناد وکفر کی کسر نکالدیگا) **ف** لا اسئلکم علیہ مالا میں مال کی تخصیص اس لئے کی گئی کہ اکثر مدعیان کاذب کا مقصود مال ہی ہوتا ہے اور جاہ بھی اگر مطلوب ہوتی ہے تو اکثر مال ہی کے لئے چنانچہ مشاہد ہے اور کفار نے مومنین کو اراذل اس لئے کہا کہ وہ اکثر غریب لوگ تھے اور پہلے بھی ایسے ہی کرتے تھے جو عرفاً حقیر ہوتے ہیں اور کفار جو ان کی مخالفت رائے کے مثبت اور فضل کے نافی ہوئے چونکہ نبوت بنوتت اس کے جواب پر موقوف نہ تھا اس لئے تعرض کی ضرورت نہ ہوئی و نیز جواب بدیہی بھی ہے وہ یہ کہ قبول حق کے باب میں خاصتہ یہ دعوی نفی واثبات مذکور کا بالمشاہدہ باطل ہے ایسے لوگ حق کو بہت جلد قبول کرتے ہیں چنانچہ حدیث میں بھی یہ مضمون آیا ہے کیونکہ ان میں کبر وغیرہ موانع نہیں ہوتے پھر اس سے بڑھکر سلامت رائے اور فضل کیا ہوگا اور یہ جو کہا گیا کہ دلیل کے بعد استبعاد مسموع نہیں وجہ یہ کہ بعض امور غیر مدرک بمحض العقل مستبعد ہوتے ہیں لیکن امکان کے ساتھ جب صدق مخبر منضم ہوجاوے تو مرجح وقوع ہوتا ہے البتہ اگر دلیل عقلی یا شرعی مقتضی امتناع کو ہے تو وہ استبعاد مقبول ہے بلکہ اس سے بڑھکر امتناع کا قائل ہونا واجب ہے اور حضرت نوح علیہ السّلام نے اول انھم ملاقوا ربھم میں انکے اخلاص کا اثبات فرمایا ہے پھر لا اقول للذین تزدری الخ میں عدم اخلاص کے عدم اثبات پر اکتفاء فرمانا تلطیف فی الدعوۃ ہے یعنی اگر تم ان کے اخلاص کے معتقد نہ ہو تو عدم اخلاص کے بھی تو بلا دلیل معتقد نہ ہو خوب سمجھ لو۔

**ربط** اوپر نوح علیہ السّلام کا محاجہ اپنی قوم سے مذکور ہوا ہے چونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفار قریش بھی محاجہ کیا کرتے تھے اس لئے قصہ مذکورہ کے درمیان میں استطرادًا اسکے متعلق ایک آیت آگئی ہے:

## جواب محاجہ کفّار مکہ

اَمْ يَقُولُونَ افْتَرٰىهُ (الی قولہ تعالےٰ) مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ۝ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے (نعوذ باللہ) یہ قرآن تراش لیا ہے آپ (جواب میں) فرما دیجئے کہ اگر (بالفرض) میں نے تراشا ہوگا تو میرا یہ جرم مجھ پر (عائد) ہوگا اور تم میرے جرم سے بری الذمہ رہو گے اور (اگر تم نے یہ دعوی تراشا ہوگا تو تمہارا یہ جرم تم پر عائد ہوگا اور) میں تمہارے اس جرم سے بری الذمہ رہونگا **ف** یہ اخیر درجہ کا جواب ہے ورنہ اصل جواب وہ ہے کہ اس افتراء کا افتراء ہونا ثابت کردیا جاوے جیساکہ اسی سورت کے دوسرے رکوع میں جواب دیا ہے قل فاتوا بعشر سور مثلہ لیکن جو شخص دلیل میں نہ قدح کرسکے اور نہ تسلیم کرے اخیر درجہ یہی کہا جاتا ہے کہ خیر بھائی جیسا میں نے کیا ہوگا میں بھگتوں گا جیسا تم کررہے ہو تم بھگتوگے

**ربط** آگے پھر تتمہ ہے قصہ مذکورہ کا۔

## تتمّۂ قصّہ نوح علیہ السّلام متعلق طوفان

وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ (الی قولہ تعالےٰ) وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ (اور جب نصیحت کرتے ہوئے ایک زمانہ دراز گذر گیا اور کچھ اثر نہ ہوا تو) نوح (علیہ السّلام) کے پاس وحی بھیجی گئی کہ سوا ان کے جو (اس وقت تک) ایمان لاچکے ہیں اور کوئی (نیا) شخص تمہاری قوم

البلاغۃ وکما بدی لم یصرح بشرط ای افتریتم لتحققہ یقینا والشرط یقتضی التردد **قولہ** ان افتریتہ معناہ ان ثبت منی افتریتہ لان الافتراء المفروض ہہنا ماض والشرط یخلص للاستقبال کذا فی الروح

### ملحقات الترجمہ

۱ قولہ فی ف جیسا میں نے الخ ہذا احد المختلفین فی تقریر الآیۃ والثانی وہو دقیق لی لما حجتکم بدلائل مفحمۃ فو فرض انی مفتر للتکم لا تواخذون علیے انما ہی وہو مبنی علی ان من لم یال جہدا ثم اخطأ الحق فہو معذور کما ذکرت شیئا فی ہذہ المسئلۃ فی سورۃ الاعراف تحت آیۃ یبنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا الخ فانظرہ تذکر للعامۃ فیثبوا علیک ۱۲

لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ○ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا

جو ایمان لا چکے ہیں اور کوئی شخص تمہاری قوم میں سے ایمان نہ لاوے گا سو جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں اس پر کچھ غم نہ کرو اور تم ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے کشتی تیار کر لو

وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ○ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ

اور مجھ سے کافروں کے بارہ میں کچھ گفتگو مت کرنا وہ سب غرق کئے جاویں گے اور وہ کشتی تیار کرنے لگے اور جب کبھی ان کی قوم میں سے کسی رئیس گروہ کا ان پر گذر ہوتا تو ان سے ہنسی کرتے

قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ○ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ

آپ فرماتے کہ اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم تم پر ہنستے ہیں جیسا تم ہم پر ہنستے ہو سو ابھی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہے جس پر ایسا عذاب آیا چاہتا ہے جو اس کو رسوا کر دیگا اور اس پر دائمی عذاب نازل

حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ

یہاں تک کہ حکم آپہنچا اور زمین سے پانی ابلنا شروع ہوا ہم نے فرمایا کہ ہر قسم میں سے ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ یعنی دو دو عدد اس میں چڑھا لو اور اپنے گھر والوں کو بھی باستثناء اس کے جس پر حکم نافذ ہو چکا ہے اور دوسرے

اٰمَنَ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ○ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَهِيَ تَجْرِيْ

ایمان والوں کو بھی اور بجز قلیل آدمیوں کے ان کے ساتھ کوئی ایمان نہ لایا تھا اور نوحؑ نے فرمایا کہ اس کشتی میں سوار ہو جاؤ اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا اللہ ہی کے نام سے ہے بالیقین میرا رب غفور ہے رحیم ہے اور وہ کشتی

بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادٰى نُوْحُ ۨابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ○ قَالَ

ان کو لیکر پہاڑ جیسی موجوں میں چلنے لگی اور نوحؑ نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ علیحدہ مقام پر تھا کہ اے میرے پیارے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ مت ہو وہ کہنے لگا میں

سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ۭ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ○

ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لوں گا جو مجھ کو پانی سے بچا لیگا نوحؑ نے فرمایا کہ آج اللہ کے قہر سے کوئی بچانے والا نہیں لیکن جس پر وہی رحم کرے اور دونوں کے بیچ میں ایک موج حائل ہو گئی پس وہ غرق ہو گیا

میں سے ایمان نہ لاوے گا سو جو کچھ یہ لوگ (کفر وایذا و استہزاء) کر رہے ہیں اس پر کچھ غم نہ کرو (کیونکہ غم تو خلاف توقع سے ہوتا ہے جب ان سے بجز مخالفت کے توقع ہی نہیں پھر کیوں غم کیا جاوے) اور (چونکہ ہمارا ارادہ اب ان کو غرق کرنے کا ہے اور اس لئے طوفان آنے کو ہے پس) تم (اس طوفان سے بچنے کے لئے) ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے کشتی تیار کر لو (کہ اس کے ذریعہ سے طوفان سے تم اور مومنین محفوظ رہو گے) اور (یہ سن لو کہ) مجھ سے کافروں (کی نجات) کے بارہ میں کچھ گفتگو مت کرنا (کیونکہ) وہ سب غرق کئے جاویں گے (ان کے لئے یہ قطعی طور پر تجویز ہو چکا ہے تو ان کی سفارش بیکار ہو گی غرض نوح علیہ السلام نے سامان کشتی کا جمع کیا) اور وہ کشتی تیار کرنے لگے (خواہ خود یا دوسرے کاریگروں کے ذریعہ سے) اور (اثناء تیاری میں) جب کبھی ان کی قوم میں سے کسی رئیس گروہ کا ان پر گذر ہوتا تو (ان کو کشتی بناتا دیکھ کر اور یہ سن کر کہ طوفان آنے والا ہے) ان سے ہنسی کرتے (کہ دیکھو پانی کا کہیں نام ونشان نہیں مفت مصیبت جھیل رہے ہیں) آپ فرماتے کہ اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم تم پر ہنستے ہیں جیسا تم ہم پر ہنستے ہو (کہ عذاب الٰہی نزدیک آپہنچا ہے اور تم کو ہنسی سوجھ رہی ہے ہم اس پر ہنستے ہیں) سو ابھی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہے جس پر (دنیا میں) ایسا عذاب آیا چاہتا ہے جو اس کو رسوا کر دے گا اور (بعد مرگ) اس پر دائمی عذاب نازل ہوتا ہے (غرض یہی

اللغات قولہ التنور وجہ الارض کذا فی القاموس قلت ہذا التفسیر احسن لانہ عام للتنور المتعارف وغیرہ فیصح علی جمیع الاقوال وہو مروی فی الدر عن ابن عباسؓ ایضاً النحو قولہ الا من قد آمن بمعنی فیہ فلا یرد ان ایمان من آمن فی المستقبل لا معنی لہ قولہ باعیننا الباء للملابسۃ فصح دخولہا علی الاعین والوحی وان تفاوت وجہ التلبس فیہا قولہ من کل زوجین اثنین ہو بدل من زوجین زادہ لئلا یتوہم ان المراد بالزوج مجموع الذکر والانثی فیلزم علی ہذا ان یکون المحمول اربع من کل وفی قراءۃ باضافۃ کل فاثنین مفعول لاحمل قولہ الا من رحم استثناء منقطع ای فہو المعصوم دل علیہ المقام قولہ بسم اللہ متعلق بمجرہا ومرسہا ومعنی الاستعانۃ باسم اللہ تعالیٰ الاستعانۃ باللہ تعالیٰ او یکون المراد بسبب مبادی اسمائہ تعالیٰ من القدرۃ والارادۃ والامر للجریان والرسو فاہم فاطلق الاسم علی المبدأ ۱۲ البلاغۃ قولہ کما تسخرون التشبیہ فی نفس الوقوع والا فالتفاوت بالحقیقۃ والبطلان محقق ۱۲ ملحقات الترجمۃ لہ قولہ فی تکل ان تسخروا فرمانے سے اشارۃ الی استمرار ہذا القول باستمرار سخریتہم المدلول علیہ بقولہ کلما مرالخ ۱۲

### مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون فیہ ان الانتقام بالجواب بالمثل لا ینافی مکارم الاخلاق ۲ قولہ تعالیٰ ونادیٰ نوح الی قولہ تعالیٰ لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم دل علی ان مباشرۃ الاسباب المأذون فیہا لا یخالف التوکل وانما یخالفہ مباشرۃ الاسباب الغیر المأذون فیہا کالتجاء کنعان الی الجبل ۱۲

### ترجمہ

قولہ تعالیٰ قال ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون اس میں دلالت ہے اس پر کہ جواب بالمثل سے انتقام لینا مکارم اخلاق کے منافی نہیں ۲ قولہ تعالیٰ ونادیٰ نوح الی قولہ ارکب معنا مع قولہ تعالیٰ لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم اس میں دلیل ہے اس پر کہ اسباب ماذون فیہا کی مباشرت توکل کے منافی نہیں جیسے کشتی نوحؑ میں سوار ہونا البتہ اسباب غیر ماذون فیہا کی مباشرت منافی توکل ہے جیسے کنعان کا پہاڑ کی پناہ لینا ۱۲

طرح کے مکالمات اور معاملات ہوا کرتے) یہاں تک کہ جب ہمارا حکم (عذاب کا قریب) آپہنچا اور زمین سے پانی اُبلنا شروع ہوا (اور یہ علامت تھی طوفان شروع ہوجانے کی اور اوپر سے برسنا شروع ہوا اُس وقت) ہم نے (نوح علیہ السلام سے) فرمایا کہ ہر قسم (کے جانوروں) میں سے (جو کہ انسان کے کارآمد ہیں اور پانی میں زندہ نہیں رہ سکتے) ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ یعنی دو عدد اس (کشتی) میں چڑھا لو اور اپنے گھر والوں کو بھی (چڑھا لو) باستثناء اس کے جس پر (غرق ہونے کا) حکم نافذ ہوچکا ہے (یعنی ان میں جو کافر ہو جن کی نسبت انہم مغرقون کہہ دیا گیا ہے اس کو سوار مت کرنا) اور (گھر والوں کے علاوہ) دوسرے ایمان والوں کو بھی (سوار کرلو) اور بجز قلیل آدمیوں کے انکے ساتھ کوئی ایمان نہ لایا تھا (بس ان ہی کے سوار کرنے کا حکم ہوگیا) اور نوح (علیہ السلام) نے (سب جانوروں کو سوار کرکے اپنے متعلقین سے) فرمایا کہ (آؤ) اس کشتی میں سوار ہوجاؤ (اور غرق سے کچھ اندیشہ مت کرنا کیونکہ) اس کا چلنا اور ٹھیرنا (سب) اللہ ہی کے نام سے ہے (اور وہی اس کے محافظ ہیں پھر اندیشہ کیوں کیا جاوے اور گو بندوں کے گناہ مقتضی غرق کو ہیں مگر) بالیقین میرا رب غفور ہے رحیم ہے (وہ اپنی رحمت سے گناہ بھی بخش دیتا ہے اور حفاظت بھی فرماتا ہے غرض سب کشتی پر سوار ہوگئے اور اس انتظار میں پانی بڑھ گیا) اور وہ کشتی ان کو لیکر پہاڑ جیسی موجوں میں چلنے لگی اور نوح (علیہ السلام) نے اپنے (ایک سگے یا سوتیلے) بیٹے کو (جس کا نام کنعان تھا اور وہ باوجود فہمائش کے ایمان نہ لایا تھا اور بوجہ ایمان نہ لانے کے کشتی میں سوار نہ کیا گیا تھا اور اس وقت کشتی کنارہ کے قریب ہی تھی اور وہ کنارہ پر موجود تھا بطور آخری دعوت کے) پکارا اور وہ (کشتی سے) علیحدہ مقام پر تھا کہ اے میرے پیارے بیٹے (کشتی میں سوار ہونے کی شرط کہ ایمان ہے بجالا کر جلدی) ہمارے ساتھ سوار ہوجا اور (عقیدہ میں) کافروں کے ساتھ مت ہو (یعنی کفر کو چھوڑ دے کہ غرق سے بچ جاوے) وہ کہنے لگا کہ میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لونگا جو مجھ کو پانی (میں غرق ہونے) سے بچالے گا (کیونکہ وہ وقت ابتداء طوفان کا تھا پہاڑوں کے اوپر پانی نہ پہنچا تھا) نوح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ آج اللہ کے قہر سے کوئی بچانے والا نہیں (نہ پہاڑ اور نہ اور کوئی چیز) لیکن جس پر وہی رحم کرے (تو اس کو خود ہی بچالے غرض کنعان اس وقت بھی ایمان نہ لایا اور پانی زور شور کے ساتھ اس طرف سے بڑھ گیا) اور دونوں (باپ بیٹوں) کے بیچ میں ایک موج حائل ہوگئی پس وہ (بھی مثل دوسرے کافروں کے) غرق ہوگیا ف ہر چند کہ بعض عدم عموم طوفان قائل ہوئے ہیں لیکن ظاہر آیات سے جن کو ماول کہنا بعید ہے عموم معلوم ہوتا ہے قال تعالیٰ وجعلنا ذریتہم الباقین وقال تعالیٰ رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا اور عموم طوفان پر ظاہراً جو بعض اشکالات واقع ہوتے ہیں سب کے جواب قریب ہیں مثلاً یہ کہ تمام انواع حیوانات کے ایک متعارف مقدار کی کشتی میں کیسے سما سکتے ہیں جس کا جواب یہ ہے کہ جو پانی میں رہ سکتے ہیں وہ یقیناً خارج ہیں جو محتاج تناسل نہیں وہ خارج ہیں رہے اور اقسام سو ان میں سے ممکن ہے کہ وہی سوار کئے گئے ہوں جن سے انسانی حاجت متعلق ہوتی ہے جیسے ماکولات و مرکوبات و عوامل و حوامل تاکہ بعد ختم طوفان کے بقیۂ افراد انسانی کو تکلیف نہ ہو سو ایسے جانور بہت قلیل ہیں ہر ایک کا ایک جوڑا رکھنا کچھ مشکل نہیں اور جن سے حاجت انسانی متعلق نہیں ہے جیسے سباع وغیرہ وہ سوار نہ کئے گئے ہوں اور ان کو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ پیدا کردیا ہو یا یہ کہ بطور خرق عادت کے اس کشتی میں ان کی بھی جگہ ہوگئی ہو اور مثلاً یہ اشکال کہ نابالغ بچے کیسے غرق کئے گئے جس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ چند روز پہلے توالد و تناسل بند ہوگیا ہو پس پرانے نابالغ بالغ ہوگئے ہوں اور نیا نابالغ پیدا نہ ہوا ہو جیسا کہ روح المعانی میں عبداللہ بن زیاد بن سمعان سے بروایت الحق بن بشیر و ابن عساکر کے نقل بھی کیا ہے کہ چالیس سال قبل سے توالد و تناسل بند ہوگیا تھا اور یا یہ کہ وہ بچے بڑے ہوکر کافر ہونے والے تھے جیسا لن یومن الخ سے مفہوم ہوتا ہے پس اُن کا غرق ہوجانا ان کے لئے موجب رحمت ہوا کہ کفر سے اور اس کے ثمرہ سے بچ گئے اور مثلاً یہ اشکال کہ جانوروں کی کیا خطا تھی جس کا جواب یہ ہے کہ وہ طوفان کفار کے حق میں عذاب تھا اور بہائم کے لئے بمنزلہ موت طبعی کے تھا جو ہر روز واقع ہوا کرتی ہے اس لئے خطا وار ہونے کی ضرورت نہیں خوب سمجھ لو اور کشتی میں جو اہل ایمان سوار تھے ان کے عدد میں اختلاف

### ملحقات الترجمۃ

لے قولہ فی احمل فیہا کشتی بتاویل الفلک بالسفینۃ ۱۲ ہے قولہ ومن آمن اور دوسرے اشارۃ الی التعمیم بعد التخصیص وافرادہ بل مع شمول من آمن اہم ایضا تا بشرفہم ۱۲

سے قولہ یا بنی پیارے لان التصغیر للشفقۃ ۱۲ کے قولہ فی امر اللہ قہر خصص الامر بقرینۃ المقام ۱۲ ہے قولہ فی الامن رحم لیکن جس پر اشارۃ الی کون الاستثناء منقطعا ۱۲

وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ

اور حکم ہو گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تھم جا اور پانی گھٹ گیا اور قصہ ختم ہوا اور کشتی جودی پر آ ٹھہری اور کہہ دیا گیا کہ کافر لوگ

الظّٰلِمِينَ ○ وَنَادَىٰ نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ○

رحمت سے دور اور نوح نے اپنے رب کو پکارا اور عرض کیا کہ اے میرے رب میرا یہ بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور آپ کا وعدہ بالکل سچا ہے اور آپ احکم الحاکمین ہیں

قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۖ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے نوح یہ شخص تمہارے گھر والوں میں نہیں یہ تباہ کار ہے سو مجھ سے ایسی درخواست مت کرو جس کی تم کو خبر نہیں میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم

مِنَ الْجَاهِلِينَ ○ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ ۖ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ○

نادان نہ بن جاؤ انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے رب میں اس امر میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں کہ آپ سے ایسے امر کی درخواست کروں جس کی مجھ کو خبر نہ ہو اور اگر آپ میری مغفرت نہ فرماویں گے اور مجھ پر رحم نہ فرماویں گے تو میں تو بالکل تباہ ہی

اختلاف ہے سب سے بڑا عدد یہ ہے کہ اسی مرد تھے اسی عورتیں مگر نسل ان سب کی نہیں چلی اب تمام عالم کے آدمی صرف نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں واللہ اعلم اور کشتی بنانے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ بتعلیم خداوندی خود نوح علیہ السلام نے بنائی اور ایک یہ کہ کاریگروں سے بنوائی اور کنعان کو بعض نے کہا ہے کہ ان ہی کا بیٹا تھا بعض نے کہا کہ ان کا ربیب یعنی بیوی کا بیٹا تھا اور چونکہ بعض اہل سیر نے ان کی بی بی کا کشتی میں موجود ہونا روایت کیا ہے اور قرآن میں ان کی بی بی کا کافر ہونا اور کافر کا نجات نہ پانا مذکور ہے اس لئے بعض علماء قائل ہوئے ہیں کہ ان کی ایک بی بی مومن تھی اور ایک کافر۔ ربط ظاہر ہے۔

## قصہ فرو شدن طوفان

وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ (الی قولہ تعالیٰ) بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ ○ اور (جب کفار سب غرق ہو چکے تو) حکم ہو گیا کہ اے زمین اپنا پانی (جو کہ تیری سطح پر موجود ہے) نگل جا اور اے آسمان (برسنے سے) تھم جا (چنانچہ دونوں امر واقع ہو گئے) اور پانی گھٹ گیا اور قصہ ختم ہوا اور کشتی (کوہ) جودی پر آ ٹھہری اور کہہ دیا گیا کہ کافر لوگ رحمت سے دور ف اس سے معلوم ہوا کہ طوفان کا پانی پہاڑ سے اونچا تھا اور قصہ ختم ہونے میں سب باتیں آ گئیں نوح علیہ السلام کی نجات کافروں کا غرق اور طوفان کا فرو ہو جانا اور بعداً للقوم الظالمین شاید اس لئے فرمایا گیا ہو کہ عبرت تازہ ہو جاوے کہ کفر کا یہ وبال ہے تاکہ آئندہ والے اس سے بچے رہیں اور جودی کی تحقیق فتح المنان میں دیکھ لیجا وے ربط ظاہر ہے۔

## دعائے نوح علیہ السلام وجواب باری تعالیٰ

وَنَادَىٰ نُوحٌ رَبَّهُ (الی قولہ تعالیٰ) وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ○ اور (جب) نوح (علیہ السلام نے کنعان کو ایمان لانے کے لئے فرمایا اور اس نے نہ مانا تو اس کے غرق ہونے کے قبل انہوں) نے (اس امید پر کہ شاید حق تعالیٰ اپنی قدرت سے اسکے دل میں ایمان القا فرما دے اور یہ ایمان لے آوے) اپنے رب کو پکارا اور عرض کیا کہ اے میرے رب میرا یہ بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور آپ کا

النحو قوله ابلا کا مفعول عائد بعد واو اللام صلة للمصدر ۱۲

فائدہ متعلقہ بالآیۃ الاولیٰ فی الکشاف بعد ذکر شیٔ من اللطائف بالفصاحۃ ولما ذکرنا من المعانی والنکت استفصح علماء البیان ہذہ الآیۃ ورقصوا لها رؤسہم احد وان اشتقت الی نبذ منہا فانظر فی روح المعانی ۱۲

فوائد متعلقہ بالآیات الاخر الاولیٰ زاد فی الدعاء بایمان ابنہ انہ من اہلی مع ان الدعاء کان یمکن بدونہ تقریبا للدعاء الی القبول وتاکید الشفاعۃ والثانیۃ لاجل ان من لم یؤمن

من قومہ قد انقطع من ایمانہ بقولہ لن یؤمن فاستثناء بالزیادۃ الی انی لا ادعو لمن ہو کافر بالیقین وانما ادعو للمحتمل ۱۲ الثالثۃ لما کان الایمان عملا صالحا صح ارادۃ الکفر بعمل غیر صالح ومعناہ ذو عمل غیر صالح ۱۲ الرابعۃ قولہ اعظک نص فی عدم العتاب ۱۲ الخامسۃ قولہ احکم الحاکمین معنی الحکم فیہ کمعناہ فی قولہ واللہ یحکم لا معقب لحکمہ ۱۲ السادسۃ قولہ ما لیس لک بہ علم ظن نوح علیہ السلام جواز السؤال لمن لم یعلم بکفرہ فنبہ علی تخصیص الجواز بمن یعلم بعدم کفرہ فیما بنی خیر عن السؤال المشتبہ حکمہ مطلقا لان الانبیاء لا یسألون الہدایۃ للکفار قومہم ۱۲

الربع مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ قال یا نوح انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح فی الروح اشارۃ الی ان النسب لم یعتبر اذا خلا عن الصلاح کان عریقا فی بحر العدم فما ینفع الاصل من ہاشم اذا کانت النفس من باہلۃ وقولہ تعالیٰ فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم فی الروح عن القاضی ما لیس لک علم بانہ صواب او غیر صواب ولکنہ النبی وارد فی مشتبہ الحال ویفہم منہ حال معلوم الفساد وعلم حال امعیۃ المشائخ مما نراہ من عجز بکل ما یطلب منہم الدعاء لہ ولو کان اوجرا ماعن المقصود ما اطلبنا صحالٰ دعاء علی بعض المستقبلین بالطبعی بعض الاحوال التی لا یعلم لہم نفعہا ودفع ضررہا ۱۲ ترجمہ قولہ تعالیٰ قال یا نوح انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح روح میں ہے کہ اسمیں اشارہ ہے اس طرف کہ جب شرف نسب کے ساتھ صلاح نہ ہو وہ کالعدم ہے قولہ تعالیٰ فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم یعنی کہ صواب یا غیر صواب ہونا معلوم نہ ہو تو یہ مشتبہ الحال دعاء میں ہے اور جو معلوم الفساد ہو اسکی دعاء سے بدرجہ اولیٰ ممنوع ہو گی کذا فی الروح اور اس سے ہمارے زمانہ کے مشائخ کی دعاؤں کا حال معلوم ہوتا ہے کہ الٹے جس امر کیلئے دعا کی درخواست کیجئے وہ اسکے لئے دعا کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اسی طرح بعض سالکین بعض ہوا جس کی دعا کرتے ہیں حالانکہ ان کا ضرر ... ۱۲

قِيلَ يٰنُوحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ۭ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

کہا گیا کہ اے نوح اُترو ہماری طرف سے سلام اور برکتیں لیکر جو تم پر نازل ہونگی اور ان جماعتوں پر کہ تمہارے ساتھ ہیں اور بہت سی ایسی جماعتیں بھی ہونگی کہ ہم ان کو چندے عیش دینگے پھر ان پر ہماری طرف سے سخت سزا واقع ہوگی

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ڕ فَاصْبِرْ ڕ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ ع ۹

یہ قصہ منجملہ اخبار غیب کے ہے جسکو ہم وحی کے ذریعہ سے آپ کو پہنچاتے ہیں اس کو اس کے قبل نہ آپ جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم سو صبر کیجئے یقیناً نیک انجامی متقیوں ہی کیلئے ہے

(یہ) وعدہ بالکل سچا ہے (کہ گھر والوں میں جو ایمان والے ہیں ان کو بچالوں گا) اور (گو یہ سردست ایمان والا اور مستحق نجات نہیں ہے لیکن) آپ احکم الحاکمین (اور بڑی قدرت والے) ہیں (اگر آپ چاہیں تو اس کو مومن بنادیں تاکہ یہ بھی اس وعدہ حقہ کا محل بن جاوے خلاصہ معروض کا دعا تھی اس کے مومن بیٹے ہونے کیلئے) اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے نوح یہ شخص (ہمارے علم ازلی میں) تمہارے (ان) گھر والوں میں نہیں (جو ایمان لاکر نجات پاویں گے یعنی اس کی قسمت میں ایمان نہیں بلکہ) یہ (خاتمہ تک) تباہ کار (یعنی کافر رہنے والا) ہے سو مجھ سے ایسی چیز کی درخواست مت کرو جس کی تم کو خبر نہیں (یعنی ایسے امر محتمل کی دعا مت کرو) میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم (آئندہ) نادان نہ بن جاؤ (یعنی ایسی دعا نادانی کی بات ہے) انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے رب میں اس امر سے آپکی پناہ مانگتا ہوں کہ (آئندہ) آپ سے ایسے امر کی درخواست کروں جس کی مجھ کو خبر نہ ہو اور (گذشتہ معاف کر دیجئے کیونکہ) اگر آپ میری مغفرت نہ فرماوینگے اور مجھ پر رحم نہ فرماوینگے تو میں تو بالکل تباہ ہی ہوجاؤں گا۔

**ف** وعدہ نجات مومنین احمل فیہا سے مستفاد ہوتا ہے ان وعدک الحق میں یہی مراد ہے اور اللہ تعالےٰ نے اہلک کیساتھ الا من سبق علیہ القول فرمادیا تھا اور اس کا مصداق متعین فرمایا نہ تھا اور یہ عدم تعیین واقع میں اس لئے تھی کہ یہ انجام یا اغراق تک مبہم رہنے بجز ہمارے کسی کو اس کی اطلاع نہ ہو کہ کون مومن ہوگا کون کافر اور اس عدم اطلاع میں کوئی حکمت ہوگی پس درپردہ اس میں ایسے مشتبہ کے حق میں دعا کرنے کی بھی ممانعت تھی اور لا تخاطبنی فی الذین ظلموا میں بھی ظلم سے مراد ظلم فی ما علمنا تھا جو کہ عام ہے متیقن و مشتبہ کو مگر نوح علیہ السلام یوں سمجھے کہ ظلموا سے مراد ظلموا فی علم نوح اور سبق القول سے بھی مراد سابق فی علم نوح یعنی متیقن الکفر مراد ہے پس چونکہ کنعان متیقن الکفر الی الموت نہ تھا یعنی معلوم الکفر نہ تھا البتہ غیر معلوم الایمان تھا جس کو جواب میں ما لیس لکم بہ علم سے تعبیر فرمایا گیا ہے اسلئے دعا کردی اور چونکہ تفسیر مذکورہ اس کے لئے دعاء کی اجازت نہ تھی اس لئے نصیحت کی گئی کہ آئندہ ایسا نہ کرنا کہ ہم جس کو مبہم رکھنا چاہیں اس میں درخواست کرو اور اگر شبہ ہو کہ لن یومن سے اس کا متیقن الکفر ہونا معلوم ہوتا ہے پھر کیوں دعا کی جواب یہ ہے کہ وہ باعتبار قوم کے ہے اہل کے اعتبار سے ہونا ثابت نہیں پس عصمت نوح ؑ میں کوئی اشکال نہ رہا وہذا التقریر لہذا المقام من مواہب اللہ العلام ربط ظاہر ہے ؛

خاتمہ قصہ قِيلَ يٰنُوحُ اهْبِطْ (الی قولہ تعالیٰ) عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ جب جودی پر کشتی ٹھیرنے کے چند روز بعد پانی بالکل اتر گیا اس وقت نوح علیہ السلام سے) کہا گیا (یعنی اللہ تعالےٰ نے خود یا کسی فرشتے کے ذریعہ سے ارشاد فرمایا) کہ اے نوح (اب جودی پر سے زمین پر) اترو ہماری طرف سے سلام اور برکتیں لیکر جو تم پر نازل ہوں گی اور ان جماعتوں پر کہ تمہارے ساتھ ہیں (کیونکہ ساتھ والے سب مسلمان تھے اور اس علت کے اشتراک سے قیامت تک کے مسلمانوں پر بھی سلام و برکات کا نزول معلوم ہوگیا) اور (چونکہ یہ کلام بعد والے مسلمانوں پر برکات نازل ہونے پر دلالت کرتا ہے اور بعد والوں میں بعضے کافر بھی ہونگے اس لئے ان کا حال بھی بیان فرماتے ہیں کہ) بہت سی ایسی جماعتیں بھی ہوں گی کہ ہم ان کو (دنیا میں) چند روز عیش دینگے پھر (آخرت میں) ان پر ہماری طرف سے سزائے سخت واقع ہوگی ربط قصہ نوح علیہ السلام کو ختم کر کے منجملہ فوائد قصص کے دو فائدے بیان فرماتے ہیں دلالت نبوت محمدیہ اور تسلی رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی :: **بعضے فوائد قصہ مذکورہ** ۝ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ (الی قولہ تعالیٰ) اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

**النحو قولہ** ممن معک من بیانیۃ والامم ہم الذین کانوا معہ سماہم امما ما للتفخیم لاسلامہم او لکونہم جماعات متفرقۃ **قولہ** وامم مبتدأ خبرہ محذوف ای ومن الناس امم ولوبعد ہولاء **قولہ** نوحیہا حال من انباء وما کنت تعلمہا خبر ثان لتلک کذا قیل فی ترجمۃ الاول جن کو وفی الثانی اس کو ۱۲

**فائدہ** الاقسام المختلفۃ عقلا ہہنا اربعۃ المسلمون الحاضرون والمسلمون الغائبون والکافرون الحاضرون والکافرون الغائبون فالاول منطوق لفظا والثانی معنی والثالث منتف محققا والرابع کالاول فافہم فلا یرد ذکر البعض وعدم ذکر الآخرین ۱۲

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ ۝ يَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ

اور ہم نے عاد کی طرف اُن کے بھائی ہود کو بھیجا، انہوں نے فرمایا، اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اُس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں تم محض مفتری ہو اے میری قوم میں تم سے اس پر کچھ

عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ وَيَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ

معاوضہ نہیں مانگتا میرا معاوضہ تو صرف اس کے ذمہ ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا پھر کیا تم نہیں سمجھتے اور اے میری قوم تم اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کراؤ پھر اسکی طرف متوجہ رہو وہ تم پر خوب

عَلَيْكُم مِّدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ ۝ قَالُوا يَا هُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِي

بارشیں برساویگا اور تم کو اور قوت دیکر تمہاری قوت میں ترقی کردیگا اور مجرم رہکر اعراض مت کرو ان لوگوں نے جواب دیا کہ اے ہود آپنے ہمارے سامنے کوئی دلیل پیش کی نہیں اور ہم آپکے

آلِهَتِنَا عَن قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ۝ إِن نَّقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوءٍ ۗ قَالَ إِنِّي أُشْهِدُ اللَّهَ

کہنے سے تو اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے ہیں نہیں اور ہم کسیطرح آپکا یقین کرنے والے ہیں نہیں ہمارا قول تو یہ ہے کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے آپ کو کسی خرابی میں مبتلا کردیا ہے ہود نے فرمایا کہ میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں

وَاشْهَدُوا أَنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ۝ مِن دُونِهِ ۖ فَكِيدُونِي جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنظِرُونِ ۝ إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي

اور تم بھی گواہ رہو کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جنکو تم خدا کے سوا شریک قرار دیتے ہو سو تم سب ملکر میرے ساتھ داؤ گھات کرلو پھر مجھکو ذرا مہلت نہ دو میں نے اللہ پر توکل کرلیا ہے جو میرا بھی مالک ہے

وَرَبِّكُم ۚ مَّا مِن دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ۚ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ فَإِن تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُم

اور تمہارا بھی مالک ہے جتنے روئے زمین پر چلنے والے ہیں سب کی چوٹی اس نے پکڑ رکھی ہے یقیناً میرا رب صراط مستقیم پر ہے پھر اگر تم پھرے رہو گے تو میں تو جو پیغام دیکر

مَّا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ ۚ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّونَهُ شَيْئًا ۚ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ۝

مجھ کو بھیجا گیا تھا وہ تم کو پہنچا چکا ہوں اور تمہاری جگہ میرا رب دوسرے لوگوں کو زمین میں آباد کردیگا اور اس کا تم کچھ نقصان نہیں کر رہے بالیقین میرا رب ہر شے کی نگہداشت کرتا ہے

یہ قصہ (آپ کے[۱] اعتبار سے) منجملہ اخبار غیب کے ہے جس کو ہم وحی کے ذریعہ سے آپ کو پہنچاتے ہیں اس (قصہ) کو اس (ہمارے بتلانے) کے قبل نہ آپ جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم (جانتی تھی اس اعتبار سے غیب تھا اور بجز وحی کے دوسرے سب اسباب علم کے یقیناً مفقود ہیں بس ثابت ہوگیا کہ آپ کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے اور یہی نبوت ہے لیکن یہ لوگ بعد ثبوت نبوت کے بھی آپ سے مخالفت کرتے ہیں) سو صبر کیجئے (جیسا اس قصہ میں نوح علیہ السلام کا صبر آپ کو معلوم ہوا ہے) یقیناً نیک انجامی متقیوں ہی کے لئے ہے (جیسا نوح علیہ السلام کے قصہ میں معلوم ہوا کہ کفار کا انجام برا ہے اور مسلمانوں کا انجام اچھا ہوا اسی طرح ان کفار کا چند روزہ زور دشور ہے پھر اخیر میں غلبہ حق ہی کو ہوگا) (ربط قصہ نوح علیہ السلام کے بعد حضرت ہود علیہ السلام اور قوم عاد کا قصہ آتا ہے):

## قصۂ عاد قوم ہود علیہ السلام

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا (الی قولہ تعالیٰ) أَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُودٍ اور ہم نے (قوم) عاد کی طرف ان کے (برادری یا وطن کے) بھائی (حضرت) ہود (علیہ السلام) کو (پیغمبر بناکر) بھیجا انہوں نے (اپنی قوم سے) فرمایا اے میری قوم تم (صرف) اللہ کی عبادت کرو اسکے سوا کوئی تمہارا معبود (ہونے کے قابل) نہیں تم (اس بت پرستی کے اعتقاد میں) محض مفتری ہو (کیونکہ اس کا باطل ہونا دلیل سے ثابت ہے) اے میری قوم (پیغمبری نبوت

### ملحقات الترجمۃ

[۱] قولہ فی الغیب آپ کے اعتبار سے اشار الی ان الغیب فی الآیۃ اضافی کما اوضحہ فی ترجمۃ ولا قومک فافہم ۱۲

### اللغات

قولہ اعتریٰ اصاب من عری یعرو واصلہ قصد عراہ ای محلہ وناحیتہ کما فی قولہ تعالیٰ نبذ بالعراء ۱۲

النحو قولہ ان نقول معناہ ان نقول قولا الا قولنا ہذا اعتراک الخ قولہ بسوء الباء للتعدیۃ ۱۲

### مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ویقوم استغفروا الی قولہ تعالیٰ یزدکم قوۃ الی قوتکم فیہ دلیل علی ان للطاعۃ مدخلا فی نعمۃ الدنیا وطیب عیشہا وھو مشاھد قولہ تعالیٰ فکیدونی فی جمیعا ھذا القول من التوکل علی کان اقصی کما لا یخفی لانہ علیہ السلام کان فی الدرجۃ کان منفردا بین جم عتاۃ جبابرۃ عطاش الی اراقۃ دمہ یرمونہ عن قوس واحدۃ ووقد خاطبہم واخلبہم وحقرہم والہتہم وھیجہم علی ما یجیبہم الخ ترجمۃ قولہ تعالیٰ ویقوم استغفروا الی قولہ تعالیٰ یزدکم قوۃ الی قوتکم اس میں دلیل ہے اس پر کہ طاعات کو راحت دنیویہ وخوش عیشی میں بھی دخل ہے اور اسکا مشاہدہ ہو رہا ہے قولہ تعالیٰ فکیدونی جمیعا اس سے ہود علیہ السلام کا بڑا قوی توکل معلوم ہوتا ہے کیونکہ آپ ان تمام جبابرہ متمردین میں تنہا تھے پھر بھی آپنے انکی اور انکے معبودوں کی کیسی مذمت کی اور انکو کیسے مشتعل کیا

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ وَتِلْكَ عَادٌ

اور جب ہمارا حکم پہنچا ہم نے ہود کو اور جو ان کے ہمراہ اہل ایمان تھے ان کو اپنی عنایت سے بچالیا اور اُن کو ایک بہت ہی سخت عذاب سے بچالیا اور یہ قوم عاد تھی

جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

جنھوں نے اپنے رب کی آیات کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کا کہنا نہ مانا اور تمام تر ایسے لوگوں کے کہنے پر چلتے رہے جو ظالم ضدی تھے اور اس دنیا میں بھی لعنت ان کے ساتھ رہی اور قیامت

اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۗ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ۝

خوب سن لو قوم عاد نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا خوب سن لو رحمت سے دوری ہوئی عاد کو جو کہ ہود کی قوم تھی

کی علاوہ ثبوت بالدلیل کے اس امر سے مزید تائید ہوتی ہے کہ) میں تم سے اس (تبلیغ) پر کچھ معاوضہ نہیں مانگتا میرا معاوضہ تو صرف اس (اللہ) کے ذمہ ہے جس نے مجھ کو (عدم محض سے) پیدا کیا پھر کیا تم (اس کو) نہیں سمجھتے (کہ دلیل صحیح نبوت موجود اور مانع صحت نبوت یعنی خود غرضی مرتفع پھر نبوت میں شبہ کی کیا وجہ) اور اے میری قوم تم اپنے گناہ (کفر و شرک وغیرہ) اپنے رب سے معاف کراؤ (یعنی ایمان لاؤ اور) پھر (ایمان لاکر) اس کی طرف (عبادت سے) متوجہ رہو (یعنی عمل صالح کرو پس ایمان و عمل صالح کی برکت سے) وہ تم پر خوب بارشیں برساوے گا (درمنثور میں ہے کہ عاد پر تین سال متواتر قحط ہوا تھا اور ویسے بھی بارش مطلوب ہے) اور (ایمان و عمل کی برکت سے) تم کو اور قوت دے کر تمہاری قوت (موجودہ) میں ترقی کر دے گا (پس ایمان سے آؤ) اور مجرم رہ کر (ایمان سے) اعراض مت کرو اُن لوگوں نے جواب دیا کہ اے ہود آپ نے ہمارے سامنے (اپنے رسول من اللہ ہونے کی) کوئی دلیل تو پیش نہیں کی (یہ قول ان کا عناداً تھا) اور ہم آپ کے (مجرد) کہنے سے تو اپنے معبودوں (کی عبادت) کو چھوڑنے والے ہیں نہیں اور ہم کسی طرح آپ کا یقین کرنیوالے نہیں (اور) ہمارا قول تو یہ ہے کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے آپ کو کسی خرابی میں (مثل جنون وغیرہ کے) مبتلا کر دیا ہے (چونکہ آپ نے ان کی شان میں گستاخی کی انہوں نے باؤلا کر دیا اس لئے ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہو کہ خدا ایک ہے میں نبی ہوں) ہود (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (تم جو کہتے ہو کہ کسی بت نے مجھ کو باؤلا کر دیا ہے تو میں (علی الاعلان) اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی (سن لو اور) گواہ رہو کہ میں ان چیزوں سے (بالکل) بیزار ہوں جن کو تم خدا کے سوا شریک (عبادت) قرار دیتے ہو سو (میری عداوت اول تو پہلے سے ظاہر ہے اور اب اس بتری سے اور زیادہ موکد ہو گئی تو اگر ان بتوں میں کچھ قوت ہے تو تم (اور وہ) سب ملکر میرے ساتھ (ہر طرح کا) داؤ گھات کر لو اور پھر مجھ کو ذرا مہلت نہ دو (اور کوئی کسر نہ چھوڑو دیکھوں تو سہی میرا کیا کر لیں گے اور جب وہ مع تمہارے کچھ نہیں کر سکتے تو اکیلے تو کیا خاک کر سکتے ہیں اور میں یہ دعوے اس لئے دل کھول کر رہا ہوں کہ بت تو محض عاجز ہیں ان سے تو اس لئے نہیں ڈرتا رہ گئے تم سو گو تم کو کچھ قدرت ہے لیکن میں تم سے اس لئے نہیں ڈرتا کہ) میں نے اللہ پر توکل کر لیا ہے جو میرا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی مالک ہے جتنے روئے زمین پر چلنے والے ہیں سب کی چوٹی اس نے پکڑ رکھی ہے (یعنی سب اس کے قبضے میں ہیں بے اس کے حکم کے کوئی کان نہیں ہلا سکتا اس لئے میں تم سے بھی نہیں ڈرتا اور اس تقریر سے ایک نیا معجزہ بھی ظاہر ہو گیا کہ ایک شخص تن تنہا ایسے بڑے بڑے زور آور لوگوں سے ایسی مخالفانہ باتیں کرے اور وہ اس کا کچھ نہ کر سکیں پس وہ جو کہتے تھے ماجئتنا ببینۃ اس سے اس کا بھی ایک جواب ہو گیا کہ اگر معجزہ سابقہ سے قطع نظر کی جاوے تو لو یہ دوسرا معجزہ ہے پس نبوت پر دلیل قائم ہو گئی اور اس میں جو منشاء اشتباہ تھا اعتراک بعض آلہتنا الخ اس کا جواب بھی ہو گیا پس نبوت ثابت ہو گئی اس سے توحید کا وجوب بھی ثابت ہو گیا جس کی طرف میں دعوی کرتا ہوں اور تمہارا کہنا ما نحن بتارکی آلہتنا الخ

## مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وعصوا رسلہ مع عصیان ہود علیہ السلام عصیان الرسل تنبیہا علی ان عصیان رسول واحد بمنزلۃ عصیان الرسل جمیعہم لان الجمیع متفقون علی المقصود وفیہ اشارۃ الی الانکار علی بعض المتعلمین کالانکار علی جمیعہم لاتحاد مبدئہم ومنتہاہم قولہ تعالیٰ الا بعداً لعاد قوم ہود دلیل علی ان التعدی علی المعاندین للحق بالہلاک لاینافی الکمال

ع ٥ / ٥

## ترجمہ

قولہ تعالیٰ وعصوا رسلہ ایک رسول کے عصیان کو سب رسل کا عصیان اسلئے کہا گیا کہ مقصود سب کا واحد ہے اور اس میں اشارہ ہو گیا کہ بعض متقلمین پر انکار ایسا ہی ہے جیسے سب متقولین پر کیونکہ ان سب کا مقصود ایک ہی ہے[۱۲] قولہ تعالیٰ الا بعداً لعاد قوم ہود اس میں دلیل ہے اس پر کہ معاندین حق پر ہلاکت کی بددعا کرنا کمال کے منافی نہیں[۱۲]

### اللغات

جحد و کفر کلاہما یتعدی بنفسہ و بالباء ۲

النحو قولہ تلک بتاویل القبیلۃ قولہ وعصوا رسلہ الیہم باعتبار البعض لان التابعین بعضہم والمتبوعون بعضہم فہو کقولہ تعالیٰ واتبعوا من لم یزدہ مالہ الخ وہو کنایۃ عن الملازمۃ کما ان الاتباع علم المفارقۃ قولہ قوم ہود زادہ اشارۃ الی ان ما حل بہم انما ہو لمخالفتہم ہودا ۱۲ :

### ملحقات الترجمۃ

[۱] قولہ فی فطرنی عدم محض لانہ الابداع ۱۲

[۲] قولہ فی مجرمین رہ کر اشارۃ الی ارادۃ الاستمرار لان التولی والاجرام کان حاصلا من قبل ۱۲

[۳] قولہ فی قولک مجرد دلیلہ قولہم ما جئتنا ۱۲

[۴] قولہ فی بمومنین کسی طرح دلیلہ الباء ۱۲

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ — تفقلازم

اور ہم نے ثمود کے پاس ان کے بھائی صالح کو پیغمبر بنا کر بھیجا انہوں نے فرمایا اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا

وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ

اور تم کو اس میں آباد کیا تو تم اپنے گناہ اس سے معاف کراؤ پھر اس کی طرف متوجہ رہو

باطل ہو گیا اور صراط مستقیم یہی ہے، اور یقیناً میرا رب صراط مستقیم پر (چلنے[1] سے ملتا) ہے (پس تم بھی اس صراط مستقیم کو اختیار کرو تاکہ مقبول و مقرب ہو جاؤ) پھر اگر (اس بیان بلیغ کے بعد بھی تم (راہ حق سے) پھرے[2] رہو گے تو میں تو (معذور[3] سمجھا جاؤں گا کیونکہ) جو پیغام دیکر مجھ کو بھیجا گیا تھا وہ تم کو پہنچا چکا ہوں (لیکن تمہاری کمبختی آوے گی کہ تم کو اللہ تعالیٰ ہلاک کر دیگا) اور تمہاری جگہ میرا رب دوسرے لوگوں کو اس زمین میں آباد کر دیگا (سو تم اس اعراض و کفر میں اپنا ہی نقصان کر رہے ہو) اور اس کا تم کچھ نقصان نہیں کر رہے (اور اگر اس اہلاک میں کسی کو یہ شبہ ہو کہ خدا کو کیا خبر کہ کون کیا کر رہا ہے تو خوب سمجھ لو کہ) بالیقین میرا رب ہر شئے کی نگہداشت کرتا ہے (اس کو سب خبر رہتی ہے غرض ان تمام حجتوں پر بھی ان لوگوں نے نہ مانا) اور (سامان عذاب شروع ہوا سو) جب ہمارا حکم (عذاب کیلئے) پہنچا (اور باد صرصر کا عذاب نازل ہوا تو) ہم نے ہود (علیہ السلام) کو اور جو ان کے ہمراہ اہل ایمان تھے ان کو اپنی عنایت سے (اس عذاب سے) بچالیا اور ان کو (کیسی[4] چیز سے بچالیا) ایک بہت ہی سخت عذاب سے بچا لیا (آگے اوروں کو عبرت دلانے کیلئے فرماتے ہیں) اور یہ (جن کا ذکر ہوا) قوم عاد تھی جنھوں نے اپنے رب کی آیات (یعنی دلائل اور احکام) کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کا کہنا نہ مانا اور تمام تر ایسے لوگوں کے کہنے پر چلتے رہے جو ظالم (اور) ضدی تھی اور (ان افعال کا یہ نتیجہ ہوا کہ) اس دنیا میں بھی لعنت اس کے ساتھ ساتھ رہی اور قیامت کے دن بھی (انکے ساتھ ساتھ رہیگی چنانچہ دنیا میں اس کا اثر عذاب اہلاک تھا اور آخرت میں عذاب مخلد ہوگا) خوب سن لو قوم عاد نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا خوب سن لو (اس کفر کا خمیازہ ہوا کہ) رحمت سے دوری ہوئی (دونوں جہان میں) عاد کو جو کہ ہود (علیہ السلام) کی قوم تھی ف یہ جو فرمایا کہ عاد نے رسولوں کا کہنا نہ مانا حالانکہ ان کے پاس صرف ہود علیہ السلام کا تشریف لانا ثابت ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ پیغمبر مسئلہ توحید میں سب متفق ہیں جب ہود علیہ السلام کا کہنا نہ مانا تو جتنے پیغمبر ان سے پہلے گذرے تھے بلکہ جو آئندہ بھی ہوئے ان سب ہی کی مخالفت ہوئی اور احقر نے جو ما جئتنا ببینۃ میں کہا ہے کہ یہ قول ان کا عناداً تھا وجہ اس کی یہ ہے کہ معجزہ سے کوئی نبی خالی نہیں ہوا گو تعیین ہمکو نہ پہنچی ہو چنانچہ حدیث میں ہے مامن نبی الا قد اعطی من الایات ما مثلہ آمن علیہ البشر متفق علیہ اور دوسرے معجزہ کی تقریر میں جو احقر نے لفظ نحن تنہا کیا ہے مراد اس سے یہ ہے کہ انکے مقابلہ کی ظاہری قوت نہ تھی گو چند مسلمان بھی اس وقت تک ساتھ ہو گئے ہوں پس یہ شبہ نہیں ہو سکتا کہ الذین آمنوا معہ منافی ہے نحن تنہا ہونے کے اور یہ جو ان کفار نے کہا تھا اعتراک بعض آلہتنا بسوء عقلاً بھی فاسد ہے کیونکہ نہی عن الشرک کی علت اعتراء کو نبلاتے تھے اور اعتراء کی علت خود نہی عن الشرک کو قرار دیتے ہیں پس یہ دور صریح ہے اور اگر کسی توجیہ سے دور کو رفع کیا جاوے تب بھی بطلان اس کا بدیہی ہے اور سورہ مومنون کے رکوع سوم میں جس قوم کا ذکر ہے بعض نے اس کو عاد پر محمول کیا ہے اور اس میں عذاب صیحہ مذکور ہے سو ممکن ہے کہ یہ بھی ہوا ہو فقط واللہ اعلم (ربط) قصہ عاد کے بعد ثمود قوم صالح علیہ السلام کا قصہ آتا ہے:

## قصہ ثمود قوم صالح علیہ السلام

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا (الی قولہ تعالیٰ) أَلَا بُعْدًا لِّثَمُودَ ۝ اور ہم نے (قوم) ثمود کے پاس ان کے بھائی صالح

### ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی صراط چلنے سے ہذا من المواہب فہو کقولہ تعالیٰ وعلی اللہ قصد السبیل بمعنے علیہ قصد السبیل یصل الیہ من سلکہ لا محالۃ کذا فی البیضاوی وقال فی الروح فی بیان اشارۃ آیۃ المقام انہا تنتہی الی الحق اھ وبہ یتاید ما اخترتہ ۱۲

[2] قولہ فی تولوا پھرے رہوگے اشارۃ الی ارادۃ بمعنی الاستمرار ۱۲

[3] قولہ فی نقد ابلغتکم معذور اشارۃ الی حذف الجزاء واقامۃ سببہ مقامہ ۱۲

[4] قولہ فی عذاب غلیظ کیسی چیز اشارۃ الی فائدۃ الجملۃ الثانیۃ من قصد بیان ما منہ النجاۃ کما قصد فی الاولی بیان من لہ النجاۃ ۱۲

إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ○ قَالُوا يَا صَالِحُ قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا أَتَنْهَانَا أَن نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِنَّنَا

بے شک میرا رب قریب ہے قبول کرنے والا ہے۔ وہ لوگ کہنے لگے اے صالح تم تو اس سے قبل ہم میں ہونہار تھے کیا تم ہم کو ان چیزوں کی عبادت سے منع کرتے ہو جن کی عبادت ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں اور جس

لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ○ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَآتَانِي مِنْهُ

دین کی طرف تم ہم کو بلا رہے ہو واقعی ہم تو اس کی طرف سے بڑے شبہ میں ہیں جس نے ہم کو تردد میں ڈال رکھا ہے آپ نے فرمایا اے میری قوم بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر ہوں اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے

رَحْمَةً فَمَن يَنصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ عَصَيْتُهُ فَمَا تَزِيدُونَنِي غَيْرَ تَخْسِيرٍ ○ وَيَا قَوْمِ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ

رحمت عطا فرمائی ہو سو اگر میں خدا کا کہنا نہ مانوں تو پھر مجھ کو خدا سے کون بچائے گا تو تم تو سراسر میرا نقصان ہی کر رہے ہو اور اے میری قوم یہ اونٹنی ہے اللہ کی

آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ ○ فَعَقَرُوهَا فَقَالَ

جو تمہارے لئے دلیل ہے اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرا کرے اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کبھی تم کو فوری عذاب آپکڑے سو انہوں نے اس کو مار ڈالا تو صالح نے فرمایا

تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ ○ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا

تم اپنے گھروں میں تین روز اور بسر کر لو یہ ایسا وعدہ ہے جس میں ذرہ جھوٹ نہیں سو جب ہمارا حکم آپہنچا ہم نے صالح کو اور جو ان کے ہمراہ اہل ایمان تھے ان کو

مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ○ وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ

اپنی عنایت سے بچا لیا اور اس دن کی بڑی رسوائی سے بچا لیا بیشک آپ کا رب ہی قوت والا غلبہ والا ہے اور ان ظالموں کو ایک نعرہ نے آدبایا

فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ○ كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا أَلَا إِنَّ ثَمُودَ كَفَرُوا رَبَّهُمْ أَلَا بُعْدًا لِّثَمُودَ ○ ع

جس سے وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے جیسے ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے خوب سن لو ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا خوب سن لو رحمت سے ثمود کو دوری ہوئی

(علیہ السلام) کو پیغمبر بنا کر بھیجا انہوں نے (اپنی قوم سے) فرمایا اے میری قوم تم (صرف) اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود (ہونے کے قابل) نہیں (اس کا تم پر یہ انعام ہے کہ) اس نے تم کو زمین (کے مادہ) سے پیدا کیا اور تم کو اس (زمین) میں آباد کیا (یعنی یہ بجا دو ابقا دونوں نعمتیں عطا فرمائیں جن میں سب نعمتیں آگئیں جب وہ ایسا منعم ہے) تو تم اپنے گناہ (شرک و کفر وغیرہ) اس سے معاف کراؤ (یعنی ایمان لاؤ اور) پھر (ایمان لاکر) اس کی طرف (عبادت سے) متوجہ رہو (یعنی عمل صالح کرو) بیشک میرا رب (اس شخص سے) قریب ہے (جو اس کی طرف متوجہ ہو اور اس شخص کی عرض) قبول کرنے والا ہے (جو اس سے گناہ معاف کراتا ہے) وہ لوگ کہنے لگے اے صالح تم تو اس کے قبل ہم میں ہونہار (معلوم ہوتے) تھے (یعنی ہم کو تم سے امید تھی کہ اپنی لیاقت و وجاہت سے فخر قوم اور ہمارے لئے مایہ ناز اور ہمارے سرپرست بنو گے افسوس اس وقت جو باتیں کر رہے ہو اس سے تو ساری امیدیں خاک میں ملتی نظر آتی ہیں) کیا تم ہم کو ان چیزوں کی عبادت سے منع کرتے ہو جن کی عبادت ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں (یعنی تم ان سے منع مت کرو) اور جس دین کی طرف تم ہم کو بلا رہے ہو (یعنی توحید) واقعی ہم تو اس کی طرف سے بڑے (بھاری) شبہ میں ہیں جس نے ہم کو تردد میں ڈال رکھا ہے (کہ مسئلہ توحید ہمارے خیال ہی میں نہیں آتا) آپ نے (جواب میں) فرمایا اے میری قوم (تم جو کہتے ہو کہ تم توحید کی دعوت، اور بت پرستی سے ممانعت مت کرو تو) بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے

## النحو والقراءة

في قراءة يومئذ بفتح الميم لكونه مضافا الى اذ وهو غير متمكن وجاء بالكسر ظاهر قوله كنت ونحو تقديره بكذا ان كنت على بينة من ربي وآتاني منه رحمة فان عصيته فمن ينصرني من الله الخ

البلاغة قوله ان كنت في ايراد كلمة الشك مع كونه على اليقين مجاراة للخصم بسنن الانصاف والاستيناس قوله ينصرني من الله يعني يجيئني من عذاب الله فالنصر مجاز عن المنع والمضاف مقدر قوله تخسير تمييز عبر عن الخسران العظيم بالزيادة المتضمنة

لكون شئ من الخسار موجودا من قبل مع عدم تحققه مجاز للمبالغة قوله وعد سماه وعدا تهكما ١٢

## ملحقات الترجمة

له قوله في اتنهانا منع مت کرو افادة الاستفهام وبهذا يرتبط به قوله عصيته ١٢

له قوله في شك بڑے افادة التنوين ١٢

دلیل پر (قائم) ہوں (جس سے توحید ثابت ہے) اور اُس نے مجھ کو اپنی طرف سے رحمت (یعنی نبوت) عطا فرمائی ہو (جس سے اس توحید
کی دعوت کا میں مامور ہوں) سو (اس حالت میں) اگر میں خدا کا کہنا نہ مانوں (اور دعوت توحید کو ترک کر دوں جیسا تم کہتے) تو یہ بتلاؤ کہ پھر مجھ کو
خدا (کے عذاب) سے کون بچائے گا تو تم تو (ایسا مشورہ دیکر) سراسر میرا نقصان ہی کر رہے ہو (یعنی اگر خدانخواستہ قبول کر لوں تو بجز نقصان
کے اور کیا ہاتھ آوے اور چونکہ انہوں نے معجزہ کی بھی نبوت رسالت کے لئے درخواست کی تھی اس لئے آپ نے فرمایا) اور اے میری
قوم (تم جو معجزہ چاہتے ہو سو) یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لئے دلیل (بنا کر ظاہر کی گئی) ہے (اور اسی لئے اللہ کی اونٹنی کہلائی کہ اللہ کی دلیل
ہے) سو (علاوہ اس کے یہ بوجہ معجزہ ہونے کے میری رسالت پر دلیل ہے خود اس کے بھی کچھ حقوق ہیں منجملہ ان کے یہ ہے کہ) اس کو چھوڑ دو
کہ اللہ کی زمین میں (گھاس چارہ) کھاتی پھرا کرے (اسی طرح اپنی باری کے دن پانی پیتی رہے جیسا دوسری آیت میں ہے) اور اس کو برائی
(اور تکلیف دہی) کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کبھی تم کو فوری عذاب آپکڑے (یعنی دیر نہ لگے) سو انہوں نے (باوجود اس تمام اتمام حجت کے
اس (اونٹنی) کو مار ڈالا تو صالح (علیہ السّلام) نے فرمایا (خیر) تم اپنے گھروں میں تین دن اور بسر کر لو (تین دن کے بعد عذاب آتا ہے اور)
یہ ایسا وعدہ ہے جس میں ذرا جھوٹ نہیں (کیونکہ من جانب اللہ ہے) سو (تین دن گذرنے کے بعد) جب ہمارا حکم (عذاب کے لئے) آپہنچا ہم نے
صالح (علیہ السّلام) کو اور جو ان کے ہمراہ اہل ایمان تھے ان کو اپنی عنایت سے (اس عذاب سے) بچا لیا اور (ان کو کیسی چیز سے بچا لیا) اس دن
کی بڑی رسوائی سے بچا لیا (کیونکہ قہر الہی میں مبتلا ہونے سے بڑھ کر کیا رسوائی ہوگی) بیشک آپ کا رب ہی قوت والا غلبہ والا ہے (جس کو چاہے سزا
دیدے جس کو چاہے بچا لے) اور ان ظالموں کو ایک نعرہ نے آدبایا (کہ وہ آواز تھی جبرئیل علیہ السّلام کی) جس سے وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے
رہ گئے (اور ان کی یہ حالت ہوگئی) جیسے ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے خوب سُن لو (قوم) ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا خوب سُن لو (اُس کفر کا
یہ خمیازہ ہوا کہ) رحمت سے ثمود کو دوری ہوئی ف یہ قصہ پارہ ہشتم کے آخر میں آیا ہے اور وہاں رجفہ یعنی زلزلہ کا عذاب مذکور ہے وجہ تطبیق اسی
جگہ ذکر کر دی گئی ہے دیکھ لیجئے اور ظاہر حال ثمود سے انکار توحید کا معلوم ہوتا ہے پھر جو اس کو شک سے تعبیر کیا تو مراد اس سے مطلق انکار ہے گو
جزم جانب مخالف کے ساتھ ہو۔ ربط اوپر قوم ثمود کا قصّہ ذکر ہوا ہے اور اکثر مقامات پر بعد اس قصہ کے قوم لوط علیہ السّلام کا قصہ مذکور ہوا ہے
یہ قرینہ ہے کہ یہاں بھی زیادہ مقصود اسی کا بیان کرنا ہے چنانچہ فما خطبکم کے سوال وجواب سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مقصود اعظم اُن ملائکہ کا
تعذیب قوم لوط تھی اور بیچ میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا قصّہ بعض وجوہ خاصّہ سے آگیا ہے ایک تو دونوں میں خاص تعلق ہے کہ
دونوں قصوں میں ملائکہ کی جماعت متحد تھی پھر دونوں پیغمبر رشتہ دار بھی ہیں اور مسکن بھی دونوں کا قریب تھا اور ان کے باب میں ابراہیم علیہ السّلام
نے کلام بھی کیا تھا اور غالباً مستقل صاحب شریعت حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی تھے اور لوط علیہ السّلام ان کی طرف سے بطور نیابت
تھے دوسرے دونوں قصوں کے متصل آنے سے اشارہ ہوگیا کہ قہر اور رحمت دونوں کا مدار طاعت و معصیت ہے دیکھو وہی ملائکہ
مطیعین کے لئے مبشر تھے اور وہی ملائکہ عاصین کے لئے منذر اور عذاب کے لانے والے تھے تیسرے ایک قصہ دوسرے کا متمم ہے وغیر
ذٰلک من الفوائد اور اسی وجہ سے کہ مقصود قصہ قوم لوط کا بیان کرنا ہے جیسے سب قصوں میں ارسلنا آیا ہے ایسا ہی اس قصہ میں بھی اسی
مادہ کا استعمال کیا گیا ہے بخلاف قصہ ابراہیم علیہ السّلام کے کہ اس میں لفظ جاء لایا گیا ہے و نیز تغیر اسلوب میں یہ اشارہ ہے کہ اس قصہ
میں مثل اور قصوں کے عذاب کا مضمون نہیں ہے ۔:۔

## ملحقات الترجمۃ

۱ے قولہ فی قریب دیر نہ لگے اے قریب من مسکم بلا استمہال ۱۲ ؞

۲ے قولہ فی ذٰلک یہ ایسا المشار الیہ العذاب المفہوم من ثلثۃ ایام یکون بعدہا العذاب ۱۲

۳ے قولہ فی ومن خزی بچا لیا اشارۃ الی تقدیر نجینا ثم عطفہ علی نجینا المذکور الدال علی مثل
معنی ما سبق فی قصۃ عاد ونجیناہم من عذاب غلیظ سواء بسواء ۱۲

057 / 124



وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝ فَلَمَّا

اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لیکر آئے اور انہوں نے سلام کیا ابراہیم نے بھی سلام کیا پھر دیر نہیں لگائی کہ ایک تلا ہوا بچھڑا لائے سو جب ابراہیم نے دیکھا

رَآٰ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ۝

کہ ان کے ہاتھ اس کھانے تک نہیں بڑھتے تو ان سے متوحش ہوئے اور ان سے دل میں خوف زدہ ہوئے وہ فرشتے کہنے لگے ڈرو مت ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا

اور ابراہیم کی بی بی کھڑی تھیں پس ہنسیں سو ہم نے ان کو بشارت دی اسحاق کی اور اسحٰق کے پیچھے یعقوب کی کہنے لگی کہ ہائے خاک پڑے اب میں بچہ جنوں گی

عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ

بڑھیا ہوکر اور یہ میرے میاں ہیں بالکل بوڑھے واقعی یہ بھی عجیب بات ہے فرشتوں نے کہا کہ کیا تم خدا کے کاموں میں تعجب کرتی ہو اس خاندان کے لوگو تم پر تو اللہ کی رحمت

عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى

اور اس کی برکتیں ہیں بے شک وہ تعریف کے لائق بڑی شان والا ہے پھر جب ابراہیم کا وہ خوف زائل ہوگیا اور ان کو خوشی کی خبر ملی

يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۝ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ

تو ہم سے لوط کی قوم کے بارہ میں جدال کرنا شروع کیا واقعی ابراہیم بڑے حلیم الطبع رحیم المزاج رقیق القلب تھے اے ابراہیم اس بات کو جانے دو

قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۝

تمہارے رب کا حکم آچکا ہے اور ان پر ضرور ایسا عذاب آنیوالا ہے جو کسی طرح ہٹنے والا نہیں

## قصہ ابراہیم علیہ السلام واضیاف او

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى (الی قولہ تعالیٰ) عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے (بشکل بشر) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس (انکے فرزند اسحٰق علیہ السلام کی) بشارت لیکر آئے (گو مقصود اعظم ان کے آنے کا اہلاک قوم لوط تھا لقولہ تعالیٰ فما خطبکم) اور (آنے کے وقت) انہوں نے سلام کیا ابراہیم (علیہ السلام) نے بھی سلام کیا (اور پہچانا نہیں کہ یہ فرشتے ہیں لقولہ تعالیٰ قال سلم قوم منکرون معمولی مہمان سمجھے) پھر دیر نہیں لگائی کہ ایک تلا ہوا (فربہ لقولہ تعالیٰ سمین) بچھڑا لائے (اور ان کے سامنے رکھ دیا یہ تو فرشتے تھے کیوں کھانے لگے) سو جب ابراہیم (علیہ السلام) نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کھانے تک نہیں بڑھتے تو ان سے متوحش ہوئے اور ان سے دل میں خوف زدہ ہوئے (کہ یہ مہمان تو نہیں کوئی مخالف نہ ہوں کہ بارادہ فاسد آئے ہوں اور میں گھر میں ہوں احباب و اصحاب پاس نہیں یہاں تک کہ بے تکلفی سے اس کو زبان سے بھی ظاہر کر دیا لقولہ تعالیٰ قال انا منکم وجلون) وہ فرشتے کہنے لگے ڈرو مت (ہم آدمی نہیں ہیں فرشتے ہیں آپ کے پاس بشارت لیکر آئے ہیں کہ آپ کے ایک فرزند پیدا ہوگا اسحٰق اور اس کے پیچھے ایک فرزند ہوگا یعقوب اور بشارت اس لئے کہا کہ اول تو اولاد خوشی کی چیز ہے پھر ابراہیم علیہ السلام بوڑھے ہو گئے تھے بی بی بھی بہت بوڑھی تھیں امید اولاد کی نہ رہی تھی لقولہ تعالیٰ لا توجل

اللغات قولہ دجی احس و اضمر کذا فی القاموس قولہ یٰویلتٰی اصلہ یا ویلتی بیاء المتکلم
النحو قالوا سلما اما منصوب بسلم او منصوب بقالوا علی انہ حکایۃ بمعنی ما قالوا لا
حکایۃ للفظہم قولہ قال سلم ای علیکم قولہ فما لبث ان جاء ای فی ان جاء وقیل ان بمعنی
حتی کذا فی الروح وقیل معناہ ما تاخر عن ان جاء قولہ یعقوب فی البیضاوی نصبہ ابن عامر

حمزۃ وحفص وانہ معطوف علی موضع باسحٰق وقرأ الباقون بالرفع علی انہ مبتدا خبرہ الظرف ۱۰
مختصرا قولہ شیخا حال ۱۲ ملحقات الترجمہ
لہ قولہ فی نکرہم متوحش لم یترجم بنا شناسی لان النکارۃ قسمان قسم تحقق فی الابتداء
وہو المذکور فی قولہ تعالیٰ قوم منکرون وقسم تحقق فی الآخر وہو المذکور ہہنا فافہم ۱۲

### مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فما لبث ان جاء بعجل حنیذ فی الروح وفیما قص اللہ تعالیٰ ہہنا عن ابراہیم علیہ السلام اشارۃ الی بعض ادب الفتوۃ فقد قالوا ان من ادابہا اذا نزل الضیف ان یبدأ بالکرامۃ فی النزول ثم یثنی بالکرامۃ بالطعام وفی ہذہ القصۃ دلیل علی ان رقۃ یکسب بابہ القراسۃ علی الکاملین لحکم یریدہا اللہ تعالیٰ ومن ذلک لم یعرف ابراہیم علیہ السلام وکذا لوط علیہ السلام الملئکۃ علیہم السلام قولہ تعالیٰ ءالد وانا عجوز وہذا بعلی شیخا دل علی ان التعجب بالنظر الی الاسباب لا ینافی کمال الیقین بالمسبب قولہ تعالیٰ اتعجبین من امر اللہ الخ دلیل علی ان الملئکۃ یصح ان تتکلم مع غیر النبی قولہ تعالیٰ فلما ذہب الی قولہ تعالیٰ فی قوم لوط فی الروح وکانت مجادلتہ علیہ السلام من آثار مقام الادلال علی ما قیل

ترجمہ قولہ تعالیٰ فما لبث ان جاء بعجل حنیذ اس میں دوامر پر دلالت ہے ایک بعض آداب ضیافت پر کہ ٹھیرنے میں اکرام کرے پھر طعام سے اکرام کرے دوسرے اس امر پر کہ بعض اوقات بعض حکمتوں کے سبب کاملین کو بھی کشف نہیں ہوتا چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام نے اول بلا میں ملئکہ کو نہیں پہچانا قولہ تعالیٰ ءالد وانا عجوز وہذا بعلی شیخا اس میں دلیل ہے اس پر کہ اسباب کے اعتبار سے تعجب کرنا مسبب الاسباب کے ساتھ کامل یقین رکھنے کے منافی نہیں ۱۲ قولہ تعالیٰ اتعجبین من امر اللہ الخ یہ دلیل ہے کہ ملائکہ کا غیر نبی کیساتھ کلام کرنا ممکن ہے ۱۲ قولہ تعالیٰ فلما ذہب عن ابراہیم الروع الی قولہ قوم لوط روح میں ہے کہ بعض کا قول ہے کہ یہ مجادلہ آثار مقام ادلال سے ہے ۱۲

انا نبشرک بغلام علیم (قولہ تعالیٰ لا تخف وبشروہ بغلام علیم آپ نے نور نبوت سے توجہ کرکے پہچان لیا کہ واقعی فرشتے ہیں لیکن فراست نبوت سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اسکے سوا اور بھی کسی بڑے کام کے لئے آئے ہیں اس لئے اس کے تعیین سے سوال کیا لقولہ تعالیٰ قال فما خطبکم الخ اس وقت انہوں نے کہا کہ) ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں (کہ ان کو سزا ئے کفر میں ہلاک کریں ان میں تو یہ گفتگو ہورہی تھی) اور ابراہیم (علیہ السلام) کی بی بی (حضرت سارہ کہیں) کھڑی (سن رہی) تھیں پس (اولاد کی خبر سنکر جس کی ان کے بعد اس کے کہ اسمٰعیل علیہ السّلام بطن ہاجرہ سے متولد ہوئے تمنا بھی تھی خوشی سے) ہنسیں (اور بولتی پکارتی آئیں اور تعجب سے ماتھے پر ہاتھ مارا لقولہ تعالےٰ فاقبلت امرأتہ فی صرۃ فصکت وجہہا) سو ہم نے (یعنی ہمارے فرشتوں نے) ان کو (مکرر) بشارت دی اسحٰق (کے پیدا ہونے) کی اور اسحٰق کے پیچھے یعقوبؑ کی (جو کہ اسحٰق کے فرزند ہوں گے جس سے معلوم ہوگیا کہ تمہارے فرزند ہوگا اور زندہ رہے گا یہاں تک کہ وہ بھی صاحب اولاد ہوگا اسوقت) کہنے لگیں کہ ہائے خاک پڑے اب میں بچہ جنوں گی بڑھیا ہوکر اور یہ میرے میاں (بیٹھے) ہیں بالکل بوڑھے واقعی یہ بھی عجیب بات ہے فرشتوں نے کہا کہ کیا (خاندان نبوت میں رہ کر اور ہمیشہ خوارق ومعاملات عجیبہ دیکھ دیکھ کر) تم خدا کے کاموں میں تعجب کرتی ہو (اور خصوصاً) اس خاندان کے لوگوں پر تو اللہ کی (خاص) رحمت اور اس کی (انواع قسم کی) برکتیں (نازل ہوتی رہتی) ہیں بیشک وہ (اللہ تعالےٰ) تعریف کے لائق (اور) بڑی شان والا ہے (وہ بڑے سے بڑا کام کرسکتا ہے پس بجائے تعجب کے اسکی تعریف اور شکر میں مشغول ہو) پھر جب ابراہیم (علیہ السّلام) کا وہ خوف زائل ہوگیا (جب فرشتوں نے لا تخف کہا اور ان کا فرشتہ ہونا معلوم ہوگیا) اور ان کو خوشی کی خبر ملی (کہ اولاد پیدا ہوگی) تو ادھر سے بےفکر ہوکر دوسری طرف متوجہ ہوئے کہ قوم لوط ہلاک کی جاویگی اور) ہم سے لوط (علیہ السّلام) کی قوم کے بارہ میں (سفارش جو باعتبار مبالغہ واصرار کے صورۃً) جدال (تھا) کرنا شروع کیا (جس کی تفصیل دوسری آیت میں ہے کہ وہاں تو لوط علیہ السّلام بھی موجود ہیں اس لئے عذاب نہ بھیجا جاوے کہ ان کو گزند پہنچے ہوگا مطلب یہ ہوگا کہ اس بہانہ سے قوم بچ جاوے جیسا فی قوم لوط سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے اور شاید ابراہیم علیہ السّلام کو ان کے مومن ہونے کی امید ہو) واقعی ابراہیم بڑے حلیم الطبع رحیم المزاج رقیق القلب تھے (اس لئے سفارش میں مبالغہ کیا ارشاد ہوا کہ) اے ابراہیم گو بہانہ لوط علیہ السّلام کا ہے مگر اصلی مطلب معلوم ہوگیا کہ قوم کی سفارش ہے سو) اس بات کو جانے دو (یہ ایمان نہ لاوینگے اسی لئے) تمہارے رب کا حکم (اس کے متعلق) آچکا ہے اور (اس کے سبب سے) ان پر ضرور ایسا عذاب آنیوالا ہے جو کسی طرح ہٹنے والا نہیں (اس لئے اس باب میں کہنا سننا بیکار ہے رہا لوط علیہ السّلام کا وہاں ہونا سو ان کو اور سب اہل ایمان کو وہاں سے علیحدہ کردیا جاویگا اس کے بعد عذاب آویگا تاکہ ان کو گزند نہ پہنچے چنانچہ اس پر بات ختم ہوگئی) ف فرشتوں کے بشکل آدمی کے آنے سے آپ نے نہ پہچانا اسی واسطے کھانا لائے اُنکے نہ کھانے سے جو خوف ہوا وہ اسباب ظاہری کے اعتبار سے طبعی تھا گو اتنے مجمع کے مقابلہ کیلئے آپ کے خادم موجود تھے لیکن خاص گھر میں تو کوئی نہ تھا پھر ان کو فرشتہ یقین کرلینا صرف انکے دعوے پر نہ تھا بلکہ قوت مدرکہ قدسیہ کے ذریعہ سے متوجہ ہوکر یقین کرلیا جس سے اولاً توجہ نہ فرمائی تھی جیسا بعض اوقات محسوسات میں بھی یہ قصہ پیش آتا ہے اور آپ کا یہ پوچھنا فما خطبکم الخ بوجہ کثرت ملائکہ کے نہ تھا جیسا کہ مشہور ہے کیونکہ بشارت کیلئے متعدد ملائکہ کا آنا کچھ امر غریب نہیں چنانچہ حضرت یحییٰ وحضرت عیسیٰ علیہما السلام کی بشارت میں لفظ ملائکہ آیا ہے بلکہ فراست نبوت سے سمجھے کہ انکو اور کوئی امر مہم بھی درپیش ہے اور ظاہراً حضرت سارہ پہلے اس جگہ نہ تھیں شاید پردہ میں ہوں پھر جب معلوم ہوگیا کہ فرشتے ہیں ان سے کیا پردہ سامنے چلی آئیں جیسا فاقبلت سے معلوم ہوتا ہے اور ہنسنا یہ عورتوں کا امر طبعی ہے کہ بعض خوشی کی بات پر کہ مردوں کو ہنسی نہیں آتی عورتوں کو آجاتی ہے اور یہ گفتگو مجادلہ کی گو فرشتوں سے ہوئی تھی مگر مقصود عرض کرنا تھا حق تعالےٰ سے اس لئے یجادلنا فرمایا :۔

## ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی بویلتی خاک پڑے ہو الذی تتکلم بہ نساء الہند فی الحالۃ التی تتکلم نساء العرب فیہ بکلمۃ یا ویلتی قال فی الروح وقد کثرت ہذہ الکلمۃ علی افواہ النساء اذا طرء علیہن ما یتعجبن منہ ولم یعرف التناسب بین معنی الکلمتین ١٢

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالَ هَٰذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ ۝ وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ

اور جب ہمارے وہ فرشتے لوط کے پاس آئے تو لوط ان کی وجہ سے مغموم ہوئے اور انکے سبب تنگدل ہوئے اور کہنے لگے کہ آج کا دن بہت بھاری ہے اور ان کی قوم ان کے پاس دوڑی ہوئی آئی

وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ ۚ قَالَ يَا قَوْمِ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ

اور پہلے سے نامعقول حرکتیں کیا ہی کرتے تھے لوط فرمانے لگے کہ اے میری قوم یہ میری بیٹیاں موجود ہیں وہ تمہارے لئے خاصی ہیں سو اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں مجھ کو

فِي ضَيْفِي ۖ أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ ۝ قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ

فضیحت مت کرو کیا تم میں کوئی بھی بھلا مانس نہیں وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم کو آپ کی بیٹیوں کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ کو تو معلوم ہے

مَا نُرِيدُ ۝ قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ ۝ قَالُوا يَا لُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَصِلُوا

جو ہمارا مطلب ہے لوط فرمانے لگے کیا خوب ہوتا اگر میرا تم پر کچھ زور چلتا یا کسی مضبوط پایہ کی پناہ پکڑتا فرشتے کہنے لگے کہ اے لوط ہم تو آپ کے رب کے بھیجے ہوئے ہیں آپ تک ہرگز ان کی

إِلَيْكَ ۖ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَكَ ۖ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ ۚ

رسائی نہیں ہوگی سو آپ رات کے کسی حصے میں اپنے گھر والوں کو لے کر چلے جائیے اور تم میں سے کوئی پیچھا پھر کر بھی نہ دیکھے ہاں مگر آپ کی بیوی نہ جاوے گی اس پر بھی وہی آفت آنے والی ہے جو اور لوگوں پر آوے گی

إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۚ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ ۝ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا

ان کے وعدہ کا وقت صبح کا وقت ہے کیا صبح کا وقت قریب نہیں سو جب ہمارا حکم آپہونچا تو ہم نے اس زمین کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا اور اس سرزمین پر کھنگر کے پتھر برسانا

حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ مَنْضُودٍ ۝ مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۖ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ ۝ ع

شروع کئے جو لگاتار گر رہے تھے جن پر آپ کے رب کے پاس خاص نشان بھی تھا اور یہ بستیاں ان ظالموں سے کچھ دور نہیں ہیں

## قصہ حضرت لوط علیہ السلام وقوم او کہ بمنزلہ تتمہ قصہ سابقہ است

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا (الیٰ قولہ تعالےٰ) وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ ۝ اور (ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے فارغ ہو کر) جب ہمارے وہ فرشتے لوط (علیہ السلام) کے پاس آئے تو لوط علیہ السلام) انکے (آنے کی) وجہ سے (اس لئے) مغموم ہوئے (کہ وہ بہت حسین نوجوانوں کی شکل میں آئے تھے اور لوط علیہ السلام نے ان کو آدمی سمجھا اور اپنی قوم کی نامعقول حرکت کا خیال آیا) اور (اسو جہ سے) انکے (آنے کے) سبب تنگدل ہوئے اور (غایت تنگدلی سے) کہنے لگے کہ آج کا دن بہت بھاری ہے (کہ ان کی تو ایسی صورتیں اور قوم کی یہ حرکتیں اور میں تن تنہا دیکھئے کیا ہونا ہے) اور ان کی قوم (نے جو یہ خبر سنی تو) اُن کے (یعنی لوط علیہ السلام کے) پاس دوڑے ہوئے آئے اور پہلے سے نامعقول حرکتیں کیا ہی کرتے تھے (اسی خیال سے اب بھی آئے) لوط (علیہ السلام بہت گھبرائے اور براہ تملق) فرمانے لگے کہ اے میری قوم یہ میری (بہو) بیٹیاں (جو تمہارے گھروں میں ہیں) موجود ہیں وہ تمہارے (نفس کی کامرانی کے) لئے (اچھی) خاصی ہیں سو (امردوں پر نگاہ کرنے کے باب میں) اللہ سے ڈرو، اور میرے مہمانوں میں مجھ کو فضیحت مت کرو (یعنی ان مہمانوں کا کچھ کہنا مجھ کو شرمندہ اور رسوا کرنا ہے اگر ان کی رعایت نہیں کرتے

اللغات قولہ یہرعون یسرعون یقبلون ومعنی کونہ مبنیاً للمفعول کونہم یحثہم یحث بعضہم بعضاً او الطمع فی الفاحشۃ وقرئ یہرعون بفتح الیاء من الہرع قولہ رکن الناحیۃ من البیت او الجبل ویراد بہ القوی لتشبیہہ بالجبل فی القوۃ قولہ ذرعاً اصل الید فضیق الذرع کنایۃ عن العجز کما ان بسط الید کنایۃ عن القدرۃ وقیل کنایۃ عن الصدر والقلب قولہ فاسر بالقطع والوصل قراء تان وہا بمعنی واحد قولہ سجیل معرب سنگ گل ۱۲

النحو قولہ الا امرأتک استثناء منقطع وہو خال من الکلف قولہ عند ربک متعلق بمسومۃ قولہ ببعید بتاویل شئ بعید البلاغۃ قولہ ہؤلاء نزل الغائب بمنزلۃ الحاضر قولہ حیقت کنایۃ عن السرعۃ قولہ جعلنا عالیہا خلفہا ولم یقل سافلہا عالیہا وان لزم منہ تہویلاً للامر وتفخیماً لخطب وان جعل عالیہا الذی ہو مقرہم ومسکنہم سافلہا اشق من جعل سافلہا عالیہا وان کان مستلزماً لہ ع ملحقات الترجمۃ لئے قولہ لا تخزون ۵ اگر انکی رعایت الخ اشارۃ الی فائدۃ قولہ لا تخزون دون ان یقول

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ قال یقوم ہؤلاء بناتی فی الروح ای تزوجوہن فقد اراد علیہ السلام بذلک وقایۃ ضیفہ وہو حمایۃ الکرام او وفیہ دلالۃ علی تقدیم المصلحۃ الشرعیۃ علی الحیاء وعن ملامۃ والعرف بمقابلۃ الشرع فان عرض البنات بنفسہ وان کان خلاف المتعارف لکن لم یبال بہ فی تحصیل المقصود الشرعی الذی ہو وقایۃ الضیف۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ قال یقوم ہؤلاء بناتی روح میں ہے کہ مطلب یہ کہ ان سے نکاح کرلو اور مقصود اس سے اپنے مہمانوں کی آبرو کا بچانا تھا اھ اور اس میں دلالت ہے کہ عرف وحیا پر مصلحت شرعیہ مقدم ہے اور شرع کے مقابلہ میں عرف کا اعتبار نہیں چنانچہ اپنی لڑکیوں کا خود پیش کرنا عرف کے خلاف تھا لیکن آپنے مقابلہ وقایہ ضیف کے کہ مقصود شرعی ہے اسکی کچھ پرواہ نہ کی۔

ع ۷ ۵

کہ مسافر ہیں تو میرا تو خیال کرو کہ تم میں رہتا سہتا ہوں) افسوس اور تعجب ہے کیا تم میں کوئی بھی (معقول آدمی اور) بھلا مانس نہیں (کہ اس بات کو سمجھے اور اوروں کو سمجھا دے) وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم کو آپ کی ان (بہو) بیٹیوں کی کوئی ضرورت نہیں (کیونکہ عورتوں سے ہم کو رغبت ہی نہیں) اور آپ کو تو معلوم ہے (یہاں آنے سے) جو ہمارا مطلب ہے لوط (علیہ السّلام نہایت عاجز اور زچ ہو کر) فرمانے لگے کیا خوب ہوتا اگر میرا تم پر کچھ زور چلتا (کہ خود تمہارے شر کو دفع کرتا) یا کسی مضبوط پایہ کی پناہ پکڑتا (مراد یہ کہ میرا کوئی کنبہ قبیلہ ہوتا کہ میری مدد کرتے لوط علیہ السّلام کا جو اس قدر اضطراب دیکھا تو) فرشتے کہنے لگے کہ اے لوط (ہم آدمی نہیں جو آپ اس قدر گھبراتے ہیں) ہم تو آپ کے رب کے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں (تو ہمارا تو کیا کر سکتے ہیں اور آپ اپنے لئے بھی اندیشہ نہ کریں) آپ تک (بھی) ہرگز ان کی رسائی نہیں ہوگی (کہ آپ کو کچھ تکلیف پہنچا سکیں اور ہم ان پر عذاب نازل کرنے آئے ہیں) سو آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر (یہاں سے باہر) چلے جائیے اور تم میں سے کوئی پیچھا پھر کر بھی نہ دیکھے (یعنی سب جلدی چلے جائیں) ہاں مگر آپ کی بیوی (بوجہ مسلمان نہ ہونے کے نہ جاوے گی) اس پر بھی وہی آفت آنیوالی ہے جو اور لوگوں پر آوے گی (اور ہم رات کے وقت نکلجانے کو اس لئے کہتے ہیں کہ) ان کے (عذاب کے وعدہ کا وقت صبح کا وقت ہے (لوط علیہ السّلام بہت دق ہو گئے تھے فرمانے لگے کہ جو کچھ ہو ابھی ہو جاوے کذا فی الدر المنثور فرشتوں نے کہا کہ) کیا صبح کا وقت قریب نہیں (غرض لوط علیہ السّلام شبا شب دور نکل گئے اور صبح ہوئی اور عذاب کا سامان شروع ہوا) سو جب ہمارا حکم (عذاب کیلئے) آپہنچا تو ہم نے اس زمین (کو الٹ کر اس) کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا (اور نیچے کا تختہ اوپر کر دیا) اور اس سرزمین پر کھنگر کے پتھر (مراد جھانوہ جو پک کر مثل پتھر کے ہو جاتا ہے) برسانا شروع کئے جو لگاتار گر رہے تھے جن پر آپ کے رب کے پاس (یعنی عالم غیب میں) خاص نشان بھی تھا (جس سے اور پتھروں سے وہ پتھر ممتاز تھے) اور (اہل مکہ کو چاہئے کہ اس قصہ سے عبرت پکڑیں کیونکہ) یہ بستیاں (قوم لوط کی) ان ظالموں سے کچھ دور نہیں ہیں (ہمیشہ شام کو آتے جاتے ان کی بربادی کے آثار دیکھتے ہیں پس ان کو اللہ و رسول کی مخالفت سے ڈرنا چاہئے)

ف بناتی سے مجازاً امت کی عورتیں مراد ہیں کیونکہ نبی امت کے لئے بجائے باپ کے ہوتا ہے اور حقیقی معنی اس لئے مراد نہیں ہو سکتے کہ آپکی دو بالغ بیٹیاں تھیں سو کس کس سے ان کا نکاح کر دیتے وہ تو سارے اسی مرض میں مبتلا تھے اور کنکریوں کو جو ممتاز کہا سو درمنثور میں روایات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان پر کچھ خاص رنگ اور ہیئت کے نقوش بنے تھے جو دنیا کے احجار میں نہیں دیکھے جاتے اور یہاں دو عذابوں کا ذکر ہے تختہ الٹ جانا اور پتھر برسنا سو بعض نے تو کہا ہے اور ظاہر تر یہی ہے کہ اول زمین اوپر اٹھا کر لوٹ دی گئی جب وہ نیچے کو گرے تو اوپر سے ان پر پتھراؤ کیا لیکن اگر اس قدر انحصار طبعی زمین کا باقی رہے کہ زیادت ثقل سے حرکت الی المرکز سریع ہونا چاہئے تو اس پتھراؤ کے لئے اس کا التزام کر لیا جاوے گا کہ زمین تھوڑی دیر روک لی گئی ورنہ پتھراؤ کی کوئی صورت نہ ہوگی اور اگر انحصار طبعی کو باقی نہ سمجھا جاوے تو اس کی کوئی ضرورت نہیں اور بعض نے کہا ہے کہ جو بستی میں تھے وہ الٹ دیئے گئے اور جو باہر گئے ہوئے تھے ان پر پتھر برسے اور لوط علیہ السّلام کا یہ فرمانا آوی الٰی رکن شدید یہ اقتضائے طبعی تھا کہ اس درجہ میں اسباب ظاہری سے تمسک کیا جاتا ہے حدیث ترمذی میں ہے کہ ان کے بعد سب انبیاء جتھے والے ہوئے تاکہ پریشانی نہ ہونے پاوے اور بعضے ضروری مضامین متعلق اس قصہ کے آخر پارۂ ہشتم میں لکھے جا چکے ہیں دیکھ لئے جاویں اور ایک آیت میں فاخذتہم الصیحۃ آیا ہے سو ممکن ہے کہ اول صیحہ ہو پھر انقلاب جیسا کہ اس آیت میں فجعلنا پر حرف فا آنے سے معلوم ہوتا ہے نہ ربط ظاہر ہے

## ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی حق ضرورت اشارۃ الی ما فی الروح من تفسیرہ بالحاجۃ ۱۲ ؎

۲ قولہ فی قطع کسی حصہ اشارۃ الی عموم الاول اوالا وسطا والاخیر اقوال ۱۲

۳ قولہ فی عالیہا اس زمین ول علیہ المقام ۱۲

۴ قولہ فی منضود لگاتار گر رہے فالنضد باعتبار الارسال کما فی الروح ۱۲

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ وَلَا تَنقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ

اور ہم نے مدین کی طرف انکے بھائی شعیبؑ کو بھیجا انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو اسکے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، اور تم ناپ اور تول میں کمی مت کیا کرو۔

إِنِّي أَرَاكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ○ وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا

میں تم کو فراغت کی حالت میں دیکھتا ہوں اور مجھ کو تم پر اندیشہ ہے ایسے دن کے عذاب کا جو انواع مصائب کا جامع ہوگا اور اے میری قوم تم ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو اور

تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ○ بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۚ

لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو، اور زمین میں فساد کرتے ہوئے حد سے مت نکلو اللہ کا دیا ہوا جو کچھ بچ جائے وہ تمہارے لئے بدرجہا بہتر ہے اگر تم کو یقین آوے

وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ○ قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَن نَّفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا

اور میں تمہارا پہرہ دینے والا تو ہوں نہیں وہ لوگ کہنے لگے کہ اے شعیبؑ کیا تمہارا تقدس تم کو تعلیم کر رہا ہے کہ ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں جنکی پرستش ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں یا اس بات کو چھوڑ دیں کہ ہم

مَا نَشَاءُ ۖ إِنَّكَ لَأَنتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ ○ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَرَزَقَنِي مِنْهُ

اپنے مال میں جو چاہیں تصرف کریں واقعی آپ ہیں بڑے عقلمند دین پر چلنے والے شعیبؑ نے فرمایا کہ اے میری قوم بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر ہوں، اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے

رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ ۚ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا

ایک عمدہ دولت دی ہو تو پھر کیسے تبلیغ نہ کروں اور میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ تمہارے برخلاف ان کاموں کو کروں جن سے تم کو منع کرتا ہوں میں تو اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک میرے امکان میں ہے

تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ○ وَيَا قَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي أَن يُصِيبَكُم مِّثْلُ مَا أَصَابَ

اور مجھ کو جو کچھ توفیق ہو جاتی ہے صرف اللہ ہی کی مدد سے ہے اسی پر میں بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں اور اے میری قوم میری ضد تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہو جاوے کہ تم پر بھی اسی طرح کی مصیبتیں

قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ ۚ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِّنكُم بِبَعِيدٍ ○

آپڑیں جیسے قوم نوحؑ یا قوم ہود یا قوم صالحؑ پر پڑی تھیں اور قوم لوطؑ تو تم سے دور نہیں ہوئی

## قصۂ شعیب علیہ السلام با اہل مدین

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا (الی قولہ تعالیٰ) كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ اور ہم نے مدین (والوں) کی طرف انکے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا انہوں نے (اہل مدین سے) فرمایا کہ اے میری قوم تم (صرف) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اسکے سوا کوئی تمہارا معبود (بننے کے قابل) نہیں (یہ حکم تو دیانات کے متعلق انکے مناسب حال تھا اور دوسرا حکم معاملات کے متعلق انکے مناسب فرمایا کہ) تم ناپ اور تول میں کمی مت کیا کرو (کیونکہ) میں تم کو فراغت کی حالت میں دیکھتا ہوں (پھر تم کو ناپ تول میں کمی کرنے کی کیا ضرورت پڑی ہے گو حقیقۃً تو کسی کو بھی ضرورت نہیں ہوتی) اور (علاوہ اس کے کہ ناپ تول میں کمی نہ کرنا نعم الٰہیہ کا مقتضا ہے خود خوف ضرر بھی اس کو مقتضی ہے کیونکہ اس میں) مجھ کو تم پر اندیشہ ہے ایسے دن کے عذاب کا جو انواع مصائب کا جامع ہوگا اور (ہر چند کہ کمی نہ کرنا مستلزم ہے پورا کرنے کو مگر تاکید کے لئے اس کی نہی کے بعد اس امر کی بھی تصریح فرمائی کہ) اے میری قوم تم ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو اور ان لوگوں کا ان کی چیزوں میں

### مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ فیہ جمع بین وظائف المرشد من السعی فی الاصلاح ومن التوکل فیہ فلا یتکل علی السعی ولا یترک السعی لاجل التوکل

### ترجمہ

قولہ تعالیٰ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ اس میں وظائف شیخ جمع کئے گئے ہیں یعنی خلوص کیساتھ اصلاح میں سعی بھی کرے اور اس سعی میں توکل بھی کرتے توکل کے سبب سے سعی چھوڑے اور نہ صرف سعی پر بھروسہ کرے

### اللغات

قولہ یخالفکم فی الروح یجوز ان یبقی اخالف علی ظاہرہ من المخالفۃ ویکون ان وما بعدہ فی موضع المفعول بہ لارید ویقدر مائلا الی اٰخرہ ۱۲

البلاغۃ قولہ ارٰئکم تعلیل بنفی الواو ۱۲

### ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ قبل انی اخاف علاوہ الخ اشارۃ الی کون الکلام اللاحق للترہیب کون السابق للترغیب ۱۲

۲ قولہ فی محیط جامع اشارۃ الی کونہ صفۃ لیوم وقیل للعذاب ۱۲

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۝ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ

اور تم اپنے رب سے اپنے گناہ معاف کراؤ پھر اس کی طرف متوجہ ہو بلاشک میرا رب بڑا مہربان بڑی محبت والا ہے وہ لوگ کہنے لگے کہ اے شعیب بہت سی باتیں تمہاری کہی ہوئی ہماری سمجھ میں نہیں آتیں

فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۡ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ

اپنے میں کمزور دیکھ رہے ہیں اور اگر تمہارے خاندان کا پاس نہ ہوتا تو ہم تم کو سنگسار کر چکے ہوتے اور ہماری نظر میں تمہاری تو کچھ توقیر ہی نہیں شعیب نے فرمایا کہ اے میری قوم کیا میرا خاندان تمہارے نزدیک

اللّٰهِ ۭ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاۗءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۭ

اللہ سے بھی زیادہ باتوقیر ہے اور اس کو تم نے پس پشت ڈال دیا یقیناً میرا رب تمہارے سب اعمال کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور اے میری قوم تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو میں بھی عمل کر رہا ہوں

سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۭ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ۝ وَلَمَّا

اب جلدی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہے جس پر ایسا عذاب آیا چاہتا ہے جو اس کو رسوا کر دے گا اور وہ کون شخص ہے جو جھوٹا تھا اور تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں اور جب

جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا

ہمارا حکم آپہنچا ہم نے شعیب کو اور جو ان کی ہمراہی میں اہل ایمان تھے ان کو اپنی عنایت سے بچا لیا اور ان ظالموں کو ایک سخت آواز نے آپکڑا سو اپنے گھروں کے

فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ۝

اندر اوندھے گرے رہ گئے جیسے کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے خوب سن لو مدین کو رحمت سے دوری ہوئی جیسا ثمود رحمت سے دور ہوئے تھے

نقصان مت کیا کرو (جیسا تمہاری عادت ہے) اور (شرک اور نقص حقوق کرکے) زمین میں فساد کرتے ہوئے حد (توحید و عدل) سے مت نکلو (لوگوں کے حقوق ادا کرنے کے بعد) اللہ کا دیا ہوا جو کچھ (حلال مال) بچ جائے وہ تمہارے لئے (اس حرام کمائی سے) بدرجہا بہتر ہے (کیونکہ حرام میں گو وہ کثیر ہو برکت نہیں اور انجام اس کا جہنم اور حلال میں گو وہ قلیل ہو برکت ہوتی ہے اور انجام اس کا رضائے حق) اگر تم کو یقین آوے (تو مان لو) اور (اگر یقین نہ آوے تو تم جانو) میں تمہارا پہرہ دینے والا تو ہوں نہیں (کہ تم سے جبراً یہ افعال چھوڑا دوں جیسا کرد گے بھگتو گے) وہ لوگ (یہ تمام مواعظ و نصائح سن کر) کہنے لگے کہ اے شعیب کیا تمہارا (مصنوعی اور وہمی) تقدس تم کو (ایسی ایسی باتوں کی) تعلیم کر رہا ہے کہ (تم ہم سے کہتے ہو کہ) ہم ان چیزوں (کی پرستش) کو چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں یا اس بات کو چھوڑ دیں کہ ہم اپنے مال میں جو چاہیں تصرف کریں واقعی آپ ہیں بڑے عقلمند دین پر چلنے والے (یعنی جن باتوں سے ہم کو منع کرتے ہو دونوں میں کوئی برائی نہیں کیونکہ ایک کی دلیل تو نقلی ہے کہ ہمارے بڑوں سے بت پرستی ہوتی آئی ہے دوسرے کی دلیل عقلی ہے کہ اپنا مال ہے اس میں ہر طرح کا اختیار ہے پس ہم کو منع نہ کرنا چاہئے اور حلیم رشید تمسخر سے کہا جیسا بد دینوں کی عادت ہوتی ہے دینداروں کے ساتھ اور نقلی و عقلی دلیل کا فساد بدیہی ہے) شعیب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اے میری قوم (تم جو مجھ سے چاہتے ہو کہ میں تم کو توحید و عدل کی نصیحت نہ کروں تو) بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر (قائم) ہوں (جس سے توحید و عدل ثابت ہے) اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے ایک عمدہ دولت (یعنی نبوت) دی ہو (جس سے مجھ کو تبلیغ ان احکام کی واجب ہے یعنی توحید و عدل کا حق ہونا بھی ثابت اور ان کی تبلیغ بھی واجب) تو پھر کیسے

## اللغات

الظہری المرمی من وراء الظہر وکسر الظاء للنسبۃ کالامسی بکسر الہمزۃ فی النسبۃ الی الامس ۱۲

البلاغۃ قولہ کثیرا مما تقول فی الاول دقولہم کثیر اللفراز عن المکابرۃ ۱۲

## ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی صلوتک تقدس اطلاق الجزء علی الکل ای الدین وہذہ کانہا عادۃ مستمرۃ یستہزؤن باہل الدین بالصلوۃ وزاد وہمی لانہم لا یعتقدون التقدس ۱۲

لہ قولہ فی تامرک تم ہم سے اشارۃ الی تقدیر الکلام ہکذا تامرک ان نامر نا بان نترک ہکذا امر حولا لا بد من ہذا التقدیر لان الرجل لا یومر بفعل غیرہ ۱۲

لہ قولہ فی ان نفعل یا اس بات کو چھوڑ دیں اشارہ الی عطف ان نفعل علی ما یعبد ۱۲

لہ قولہ فی توحید منع نہ کرنا چاہئے والدلیل جرجوابہ بقولہ الرشید ۱۲

لہ قولہ فی رزقنی نبوت وحسن تعبیرہ بالرزق الاشارۃ بان الرزق الاصلی ما بہ القرب فلا یوثر علیہا بہ التغذی کذب القوم ۱۲

تبلیغ نہ کروں اور میں (جس طرح ان باتوں کی تم کو تعلیم کرتا ہوں خود بھی تو اُس پر عمل کرتا ہوں) یہ نہیں چاہتا ہوں کہ تمہارے برخلاف ان کاموں کو کروں جن سے تم کو منع کرتا ہوں (برخلاف سے یہی مراد ہے کہ تم کو اور راہ بتلاؤں خود اور راہ چلوں مطلب یہ ہے کہ میری نصیحت محض خیرخواہی و دلسوزی سے ہے جس کا قرینہ یہ ہے کہ میں وہی باتیں بتلاتا ہوں جو اپنے نفس کے لئے بھی پسند کرتا ہوں غرض) میں تو اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک میرے امکان میں ہے اور مجھ کو جو کچھ (عمل و اصلاح کی) توفیق ہو جاتی ہے صرف اللہ ہی کی مدد سے ہے (ورنہ کیا میں اور کیا میرا ارادہ) اسی پر میں بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف (تمام امور میں) رجوع کرتا ہوں (خلاصہ یہ کہ توحید و عدل کے وجوب پر دلائل بھی قائم اور بامر خداوندی اس کی تبلیغ اور ناصح ایسا دلسوز اور مصلح پھر بھی نہیں مانتے بلکہ الٹی مجھ سے امید رکھتے ہو کہ میں کہنا چھوڑ دوں چونکہ اس تقریر میں دلسوزی اور اصلاح کی اپنی طرف نسبت کی ہے اس لئے ما توفیقی الخ فرما دیا یہاں تک تو ان کے قول کا جواب ہو گیا آگے ترہیب و ترغیب فرماتے ہیں) اور اے میری قوم میری ضد (اور عداوت) تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہو جاوے کہ تم پر بھی اسی طرح مصیبتیں آپڑیں جیسے قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر پڑی تھیں اور (اگر ان قوموں کا قصہ پرانا ہو چکا ہے اور اس لئے اس سے متاثر نہیں ہوتے تو) قوم لوط تو (ابھی) تم سے (بہت) دور (زمانہ میں) نہیں ہوئی (یعنی ان قوموں کی نسبت ان کا زمانہ نزدیک ہے یہ تو ترہیب کا مضمون ہو گیا آگے ترغیب ہے) اور تم اپنے رب سے اپنے گناہ (یعنی شرک و ظلم) معاف کراؤ (یعنی ایمان لاؤ کیونکہ ایمان سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں گو حقوق ادا کرنے پڑیں) پھر (طاعت عبادت کے ساتھ) اس کی طرف متوجہ ہو بلاشک میرا رب بڑا مہربان بڑی محبت والا ہے (وہ گناہ کو معاف کر دیتا ہے اور طاعت کو قبول کرتا ہے) وہ لوگ (یہ لاجواب دلآویز تقریر سنکر جواب معقول سے عاجز ہو کر براہ جہالت) کہنے لگے کہ شعیبؑ بہت سی باتیں تمہاری کہی ہوئی ہماری سمجھ میں نہیں آتیں (یہ بات یا تو اس وجہ سے کہی ہو کہ اچھی طرح توجہ سے آپ کی باتیں نہ سنی ہوں یا تحقیراً کہا ہو کہ نعوذ باللہ یہ ہذیان ہے سمجھنے کے قابل نہیں چنانچہ بددینوں سے یہ سب امور واقع ہوتے ہیں) اور ہم تم کو اپنے (مجمع) میں کمزور دیکھ رہے ہیں اور اگر تمہارے خاندان کا (کہ ہمارے ہم مذہب ہیں ہم کو) پاس نہ ہوتا تو ہم تم کو (کبھی کا) سنگسار کر چکے ہوتے اور ہماری نظر میں تمہاری تو کچھ توقیر ہی نہیں (لیکن جس کا لحاظ ہوتا ہے اسکے سبب اس کے رشتہ دار کی بھی رعایت ہوتی ہے مطلب ان کا یہ تھا کہ تم ہم کو یہ مضامین مت سناؤ ورنہ تمہاری جان کا خطرہ ہے پہلے تمسخر کے طور پر تبلیغ سے روکا تھا اصلوتک تامرک الخ اور اب دھمکی دیکر کلام شعیب (علیہ السلام) نے (جواب میں) فرمایا کہ اے میری قوم (افسوس اور تعجب ہے کہ میری جو نسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے کہ میں اس کا نبی ہوں وہ تو میرے اہلاک سے مانع نہ ہوئی اور جو میری نسبت خاندان کے ساتھ ہے کہ ان کا رشتہ دار ہوں وہ اُس سے مانع ہوئی تو اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ تم خاندان کا لحاظ اللہ سے بھی زیادہ کرتے ہو تو) کیا میرا خاندان تمہارے نزدیک (نعوذ باللہ) اللہ سے بھی زیادہ با توقیر ہے (کہ خاندان کا تو پاس کیا) اور اس کو (یعنی اللہ تعالیٰ کو) تم نے پس پشت ڈال دیا (یعنی اس کا پاس نہ کیا سو اس کا خمیازہ عنقریب بھگتو گے کیونکہ) یقیناً میرا رب تمہارے سب اعمال کو (اپنے علم میں) احاطہ کئے ہوئے ہے اور اے میری قوم (اگر تم کو عذاب کا بھی یقین نہیں آتا تو اخیر بات یہ ہے کہ تم جانو بہتر ہے) تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو میں بھی (اپنے طور پر) عمل کر رہا ہوں (سو) اب جلدی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہے جس پر ایسا عذاب آیا چاہتا ہے جو اس کو رسوا کر دیگا اور وہ کون شخص ہے جو جھوٹا تھا (یعنی تم مجھ کو دعوے نبوت میں جھوٹا کہتے ہو اور حقیر سمجھتے ہو تو اب معلوم ہو جاوے گا کہ جرم کذب کا مرتکب اور سزائے ذلت کا مستوجب کون تھا تم یا میں) اور تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں (کہ دیکھیں عذاب کا وقوع ہوتا ہے جیسا میں کہتا ہوں یا عدم وقوع جیسا تمہارا زعم ہے غرض ایک زمانہ کے بعد عذاب شروع ہوا) اور جب ہمارا حکم (عذاب کیلئے) آپہنچا (تو) ہم نے (اس عذاب سے) شعیب (علیہ السلام) کو اور جو ان کی ہمراہی میں اہل ایمان تھے ان کو اپنی عنایت (خاص) سے بچا لیا اور ان ظالموں کو ایک سخت آواز نے (کہ نعرۂ جبرئیل تھا)

ملحقات الترجمۃ لے قولہ فی لولا رھطک یاس اشارۃ الی تقدیر المضاف ای مراعاۃ رھطک ۱۲

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے معجزات اور دلیل روشن دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا سو وہ لوگ فرعون کی رائے پر چلتے رہے

وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ۝ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ۝

اور فرعون کی رائے کچھ صحیح نہ تھی وہ قیامت کے دن اپنی قوم سے آگے آگے ہوگا پھر ان کو دوزخ میں جا اتاریگا اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے اترنے کی جس میں یہ لوگ اتارے جاویں گے

وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ۝ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ

اور اس دنیا میں لعنت ان کے ساتھ ساتھ رہی اور قیامت کے دن بھی برا انعام ہے جو ان کو دیا گیا یہ ان بستیوں کے بعض حالات تھے جن کو ہم آپ سے بیان کرتے ہیں

عَلَيْكَ مِنْهَا قَاۗىِٕمٌ وَّحَصِيْدٌ ۝ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ

بعضی بستیاں تو ان میں قائم ہیں اور بعض کا بالکل خاتمہ ہوگیا اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن انہوں نے خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا سو ان کے وہ معبود جن کو وہ خدا کو چھوڑ کر

الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ

پوجتے تھے ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے جب آپ کے رب کا حکم آپہونچا۔

آ پکڑا سو اپنے گھروں کے اندر اوندھے گرے رہ گئے (اور مر گئے) جیسے ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے خوب سن لو (اور عبرت پکڑو) مدین کو رحمت سے دوری ہوئی جیسا ثمود رحمت سے دور ہوئے تھے ف شروع پارہ نہم میں ان کا عذاب رجفہ سے مذکور ہے اور دونوں کا اجتماع ممکن ہے جیسا قوم ثمود کے باب میں بعینہ ایسا ہی مضمون واقع ہوا کہ یہاں صیحہ کا ذکر ہے اور وہاں رجفہ کا پس صیحہ اور رجفہ کے اجتماع میں دونوں قومیں مجتمع ہیں اور یہی وجہ تشبیہ کی مفسرین نے بیان کی ہے کما بعدت میں واللہ اعلم ربط ظاہر ہے ؛

## قصۂ موسیٰ علیہ السلام با فرعون

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا (الی قولہ تعالیٰ) بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ۝ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو (بھی) اپنے معجزات اور دلیل روشن دیکر فرعون اور اسکے سرداروں کے پاس بھیجا سو نہ فرعون نے مانا اور نہ اسکے سرداروں نے مانا بلکہ فرعون بھی اپنے کفر پر رہا اور وہ لوگ (بھی) فرعون (ہی) کی رائے پر چلتے رہے اور فرعون کی رائے کچھ صحیح نہ تھی وہ (فرعون) قیامت کے دن اپنی قوم سے آگے آگے ہوگا پھر ان (سب) کو دوزخ میں جا اتارے گا اور وہ (دوزخ) بہت ہی بری جگہ ہے اترنے کی جس میں یہ لوگ اتارے جاوینگے اور اس دنیا میں بھی لعنت انکے ساتھ ساتھ رہی اور قیامت کے دن بھی (انکے ساتھ ساتھ رہیگی چنانچہ یہاں قہر سے غرق ہوئے اور وہاں دوزخ نصیب ہوگا) برا انعام ہے جو ان کو دیا گیا ف سلطان مبین سے مراد یا تو عصا اور ید بیضا ہے جو منجملہ آیات تسعہ کے جو پارہ نہم کے ربع پر مذکور ہیں اعظم ہیں اور یا موسیٰ علیہ السلام کی تقریر بلیغ ہے جو فرعون کے سامنے درباره توحید کے انہوں نے فرمائی ربط اوپر کئی قصے مذکور ہیں منجملہ انکے فوائد کے ایک فائدہ تاکید تہدید ہے دنیا کے اعتبار سے بھی اور آخرت کے اعتبار سے بھی آگے اس پر متنبہ فرماتے ہیں اور ضمناً مقابلہ میں مومنین کا فائز المرام ہونا ذکر فرماتے ہیں

## تذکیر عواقب دنیویہ کفر

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْقُرٰى (الی قولہ تعالیٰ) اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝

### اللغات

قولہ الورد الورد والوفد العون والعطیۃ ۱۲ النحو قولہ من شیء بمنزلۃ المفعول المطلق ای شیئاً من الاغناء ۱۲ البلاغۃ قولہ فاتبعوا ولم یذکر ہہنا حال فرعون لوضوحہ ولدلالۃ ما بعدہا من ما تقدم اتبعوا علیہا والمراد استمروا علی اتباعہم لان الاتباع حاصل من قبل قولہ المرفود ای ابد فالاسناد مجازی کما فی قولہم جد جدہ ونحوہ کجنون ۱۲

### ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی ف دونوں کا اجتماع وفی روح المعانی عن البلخی تجوزان یکون المراد بالصیحۃ نوعا من العذاب والعرب تقول صاح بہم الزمان اذا ہلکوا اھ قلت وکانہ راجع فی قوم لوط وان کان مرجوحا ہہنا ووجہ رجحانہ فی قوم لوط انہ لم ینقل فی الآثار وقوع الصیحۃ المتعارفۃ علیہم ۱۲

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِہٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے معجزات اور دلیل روشن دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا سو وہ لوگ فرعون کی رائے پر چلتے رہے

وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِیْدٍ ۝ یَقْدُمُ قَوْمَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَاَوْرَدَھُمُ النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ۝

اور فرعون کی رائے کچھ صحیح نہ تھی وہ قیامت کے دن اپنی قوم سے آگے آگے ہوگا پھر ان کو دوزخ میں جا اتاریگا اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے اترنے کی جسمیں یہ لوگ اتارے جاویں گے

وَاُتْبِعُوْا فِیْ ھٰذِہٖ لَعْنَۃً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۭ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ۝ ذٰلِکَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْقُرٰی نَقُصُّہٗ

اور اس دنیا میں لعنت ان کے ساتھ ساتھ رہی اور قیامت کے دن بھی برا انعام ہے جو ان کو دیا گیا یہ ان بستیوں کے بعض حالات تھے جن کو ہم آپ سے بیان کرتے ہیں

عَلَیْکَ مِنْھَا قَاۗئِمٌ وَّحَصِیْدٌ ۝ وَمَا ظَلَمْنٰھُمْ وَلٰکِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْھُمْ اٰلِھَتُھُمُ

بعض بستیاں تو ان میں قائم ہیں اور بعض کا بالکل خاتمہ ہوگیا اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن انہوں نے خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا سو ان کے وہ معبود جن کو وہ خدا کو چھوڑ کر

الَّتِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ لَّمَّا جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّکَ ۭ

پوجتے تھے ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے جب آپ کے رب کا حکم آپہونچا۔

آپکڑا سو اپنے گھروں کے اندر اوندھے گرے رہ گئے (اور مر گئے) جیسے ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے خوب سن لو (اور عبرت پکڑو) مدین کو رحمت سے دوری ہوئی جیسا ثمود رحمت سے دور ہوئے تھے **ف** شروع پارہ نہم میں ان کا عذاب رجفہ سے مذکور ہے اور دونوں کا اجتماع ممکن ہے جیسا قوم ثمود کے باب میں بعینہ ایسا ہی مضمون واقع ہوا کہ یہاں صیحہ کا ذکر ہے اور وہاں رجفہ کا پس صیحہ اور رجفہ کے اجتماع میں دونوں قومیں مجتمع ہیں اور یہی وجہ تشبیہ کی مفسرین نے بیان کی ہے کما بعدت میں واللہ اعلم **ربط** ظاہر ہے ؞

## قصۂ موسیٰ علیہ السّلام با فرعون

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا (الیٰ قولہ تعالیٰ) بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ۝ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو (بھی) اپنے معجزات اور دلیل روشن دیکر فرعون اور اسکے سرداروں کے پاس بھیجا سو نہ فرعون نے مانا اور نہ اسکے سرداروں نے مانا بلکہ فرعون بھی اپنے کفر پر رہا اور وہ لوگ (بھی) فرعون (ہی) کی رائے پر چلتے رہے اور فرعون کی رائے کچھ صحیح نہ تھی وہ (فرعون) قیامت کے دن اپنی قوم سے آگے آگے ہوگا پھر ان (سب) کو دوزخ میں جا اتارے گا اور وہ (دوزخ) بہت ہی بری جگہ ہے اترنے کی جسمیں یہ لوگ اتارے جاوینگے اور اس دنیا میں بھی لعنت انکے ساتھ ساتھ رہی اور قیامت کے دن بھی (انکے ساتھ ساتھ رہیگی چنانچہ یہاں قہر سے غرق ہوئے اور وہاں دوزخ نصیب ہوگا) برا انعام ہے جو ان کو دیا گیا **ف** سلطان مبین سے مراد یا تو عصا اور ید بیضا ہے جو منجملہ آیات تسعہ کے جو پارہ نہم کے ربع پر مذکور ہیں اعظم ہیں اور یا موسیٰ علیہ السّلام کی تقریر بلیغ ہے جو فرعون کے سامنے دربارہ توحید کے انہوں نے فرمائی **ربط** اوپر کئی قصے مذکور ہیں منجملہ انکے فوائد کے ایک فائدہ تاکید تہدید ہے دنیا کے اعتبار سے بھی اور آخرت کے اعتبار سے بھی آگے اس پر متنبہ فرماتے ہیں اور ضمناً مقابلہ میں مومنین کا فائز المرام ہونا ذکر فرماتے ہیں

### تذکیر عواقب دنیویہ کفر

ذٰلِکَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْقُرٰی (الیٰ قولہ تعالیٰ) اِنَّ اَخْذَہٗٓ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ ۝

| ملحقات الترجمۃ | اللغات |
| --- | --- |
| **لہ قولہ** فی ف دونوں کا اجتماع دفی روح المعانی عن البلخی تجویزان یکون المراد بالصیحۃ نوعا من العذاب والعرب تقول صاح بہم الزمان اذا اہلکوا اھ قلت وکانہ راجح فی قوم لوط وان کان مرجوحا ہہنا ووجہ رجحانہ فی قوم لوط انہ لم ینقل فی الآثار وقوع الصیحۃ المتعارفۃ علیہم ۱۲ | **قولہ** الورد الورد والرفد العون والعطیۃ ۱۲ **النحو قولہ** من شیء بمنزلۃ المفعول المطلق ای شیئا من الاغناء **البلاغۃ قولہ** فاتبعوا ولم یذکر ہہنا حال فرعون لوضوحہ ولدلالۃ ما بعدہ علیہ ... ای ہم مستمرا علی اتباعہ لان الاتباع حاصل من قبل قولہ المرفود ای ابدۃ فالاسناد مجازی کما فی قولہم جد جدہ وجنون مجنون ۱۲ |

وَمَا زَادُوهُمْ غَيْرَ تَتْبِيبٍ ۝ وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۚ إِنَّ أَخْذَهٗ أَلِيمٌ

اور الٹا اُن کو نقصان پہونچایا ۔ اور آپ کے رب کی دار و گیر ایسی ہی ہے جب وہ کسی بستی والوں پر دار و گیر کرتا ہے جبکہ وہ ظلم کیا کرتے ہوں بلا شبہ اُس کی دار و گیر بڑی الم رساں

شَدِيدٌ ۝ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ ۚ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ

سخت ہے ۔ ان واقعات میں اس شخص کے لئے بڑی عبرت ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو ۔ وہ ایسا دن ہوگا کہ اس میں تمام آدمی جمع کئے جاوینگے ۔ اور وہ

يَوْمٌ مَّشْهُودٌ ۝ وَمَا نُؤَخِّرُهٗ إِلَّا لِأَجَلٍ مَّعْدُودٍ ۝ يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ

سب کی حاضری کا دن ہے ۔ اور ہم اس کو صرف تھوڑی مدت کے لئے ملتوی کئے ہوئے ہیں ۔ جس وقت وہ دن آویگا کوئی شخص بدوں خدا کی اجازت کے بات نہ کرسکیگا پھر ان میں بعضے تو شقی

وَّسَعِيدٌ ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَّشَهِيقٌ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ

ہونگے اور بعضے سعید ہونگے ۔ سو جو لوگ شقی ہیں وہ تو دوزخ میں ایسے حال میں ہونگے کہ اس میں انکی چیخ پکار پڑی رہیگی ۔ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان

وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا

اور زمین قائم ہیں ۔ ہاں اگر خدا ہی کو منظور ہو تو دوسری بات ہے آپ کا رب جو کچھ چاہے اسکو پورے طور سے کرسکتا ہے ۔ اور رہ گئے وہ لوگ جو سعید ہیں سو وہ جنت میں ہونگے وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۖ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ ۝ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ

جب تک آسمان و زمین قائم ہیں ۔ ہاں اگر خدا ہی کو منظور ہو تو دوسری بات ہے ۔ وہ غیر منقطع عطیہ ہوگا ۔ سو جس چیز کی یہ پرستش کرتے ہیں اس کے بارہ میں ذرا شبہ

مِّمَّا يَعْبُدُ هٰؤُلَاءِ ۚ مَا يَعْبُدُونَ إِلَّا كَمَا يَعْبُدُ آبَاؤُهُم مِّن قَبْلُ ۚ وَإِنَّا لَمُوَفُّوهُمْ نَصِيبَهُمْ غَيْرَ مَنقُوصٍ ۝

نہ کرنا یہ لوگ بھی اسی طرح عبادت کر رہے ہیں جسطرح انکے اس سے پہلے باپ دادا عبادت کرتے تھے ۔ اور ہم یقیناً ان کا حصہ ان کو پورا پورا بے کم و کاست پہنچا دیں گے۔

## تذکیر عواقب اخرویۂ کفر

إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ خَافَ (الی قولہ تعالیٰ) غَيْرَ مَنقُوصٍ ۝ یہ (جو کچھ اوپر قصص میں مذکور ہوا) ان (غارت شدہ) بستیوں کے بعض حالات تھے جن کو ہم آپ سے بیان کرتے ہیں (سو) بعضی بستیاں تو ان میں (اب بھی) قائم ہیں (مثلاً مصر کہ بعد ہلاک فرعونیوں کے آباد رہا) اور بعض کا بالکل خاتمہ ہوگیا اور (ہم نے جو ان مذکورہ بستی والوں کو سزائیں دیں سو) ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا (کہ بلا قصور سزا دی ہو جو کہ صورۃً ظلم ہے) لیکن انہوں نے خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا (کہ ایسی حرکتیں کیں جن سے مستوجب سزا ہوئے) سو انکے وہ معبود جن کو وہ خدا کو چھوڑ کر پوجتے تھے

اللغات قولہ تتبیب الاہلاک والتخسیر قولہ سعدوا ورد سعدہ اللہ تعالیٰ فہو مسعود و اسعدہ فہو مسعد الزفیر والشہیق فی القاموس ذفر تنفس خرج نفسہ بعد مدہ ایاہ وشہق تردد البکاء فی صدرہ وفیہ الزفیر اول صوت الحمار والشہیق آخرہ ۱۲

النحو قولہ عطاء مفعول مطلق عاملہ مقدر تعطیہم یدل علیہ المذکور خالدین الخ ۱۲

البلاغۃ قولہ مازادوہم نزلت الاصنام منزلۃ العقلاء بناء علی زعمہم قولہ اخذ القری لم یقل اہل القری ہذا بالسریان الاخذ من اہل القری الی القری قولہ یوم یات اشکل کون الزمان ظرفا لنفسہ والجواب ان بعض الازمنۃ ینزل منزلۃ الزمان فی فیصح کون الزمان ظرفا کما یقال یوم یاتی العید قولہ فاما الذین شقوا الخ قدم شقوا علی سعدوا واثبت لاہل الشقاء الزفیر والشہیق ولم یثبت لاہل السعادۃ البہجۃ والسرور لان المقام مقام تحذیر فناسب ان یہتم بالتحذیر واما ایراد شقوا مبنیا للفاعل وایراد سعدوا مبنیا للمفعول فلاشارۃ الی حدیث فمن وجد خیرا فلیحمد اللہ ومن وجد غیر ذلک فلا یلومن الا نفسہ واما الفرق بین الثاتیین حیث تم الاول بقولہ ان ربک والثانی بقولہ عطاء فلعلہ لان توہم الانقطاع من الاستثناء فی الاول لا یخل بالتحذیر طبعا وعادۃ والمقام مقام بیان القدرۃ وتوہمہ فی الثانی یخل بالتبشیر فدفعہ بقولہ عطاء غیر مجذوذ وقد فرغ من بیان القدرۃ فیما سبق وان اقتضاہ الثانی ایضا قولہ نصیبہم فیہ تہکم ۱۲

اختلاف القراءۃ قولہ یوم یاتی بالیاء وحذفہا علی التخفیف ۱۲

ملحقات الترجمۃ لہ قولہ فی القری غارت شدہ اشارۃ الی کون اللام للعہد ای القری المہلکۃ ۲ے قولہ فی حصید اور بعض اشارۃ الی تقدیرہما فالعطف للجملۃ علی الجملۃ ۳ے قولہ فیہ خاتمہ تشبیہا بالزرع فی قیامہ علی الساق وحصادہ ۱۲ ۴ے قولہ قبل بالظلم ان بستی والوں لدلالۃ القری علیہم ۱۲ ۵ے قولہ فی ظلمہم صورۃ لان حقیقۃ لا یتصور من اللہ تعالیٰ ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فاما الذین شقوا الی قولہ الا ما شاء ربک وقولہ تعالیٰ واما الذین سعدوا الی قولہ الا ما شاء ربک اسہل ما قیل فی الآیتین من التوجیہات ان المراد بالشقی والسعید المسیء والمحسن عملا سواء کان مومنا او کافرا ویکون الا بمعنی من فالمعنی ان العصاۃ فی النار الا من شاء ربک منہم فیخرجوا من النار وہو المومن والمطیع فی الجنۃ الا من شاء ربک وہو الذی ختم لہ علی معصیۃ ویجوز ان یقال کل شقی ای کائن فی النار الا من صار سعیدا ای مومنا وکل سعید ای مومن فی الجنۃ الا من صار شقیا ای کافرا فدلت الآیۃ علی انہ لا ینبغی الاغترار بالطاعۃ ولا الیاس بالعصیان فالامر بید اللہ تعالیٰ وفی الروح ومن الناس من تمسک بہذہ الآیۃ انہ لا یبقی فی النار احد ولم یقل بہ للشقی فی الجنۃ ونقوی مطلبہ ذلک بما اخرجہ ابن المنذر عن الحسن قال قال عمر لو لبث اہل النار فی النار کقدر رمل عالج لکان لہم یوم یخرجون فیہ وبما اخرجہ اسحٰق بن راہویہ عن ابی ہریرۃ قال سیاتی علی جہنم یوم لا یبقی فیہا احد وقرا فاما الذین شقوا الآیۃ واخرج ابن المنذر وابو الشیخ عن ابراہیم قال ما فی القرآن آیۃ ارجی لاہل النار من ہذہ الآیۃ خالدین فیہا ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربک قال وقال ابن مسعود لیاتین علیہا زمان تخفق فیہ ابوابہا واخرج ابن جریر عن الشعبی قال جہنم اسرع الدارین عمرانا واسرعہما خرابا الی غیر ذلک من الآثار وقد نص ابن الجوزی علی وضع بعضہا کالخبر عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص یاتی علی جہنم یوم ما فیہا من ابن آدم احد تصفق ابوابہا کانہا ابواب الموحدین واول البعض بعضہا وحتی من الکلام فی ذلک ثابت تعالیٰ خلود الکفار مجمع علیہ للمسلمین ولا عبرۃ بالمخالف والقواطع اکثر

ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے جب آپ کے رب کا حکم (عذاب کے لئے) آپہنچا (کہ ان کو عذاب سے بچا لیتے) اور (فائدہ تو کیا پہنچاتے اور) الٹا ان کو نقصان پہنچایا (یعنی بسبب نقصان کے ہوئے کہ ان کی پرستش کی بدولت سزایاب ہوئے) اور آپ کے رب کی دارو گیر ایسی ہی (سخت) ہے جب وہ کسی بستی والوں پر دارو گیر کرتا ہے جبکہ وہ ظلم (و کفر) کیا کرتے ہوں بلا شبہ اس کی دارو گیر بڑی الم رساں (اور) سخت ہے (کہ اس سے سخت تکلیف پہنچتی ہے اور اس سے بچ نہیں سکتا) ان واقعات میں اس شخص کے لئے بڑی عبرت ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو (وجہ عبرت ظاہر ہے کہ جب دنیا کا عذاب ایسا سخت ہے حالانکہ یہ دار الجزاء نہیں تو آخرت کا جو کہ دار الجزاء ہے کیسا سخت عذاب ہوگا) وہ (یعنی آخرت کا دن) ایسا دن ہوگا کہ اسمیں تمام آدمی جمع کئے جاوینگے اور وہ سب کی حاضری کا دن ہے اور (وہ دن گو اب تک نہیں لیکن اس سے کوئی اس کے آنے میں شک نہ کرے آ دیگا ضرور) ہم اس کو صرف تھوڑی مدت کے لئے (بعض مصلحتوں سے) ملتوی کئے ہوئے ہیں (پھر) جس وقت وہ دن آوے گا (مارے ہیبت کے لوگوں کا یہ حال ہوگا کہ) کوئی شخص بدون خدا کی اجازت کے بات تک (بھی) نہ کر سکے گا (ہاں جب پروانگی ہوگی اور جواب طلب کرنا بھی پروانگی میں داخل ہے اس وقت البتہ منہ سے بات نکلے گی خواہ وہ بات مقبول ہو یا نہ مقبول ہو سو اس حالت میں تو سب اہل موقف شریک ہیں پھر (آگے) ان میں (یہ فرق ہوگا کہ) بعضے تو شقی (یعنی کافر) ہوں گے اور بعضے سعید (یعنی مومن) ہونگے سو جو لوگ شقی ہیں وہ تو دوزخ میں ایسے حال سے ہونگے کہ اس میں ان کی چیخ پکار پڑی رہے گی (اور) ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم ہیں (یہ محاورہ ہے ابدیت کے لئے اور کوئی نکلنے کی سبیل نہ ہوگی) ہاں اگر خدا ہی کو (نکالنا) منظور ہو تو دوسری بات ہے (کیونکہ) آپ کا رب جو کچھ چاہے اس کو پورے طور سے کر سکتا ہے (مگر باوجود قدرت کے یہ یقینی ہے کہ خدا یہ بات نہ چاہے گا اس لئے نکلنا بھی نصیب نہ ہوگا) اور رہ گئے وہ لوگ جو سعید ہیں سو وہ جنت میں ہونگے (اور) وہ اس میں (داخل ہونے کے بعد) ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم ہیں (گو جانے کے قبل کچھ سزا گناہوں کی بھگتی ہو وہ بھی جنت سے کبھی نہ نکلیں گے) ہاں اگر خدا ہی کو (نکالنا) منظور ہو تو دوسری بات ہے (مگر یہ یقینی ہے کہ خدا یہ بات کبھی نہ چاہے گا پس نکلنا بھی کبھی نہ ہوگا بلکہ) وہ غیر منقطع عطیہ ہوگا (اور جب کفر کا وبال اوپر کی آیتوں سے معلوم ہو چکا سو اے مخاطب) جس چیز کی یہ پرستش کرتے ہیں اس کے بارہ میں ذرا شبہ نہ کرنا (بلکہ یقین رکھنا کہ ان کا یہ عمل موجب سزا ہے بوجہ باطل ہونے کے اور باطل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ) یہ لوگ بھی اسی طرح (بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل) عبادت (غیر اللہ کی) کر رہے ہیں جس طرح ان کے قبل ان کے باپ دادا عبادت کرتے تھے (اور امر خلاف دلیل باطل اور موجب سزا ہوتا ہے) اور ہم یقیناً (قیامت کو) ان کا حصہ (عذاب کا) ان کو پورا پورا بے کم و کاست پہنچا دینگے ف لا تکلم نفس الا باذنہ کی جو تفسیر کی گئی ہے اس سے اس مضمون کے متعلق آیات میں کوئی شبہ نہ رہا قولہ تعالیٰ لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمٰن قولہ تعالیٰ ہذا یوم لا ینطقون ولا یؤذن لہم فیعتذرون قولہ تعالیٰ یوم تاتی کل نفس تجادل عن نفسہا قولہ قالوا واللہ ربنا ما کنا مشرکین قولہ تعالیٰ اقبل بعضہم علی بعض یتساءلون کما یظہر بالتامل ربط اوپر قصص مذکورہ سے پہلے آیت فلعلک تارک الخ میں آپ کی تسلی اور آیت ولئن اخرنا عنہم العذاب الخ میں اجمالاً تاخیر عذاب کی حکمت اور آیت الا یوم یاتیہم الخ میں اپنے وقت پر عذاب کا وقوع اور آیت ان الذین آمنو وعملوا الصلحت واخبتوا الخ میں امتثال اوامر کی ترغیب اور فضیلت یہ سب مضامین مذکور تھے آگے قصص اور اسکے متعلقات کے بعد پھر انہیں مضامین کی طرف عود ہے۔

(بقیہ ص ۶۳)

سہل توجیہ اسکی یہ ہے کہ سعید و شقی سے مراد نیکوکار اور بدکار لیا جاوے خواہ مومن ہو یا کافر، اور ما کو من کے معنے میں کیا جاوے پس معنی یہ ہیں کہ عاصی نار میں ہوگا مگر جس کو خدا چاہے اور مطیع جنت میں ہوگا مگر جسکو خدا چاہے یعنے اس کا خاتمہ کفر پر ہو جاوے لیکن اس میں دلالت ہے اس پر کہ نہ طاعت پر ناز کرے اور نہ عصیان میں مایوس ہو اور جنہوں نے اس آیت سے فنائے نار پر استدلال کیا ہے انکے جواب میں اتنا کہہ دینا کافی ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال پھر اجماع وقواطع اسکے خلاف پر اس کے بطلان کی مستقل دلیل ہیں اور تفصیل اصل عربی میں ہے۔

## ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی شدید بچ نہیں سکتا ہذا راجع الی شدید والاول الی الالیم ۱۲ ۲ قولہ فی آیۃ عبرت لان العبرۃ من لوازم الآیۃ ۱۲ ۳ قولہ فی مشہود حاضری کا دن لم اقل کغیری اس میں سب حاضر ہوں گے لاظہار الفائدۃ فی ایراد مشہود بعد مجموع لہ الناس وہی تفخیم الیوم نظرا الی انہ الذی یستحق ان یطلق اسم المشہود علی الاطلاق علیہ ولو فسرہا نسر بغیری لکان مکررا ۱۲ ۴ قولہ فی اجل معدود تھوڑی مدت اشارۃ الی ان الاجل یراد بہ ہہنا المدۃ لا انتہاؤہا ویستعمل فی کلیہا ومعنی القلۃ یدل علی المعدود ۱۲ ۵ قولہ فی لا تکلم جواب طلب فلا اذن عام سواء کان صراحۃ او دلالۃ بل وسواء کان اباحۃ او تکوینیا ۱۲ ۶ قولہ فمنہم شقی شریک فرق اشارۃ الی ما فی الآیۃ من الجمع ثم التفریق ثم التقسیم ۱۲ ۷ قولہ فی سعید بعضے اشارۃ الی تقدیر منہم ۱۲ ۸ قولہ زفیر ایسے حال سے اشارۃ الی کون جملۃ لہم فیہا زفیر حالا من النار او من الضمیر فی الجار والمجرور ۱۲ ۹ قولہ فی الا ما شاء دوسری بات ہذا عندی ارجح الوجوہ وابعدہا من التکلف وتتایدہ بالخبر المرفوع فی الدر المنثور ۱۲

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی سو اس میں اختلاف کیا گیا اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے تو ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا اور یہ لوگ اس کی طرف سے ایسے شک میں ہیں جس نے ان کو تردد میں ڈال

وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۭ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ

اور بالیقین سب کے سب ایسے ہی ہیں کہ آپ کا رب انکو انکے اعمال کا پورا پورا حصہ دیگا وہ بالیقین انکے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے تو آپ جسطرح کہ آپ کو حکم ہوا ہے مستقیم رہیے اور وہ لوگ بھی جو کفر سے توبہ کر کے آپکے ہمراہ ہیں

وَلَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ

اور دائرہ سے ذرہ مت نکلو یقیناً وہ تم سب کے اعمال کو خوب دیکھتا ہے اور ظالموں کی طرف مت جھکو کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگجاوے اور خدا کے سوا کوئی رفاقت کرنے والا نہ ہو

اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ

پھر حمایت تو تمہاری ذرا بھی نہ ہو اور آپ نماز کی پابندی رکھئے دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں بے شک نیک کام

يُذْهِبْنَ السَّـيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰي لِلذّٰكِرِيْنَ ۝ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

مٹا دیتے ہیں برے کاموں کو یہ بات ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کیلئے اور صبر کیا کیجئے کہ اللہ تعالےٰ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے

## عود بمضامین تسلیہ و حکمت تاخیر عذاب و تعیین وقوع آں بوقت خود و ترغیب امتثال اوامر

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ (الی قولہ تعالےٰ) فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (یعنی توریت) دی تھی سو اس میں (بھی مثل قرآن کے) اختلاف کیا گیا (کہ کسی نے مانا کسی نے نہ مانا یہ کوئی آپ کے لئے نئی بات نہیں ہوئی پس آپ مغموم نہ ہوں) اور (یہ منکرین ایسے مستحق عذاب ہیں کہ) اگر یہ بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے (کہ پورا عذاب ان کو آخرت میں دوں گا) تو (جس چیز میں یہ اختلاف کر رہے ہیں) ان کا (قطعی) فیصلہ (دنیا ہی میں) ہو چکا ہوتا (یعنے وہ عذاب موعودہ واقع ہو جاتا) اور یہ لوگ (باوجود قیام براہین کے ابھی تک) اس (فیصلہ یعنی عذاب موعودہ) کی طرف سے ایسے شک میں (پڑے) ہیں جس نے ان کو تردد میں ڈال رکھا ہے (کہ ان کو عذاب کا یقین ہی نہیں آتا شک کا مطلب یہی ہے) اور (کسی کے شک و انکار سے یہ عذاب ٹلے گا نہیں بلکہ) بالیقین سب کے سب ایسے ہی ہیں کہ آپ کا رب ان کو انکے اعمال (کی جزا) کا پورا پورا حصہ دے گا وہ بالیقین انکے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے (جب ان کی سزا کا معاملہ آپ سے کچھ سروکار نہیں رکھتا تو آپ (اور مسلمان اپنے کام میں لگیں رہیں وہ کام یہ ہیں کہ آپ) جسطرح کہ آپ کو حکم ہوا ہے (راہ دین پر) مستقیم رہیے اور وہ لوگ بھی (مستقیم رہیں) جو کفر سے توبہ کر کے آپ کی ہمراہی ہیں اور دائرہ (دین) سے ذرا مت نکلو یقیناً وہ تم سب کے اعمال کو خوب دیکھتا ہے اور (اے مسلمانو ان) ظالموں کی (یا جو ان کی مثل ہوں ان کی) طرف (باعتبار دوستی یا شرکت احوال و اعمال کے) مت جھکو کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگ جاوے اور (اس وقت) خدا کے سوا تمہارا کوئی رفاقت کرنیوالا نہ ہو پھر حمایت تو تمہاری ذرا بھی نہ ہو (کیونکہ رفاقت تو حمایت سے سہل ہے جب وہ نہ ہو تو اس کا تو کب احتمال ہے) اور (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) آپ نماز کی پابندی رکھئے دن کے دونوں سروں پر (یعنی اول اور آخر میں) اور رات کے کچھ حصوں میں بیشک نیک کام (نامہ اعمال سے) مٹا دیتے ہیں برے کاموں کو یہ بات (کہ نیکیوں سے گناہ معاف ہوتے ہیں) ایک (جامع) نصیحت ہے ماننے والوں کے لئے (کیونکہ ہر نیکی اس فائدہ

### اللغات

قولہ لما الملامن بالمعنی ان من موصولۃ وما زائدۃ فقلبت النون میما للادغام فاجتمع ثلث میمات فحذفت اولیٰن وفی ان ولما اربع قرأات تشدید ہما وقد ذکر تخفیفہا باعمال ان المخففۃ اعتبارا للاصل وکون اللام لتاکید لام القسم وکون ما مزیدۃ بینہا للفصل وتشدید الاول وتخفیف الثانی وتخفیف الاول وتشدید الثانی وتوجیہ الاخیرین معلوم من الاولیین الزلف جمع زلفۃ بمعنی ساعۃ ۱۲ البلاغۃ قولہ موسی الکتب لعل تخصیص موسیٰ علیہ السلام لمناسبتہ علیہما السلام فی طول مقاساۃ الشدائد من امتہما

قولہ ثم ولا ترکنوا فی الروح ومن البلاغۃ القرآنیۃ ان الاوامر بافعال الخیر نزلت للنبی صلے اللہ علیہ وسلم وان کانت عامۃ فی المعنی والمناہی صرفت للامۃ وہذا تعظیم لشان الرسول صلے اللہ علیہ وسلم عند ربہ جل وعلی ۱۲ ملحقات الترجمۃ لہ قولہ فی شک من عذاب حل علی المرجع قولہ لقضی بینہم ۲ قولہ مریب شک کا مطلب فالشک یقابل الیقین فیعم الانکار ۳ قولہ فی ثم لا تنصرون سہل فثم للتراخی الرتبی لکون النصر بعد من الولایۃ ۴ قولہ فی ذلک یہ بات ہو احسن الوجوہ المذکورۃ فی روح المعانی وہو الانسب عندی ۱۲

### مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فاستقم کما امرت فی الروح ای فی القیام بحقوق الحق والخلق وذلک بالمحافظۃ علی حقوقہ تعالیٰ والتعظیم لامرہ والشفقۃ علی خلقہ مع شہود الکثرۃ فی الوحدۃ والوحدۃ فی الکثرۃ من غیر احتجاب باحدہما عن الاٰخر فان الاستقامۃ المامور بہا صلی اللہ علیہ وسلم فوق الاستقامۃ المامور بہا من معہ علیہ الصلوۃ والسلام والعطف لا یقتضی الاشتراک فی مطلق الفعل ام قولہ تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار فی الروح ویشمل النہی مداہنتہم وترک التغییر علیہم مع القدرۃ والتزیی بزیہم وتعظیم ذکرہم ومجالستہم من غیر داع شرعی وکذا القیام لہم ونحو ذلک قال الحسن جعل الدین فی لائین یعنی لا تطغوا ولا ترکنوا قولہ تعالیٰ ان الحسنات یذہبن السیئات فی الروح قال الواسطی انوار الطاعات یذہبن بظلم المعاصی وقال یحییٰ بن معاذ ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ لم یرض بالستر حتی عفی ولم یرض بالعفو حتی بدل فقال سبحانہ ان الحسنات یذہبن السیئات وقال تعالیٰ فاولئک یبدل اللہ سیاٰتہم حسنات اہ والکلام بالطاعۃ فیشمل القلع عن مادۃ المعصیۃ بغایۃ ہذہ اللطافۃ وہو مشاہد ترجمہ۔ قولہ تعالیٰ فاستقم کما امرت ومن تاب معک حاصل استقامت کا یہ ہے حقوق خلق وحق کا ادا کرنا اور کثرت کا وحدت میں اور وحدت کا کثرت میں مشاہدہ کرنا اور آپکی استقامت اور ہے اور آپکے اتباع کی اور قولہ تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم اس میں مداہنت لعن باوجود قدرت کے نکیر نہ کرنا اور انکی وضع اختیار کرنا اور انکی تعظیم اور بلا ضرورت شرعیہ کے انکی مجالست سب اسی نہی میں داخل کیا گیا کذا فی الروح ۔ قولہ تعالیٰ ان الحسنات یذہبن السیئات لینے انوار طاعت سے ظلمات معصیت کی دور ہو جاتی ہے کذا فی الروح

اور اس میں یہ بھی داخل ہے کہ طاعت کے غلبہ کی وجہ سے معصیت کا مادہ مضمحل ہو جاتا ہے ۱۲

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُو بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّنْ أَنْجَيْنَا

توجو امتیں تم سے پہلے ہو گذری ہیں ان میں ایسے سمجھدار لوگ نہ ہوئے جو کہ ملک میں فساد پھیلانے سے منع کرتے بجز چند آدمیوں کے کہ جن کو ان میں سے ہم نے بچا لیا تھا

مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ ○ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَ

اور جو لوگ نافرمان تھے وہ جس ناز و نعمت میں تھے اسی میں پیچھے پڑے رہے اور جرائم کے خوگر ہو گئے اور آپ کا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو کفر کے سبب ہلاک کر دے اور

أَهْلُهَا مُصْلِحُونَ ○ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً ۖ وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ○ إِلَّا مَنْ رَحِمَ

ان کے رہنے والے اصلاح میں لگے ہوں اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتا اور ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے مگر جس پر آپ کے رب کی رحمت

رَبُّكَ ۚ وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۗ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ○

ہو - اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اسی واسطے پیدا کیا ہے اور آپ کے رب کی یہ بات پوری ہو گی کہ میں جہنم کو جنات سے اور انسانوں سے دونوں سے بھر دوں گا

کلیہ میں داخل ہے پس اس سے ہر نیکی کی رغبت ہونا چاہئے) اور (ان منکرین کی طرف سے جو معاملات ناپسند آتے ہیں ان پر) صبر کیا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے (پس صبر بھی اعلیٰ درجہ کی نیکو کاری ہے اس کا پورا اجر ملے گا) ف دن کے دو سروں سے مراد بعض کے نزدیک فجر و عصر ہے اور بعض کے نزدیک دو سروں سے مراد دو حصے اول کا اور آخر کا اول کے حصے میں صبح کی نماز ہے آخر کے حصہ میں ظہر اور عصر اور رات کے حصوں سے مراد مغرب اور عشاء کا وقت پس ایک قول پر اس آیت میں پانچوں نمازیں مراد ہیں اور ایک قول پر بجز ظہر کے چار نمازیں اور ظہر دوسری آیت میں مذکور ہے سورہ روم میں ہے وحین تظہرون شاید چار کی تخصیص ذکر میں خاص اہتمام کے لئے ہو کہ فجر اور عشاء کا وقت نوم کا ہے عصر کا وقت مشغولی کار و بار کا مغرب کا وقت کھانے کا گھر میں آنے کا بخلاف ظہر کے وقت کے کہ بالکل فراغت کا ہوتا ہے چونکہ اصل میں ان احکام کا سنانا اوروں کو مقصود ہے اس لئے ان کی حالت کی رعایت سے یہ تخصیص ہوئی واللہ اعلم اور سیئات سے مراد آیت میں صغائر ہیں اور تحقیق اس مسئلہ کی شروع پارۂ پنجم تحت آیت ان تجتنبوا الخ کے گذر چکی ہے ربط اوپر قصص میں امم ہلکہ کے وبال و نکال کا حال مذکور ہوا تھا آگے اس کا سبب قریب کہ ان کی نافرمانی ہے اور سبب بعید کہ مشیت و حکمت ہے مذکور ہے اول کے بیان سے اپنا رحم و کرم اور ثانی کے بیان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ و دفع غم منظور ہے:

## سبب قریب و بعید ہلاک امم سابقہ

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ (الیٰ قولہ تعالیٰ) مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ○ (اور اوپر جو امم ہلکہ کے قصص مذکور ہوئے) تو وجہ اس کی یہ ہوئی کہ) جو امتیں تم سے پہلے ہو گذری ہیں ان میں ایسے سمجھدار لوگ نہ ہوئے جو کہ (دوسروں کو) ملک میں فساد (یعنی کفر و شرک) پھیلانے سے منع کرتے بجز چند آدمیوں کے کہ جن کو ان میں سے ہم نے (عذاب سے) بچا لیا تھا (کہ وہ تو البتہ جیسے خود کفر و شرک سے تائب ہو گئے تھے اوروں کو بھی منع کرتے رہتے تھے اور ان ہی دونوں عمل کی برکت سے وہ عذاب سے بچ گئے تھے باقی اور لوگ چونکہ خود ہی کفر میں مبتلا تھے انہوں نے اوروں کو بھی منع نہ کیا) اور جو لوگ نافرمان تھے وہ جس ناز و نعمت میں تھے اسی کے پیچھے پڑے رہے اور جرائم کے خوگر ہو گئے (کہ اس سے

### اللغات

البقیۃ خصلۃ باقیۃ من الرأی والعقل او الفضل ماخوذ من البقیۃ التی یصطفیہا المرء لنفسہ ویدخرہا مما ینفعہ ومن ہنا قیل فلان من بقیۃ القوم ای من خیارہم الاتراف من الترف وہو التوسع فی النعمۃ ۱۲

### ملحقات الترجمۃ

لے قولہ نے مغرب اور عشاء فارادف اما ان یراد بہ مافوق الواحد ویقال ان کلا من الصلوتین یؤدی فی اکثر من ساعۃ لان الساعۃ مطلق الوقت وہو شامل لکل قلیل وکثیر ۱۲

کے قولہ فی حولا اور اوپر الطے قولہ تم دے اشارۃ بالاول الی معنی الفارۃ بالثانی الی ان التخصیص یراد بالنفی کما فی آخر سورۃ یونس فلولا کانت قریۃ آمنت فانظر فی الحاشیۃ ثمہ ۱۲

### مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولذلک خلقہم فی الروح وذلک لاختلاف خلقہم و ذلک لیکونوا مظاہر جمالہ سبحانہ ولطفہ وقہرہ او واضافات بینہ وبین قولہ تعالیٰ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون لان الاول غایۃ تکوینیۃ والثانی غایۃ تشریعیۃ ترجمہ قولہ تعالیٰ ولذلک خلقہم روح میں ہے کہ اس اختلاف کیلئے ان کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ اس کے جمال یعنی لطف اور اس کے جلال یعنی قہر کے مظاہر ہوں اور وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کے منافی نہیں کیونکہ یہ غایت تکوینیہ ہے اور یہ غایت تشریعیہ ۱۲

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ

اور پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم یہ سارے قصے آپ سے بیان کرتے ہیں جن کے ذریعہ سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں اور ان قصوں میں آپکے پاس ایسا مضمون پہنچا ہے جو خود بھی راست ہے

وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور مسلمانوں کے لئے نصیحت ہے اور یاد دہانی ہے

باز ہی نہ آئے خلاصہ مطلب یہ کہ نافرمانی تو اُن میں عام طور پر رہی اور منع کرنیوالا کوئی ہوا نہیں اس لئے سب ایک ہی عذاب میں مبتلا ہوئے ورنہ کفر کا عذاب عام ہوتا اور فساد کا خاص اب بوجہ منع نہ کرنیکے غیر مفسد بھی مفسد ہونے میں شریک قرار دیئے گئے اس لئے جو عذاب مجموعہ کفر و فساد پر نازل ہوا وہ بھی عام رہا) اور (اس سے ثابت ہوگیا کہ) آپ کا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو کفر کے سبب ہلاک کر دے اور ان کے رہنے والے (اپنی اور دوسروں کی) اصلاح میں لگے ہوں (بلکہ جب بجائے اصلاح کے فساد کریں اور فساد کرنیوالوں کو منع نہ کریں اس وقت عذاب خاص کے مستحق ہوجاتے ہیں) اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتا (یعنے سب کو مومن کر دیتا لیکن بعض حکمتوں سے ایسا منظور نہ ہوا اس لئے دین کے خلاف مختلف طریقوں پر ہو گئے) اور (آئندہ بھی) ہمیشہ اختلاف (ہی) کرتے رہیں گے مگر جس پر آپ کے رب کی رحمت ہو (وہ دین کے خلاف طریقہ اختیار نکریے گا) اور (اس اختلاف کا غم یا تاسف یا تعجب نہ کیجئے کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اسی واسطے پیدا کیا ہے (کہ ان میں اختلاف رہے) اور (اختلاف کے لئے پیدا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ) آپ کے رب کی یہ بات پوری ہوگی کہ میں جہنم کو جنات سے اور انسانوں سے دونوں سے بھر دونگا (اور خود اس کی حکمت یہ ہے کہ جس طرح مرحومین میں صفت رحمت کا ظہور ہوا مغضوبین میں صفت غضب کی ظاہر ہو پھر اس ظہور کی حکمت یا اس حکمت کی حکمت اللہ ہی کو معلوم غرض اس ظہور کی حکمت سے جہنم میں جانا بعضوں کا ضرور اور جہنم میں جانے کے لئے وجود کفار کا تکوینا ضروری اور وجود کفار کے لئے اختلاف لازم یہ وجہ ہے سب کے مسلمان نہ ہونیکی) ف مراد اس اختلاف سے اختلاف بعد الاتفاق ہے پس آیت کان الناس امۃ واحدۃ سے اس آیت کا کچھ تعارض نہیں کہ ایک سے اختلاف اور دوسری سے عدم اختلاف معلوم ہوتا ہے وجہ عدم تعارض تغائر دونوں کے زمانوں کا ہے اور تخصیص اہل الرائے کی اس لئے کہ جب انہوں نے منع نہ کیا تو اور وں کا منع نہ کرنا تو بدرجہ اولی مفہوم ہوگیا اور اس آیت سے جو ظاہر اً شبہ ہوتا ہے کہ اصل وجہ تو ہلاک کی کفر تھا نہ کہ عدم النہی اس کا جواب اثنائے ترجمہ میں تقریر خلاصہ مطلب سے معلوم ہوگیا کہ عدم نہی مطلق عذاب کا سبب نہیں بلکہ عذاب خاص کا ربط اوپر محکی عنہ یعنی واقعات قصص کی علت و حکمت مذکور تھی آگے حکایت یعنی بیان قصص کی حکمت مذکور ہے:۔

## بیان بعض حکمتہائے حکایت قصص

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ (الی قولہ تعالیٰ) وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اور پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم یہ سارے (مذکورہ) قصے آپ سے بیان کرتے ہیں جن کے ذریعہ سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں (ایک فائدہ بیان قصص کا تو یہ ہوا جس کا حاصل آپ کو تسلی دینا ہے) اور ان قصوں میں آپ کے پاس ایسا مضمون پہنچا ہے جو خود بھی راست (اور واقعی) ہے اور مسلمانوں کے لئے (برے کاموں سے روکنے کو) نصیحت ہے اور (اچھے کام کرنے کے لئے) یاد دہانی ہے (یہ دوسرا فائدہ بیان قصص کا ہوا ایک فائدہ نبی کے لئے دوسرا امت کے لئے) ف حق صفت ذاتیہ ہے آیات قرآنیہ کی جو قصص پر مشتمل ہیں اور موعظۃ اور ذکری اُس کی صفات اضافیہ ہیں جن میں ایک زاجر اور ایک آمر ہے ربط اوپر مجموعہ سورت میں توحید اور رسالت اور بعث اور حقانیت قرآن اور وعدہ و وعید کے اثبات اور شبہات کی نفی سے اتمام دعوت اور الزام حجت کا حق کافی وافی ادا کر دیا گیا اب جو لوگ اس پر بھی نہ مانیں ان سے آخری کلام کرکے سورت کو ختم کیا جاتا ہے

النحو كلا منصوب على انه مفعول به لنقص والتنوين عوض عن المضاف اليه اي كل نبأ من انباء وصفته لنبأ مقدر ومن تبعيضية وما نثبت عطف بيان او بدل من كلا وبذه اشارة الى الانباء ۱۲

## مسائل السلوک

وقولہ تعالیٰ وکلا نقص الی قولہ تعالیٰ ما نثبت بہ فوادک۔ دل علی ان لقصص المقبولین تاثیرۃ فی القلوب تثبیتا وتقویۃ وتنشیطا ومن ثم اهتم القوم بسرد حکایات الاولیاء رحمہم اللہ ۱۲

**ترجمہ** قولہ تعالیٰ وکلا نقص الی قولہ تعالیٰ ما نثبت بہ فوادک۔ اس میں دلیل ہے کہ مقبولین کے قصص کو قلوب کی تثبیت و تقویت و تنشیط میں خاص اثر اور دخل ہے اسی لئے بزرگوں نے اولیا کی حکایات جمع کرنیکا خاص اہتمام فرمایا ہے ۱۲

وَقُل لِّلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنَّا عَامِلُونَ ۝ وَانتَظِرُوا إِنَّا مُنتَظِرُونَ ۝ وَلِلَّهِ غَيْبُ

اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان سے کہہ دیجئے کہ تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو ہم بھی عمل کر رہے ہیں اور تم منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں اور آسمانوں اور

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ ع

زمین میں جتنی غیب کی باتیں ہیں ان کا علم خدا ہی کو ہے اور سب امور اسی کی طرف رجوع ہونگے تو آپ اسی کی عبادت کیجئے اور اسی پر بھروسہ رکھئے اور آپ کا رب ان باتوں سے بیخبر نہیں جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو

## سُورَةُ يُوسُفَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَاحِدَىٰ عَشْرَةَ آيَةً وَاثْنَا عَشَرَ رُكُوعًا

بلا خلاف ۱۲

**خاتمہ کلام بالدال لخصام** وَقُل لِّلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ (الی قولہ تعالیٰ) وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ اور جو لوگ (با وجود ان حجج قاطعہ کے بھی) ایمان نہیں لاتے ان سے کہہ دیجئے کہ (بس تم سے الجھتا نہیں تم) اپنی حالت پر عمل کرتے رہو ہم بھی (اپنے طور پر) عمل کر رہے ہیں اور (ان اعمال کے نتیجہ کے تم (بھی) منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں (سو عنقریب حق وباطل کھل جاوے گا) اور آسمانوں اور زمین میں جتنی غیب کی باتیں ہیں ان کا علم خدا ہی کو ہے (تو بندوں کے اعمال تو غیب بھی نہیں ان کا علم تو بدرجہ اولیٰ حق تعالیٰ کو ہے) اور سب امور اسی کی طرف رجوع ہونگے (یعنی علم واختیار دونوں کے ساتھ موصوف ہے پھر اس کو کیا مشکل ہے اگر اعمال کی جزا وسزا دیدے اور جب وہ ایسا علم واختیار رکھتا ہے) تو (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) آپ اسی کی عبادت کیجئے (جس میں تبلیغ بھی داخل ہے) اور اسی پر بھروسہ رکھئے (اگر تبلیغ میں کسی اذیت کا احتمال ہو یہ بیچ میں بطور جملہ معترضہ کے آپ سے خطاب فرمادیا آگے پھر وہی اوپر کا مضمون ہے یعنی) اور آپ کا رب ان باتوں سے بے خبر نہیں جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو (جیسا کہ اوپر علم غیب سے اعمال کا علم بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگیا) **ف** حسن ختام سورت کا اس آیت پر ظاہر ہے وقد فرغ بحمد اللہ تعالیٰ من تفسیر ہذہ السورۃ لخمسۃ عشر خلون من جمادی الاولیٰ ۱۳۲۴ھ من الہجرۃ ؛؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ سورۃ یوسف مکیۃ وہی مائۃ واحدی عشرۃ آیۃ کذا فی البیضاوی۔ خلاصہ سورت کا ظاہر ہے کہ تقریباً تمام تر مشتمل ہے قصہ حضرت یوسف علیہ السلام پر اور اس کے آغاز سے پہلے قرآن کی حقیقت جس میں وہ قصہ بیان ہوا ہے اور اس کے ختم سے پیچھے اول توحید کا مضمون اور اسکے اخلال پر وعید پھر رسالت کی بحث اور اسکے منکرین کی بدانجامی کی اجمالی حکایت اور ایسی حکایات وقصص کا موجب عبرت ہونا اور قرآن میں جسمیں یہ قصص ہیں حق ہونا مذکور ہے اور اسی پر سورت ختم ہے پس زیادہ حصہ سورت کا قصص پر مشتمل ہے جسکے بیان کی حکمت سورت سابقہ کی اخیر کی آیت وکلا نقص الخ میں مذکور ہوئی تھی اور کچھ حصہ سورت کا اصول دین میں ہے جس میں کفار کی مخالفت کرنے کی وجہ سے جو آپ کو غم تھا اسکے ازالہ وتسلی کے لئے یہ قصہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو انکے اخوان کی مخالفت سے کوئی ضرر نہیں پہنچا بلکہ انجام کار وہی ترقی کا سبب ہوگیا اسی طرح آپ کو آپ کی قوم کی مخالفت مضر نہ ہوگی پس مناسبت دونوں سورتوں کی اور خود اجزاء سورت کی بھی اس تقریر سے مستفاد ہوگئی اور چونکہ ارتباط اجزاء قصہ میں جو بڑا حصہ سورت کا ہے محتاج بیان نہیں اس لئے مثل دیگر مقامات کے ان میں تقریر ربط کی مستقلاً بیان نہ کی جاوے گی اور شان نزول اس کا در منثور میں ابن عباس رضی سے اس طرح مروی ہے کہ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ اگر آپ ہم کو کوئی قصہ سناویں تو خوب ہو اس پر یہ قصہ نازل ہوا اور خازن میں بروایت ضحاک ابن عباس سے مروی ہے کہ یہود نے آپ سے یہ قصہ پوچھا تھا (یعنی امتحاناً) اس پر یہ آیت الٓر الخ نازل ہوئیں واللہ اعلم اور اس قصہ کے متعلق تین فائدے مظنون ہیں اول یہ کہ اس کو احسن القصص کیوں فرمایا اس کی وجہ روح المعانی میں مختصر الفاظ میں یہ لکھی ہے کہ وہ مشتمل ہے ان امور پر حاسد ومحسود مالک ومملوک شاہد ومشہود عاشق ومعشوق حبس واطلاق خصب وجدب ذنب وعفو فراق ووصال سقم وصحت حل وارتحال ذل وعزا در نیز مفید ہے ان امور کو قضا وقدر کا کوئی دافع اور مانع نہیں ہے جس کو خدا تعالیٰ کوئی چیز ہونا چاہیں کوئی روک نہیں سکتا۔ حسد سے حاسد ہی کو

الملائغۃ **قولہ** غیب بتقدیر علم المضاف **قولہ** تعملون بالتاء فیہ تغلیب المخاطب علی معنی ماربک بغافل عما تعمل انت والعملون ہم فیجازی کلا منک ومنہم بموجب الاستحقاق ۱۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والا ہے

الٓرٰ قف تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ○ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ○ نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡکَ اَحۡسَنَ

الٓرا یہ آیتیں ہیں ایک کتاب واضح کی ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا تاکہ تم سمجھو ہم نے جو یہ قرآن آپ کے پاس بھیجا ہے اسکے ذریعہ سے

الۡقَصَصِ بِمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ ٭ۖ وَ اِنۡ کُنۡتَ مِنۡ قَبۡلِہٖ لَمِنَ الۡغٰفِلِیۡنَ ○ اِذۡ قَالَ یُوۡسُفُ لِاَبِیۡہِ

ہم آپ سے ایک بڑا عمدہ قصہ بیان کرتے ہیں اور اس کے قبل آپ محض بے خبر تھے وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ یوسفؑ نے اپنے والد سے کہا

یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡ رَاَیۡتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوۡکَبًا وَّ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ رَاَیۡتُہُمۡ لِیۡ سٰجِدِیۡنَ ○ قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقۡصُصۡ رُءۡیَاکَ

کہ ابا میں نے گیارہ ستارے اور سورج اور چاند دیکھے ہیں اُن کو اپنے روبرو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے انہوں نے فرمایا کہ بیٹا اپنی اس خواب کو اپنے بھائیوں کے روبرو

عَلٰۤی اِخۡوَتِکَ فَیَکِیۡدُوۡا لَکَ کَیۡدًا ؕ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ○ وَ کَذٰلِکَ یَجۡتَبِیۡکَ رَبُّکَ

مت بیان کرنا پس وہ تمہارے لئے کوئی خاص تدبیر کرینگے بلاشبہ شیطان آدمی کا صریح دشمن ہے اور اسی طرح تمہارا رب تم کو منتخب کرے گا

وَ یُعَلِّمُکَ مِنۡ تَاۡوِیۡلِ الۡاَحَادِیۡثِ وَ یُتِمُّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ وَ عَلٰۤی اٰلِ یَعۡقُوۡبَ کَمَاۤ اَتَمَّہَا عَلٰۤی اَبَوَیۡکَ

اور تمکو خوابوں کی تعبیر کا علم دیگا اور تمپر اور یعقوب کے خاندان پر اپنا انعام کامل کرے گا جیسا اس کے قبل تمہارے دادا یعنی ابراہیم و اسحٰق پر اپنا انعام کامل کرچکا ہے

مِنۡ قَبۡلُ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اِسۡحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّکَ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ○

واقعی تمہارا رب بڑا علم و حکمت والا ہے

نقصان و خذلان پہونچتا ہے۔ صبر مفتاح الفرج ہے۔ تدبیر کرنا عقل کی بات ہے اصلاح امور معاش میں عقل کام کی چیز ہے وغیر ذلک اور دوم اور قصے کچھ کچھ بیان کئے گئے یہ بالاستیعاب بیان کیا گیا اس کی وجہ روح میں جلال سیوطی سے یہ لکھی ہے کہ یہ صحابہ رضؓ کی درخواست پر نازل ہوا اسلئے بسط و تمام کے ساتھ بیان کیا گیا تاکہ ان کا مقصود کہ استیعاب ہے حاصل ہو جاوے اور احاطہ سے ان کو راحت ہو اور سیری ہو اور سوم اس قصہ کو مثل دوسرے قصوں کے مکرر نہیں لائے اس کی وجہ میرے نزدیک فائدہ دوم پر متفرع ہے کیونکہ اور قصوں میں چونکہ استیعاب نہیں ہے اس لئے ہر مقام کے مناسب مختلف فوائد کیلئے کچھ کچھ اجزا لائے گئے گو ان میں بعض اجزا مشترک بھی ہوں مگر مقصود اجزاء متباینہ اور اجزاء مشترکہ کے فوائد متباینہ ہیں بخلاف اس قصہ کے کہ سب اجزا اور سب فوائد ایک جگہ مجتمع کر دیئے گئے اس لئے ان میں تکرار نہیں اور روح میں اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اور قصص میں مقصود زجر ہے معاصی پر اور تقبیح ہے مناہی کی اور ان کا مہتم بالشان ہونا مقتضی ہے تکرار کو بخلاف اس قصہ کے جیسا کہ ظاہر ہے اور یہی دونوں وجہ قصہ اصحاب کہف اور قصہ ذی القرنین اور قصہ موسیٰ مع الخضر علیہما السلام اور قصہ ذبیحؑ کے غیر مکرر ہونے میں بھی جاری ہیں واللہ اعلم۔

## حقیقت قرآن وتمہید قصہ

الٓرٰ قف تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ (الی قولہ تعالیٰ) لَمِنَ الۡغٰفِلِیۡنَ ○ الرا (اسکے معنے تو اللہ کو معلوم ہیں) یہ آیتیں ہیں ایک کتاب واضح کی (جس کے الفاظ اور معانی اولئیہ بہت صاف ہیں) ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا تاکہ تم (بوجہ اہل لسان ہونے کے اوّلاً سمجھو اور تمہارے واسطے اور لوگ سمجھیں) ہم نے جو یہ قرآن (جس کی صفت اوپر مذکور ہوئی) آپ کے پاس بھیجا ہے اس (کے بھیجنے) کے ذریعہ سے ہم آپ سے ایک بڑا عمدہ قصہ بیان کرتے ہیں اور اس (ہمارے بیان کرنے) کے قبل آپ (اس سے) محض بے خبر تھے (کیونکہ نہ کوئی کتاب پڑھی تھی نہ کسی صاحب کتاب سے حاصل کیا تھا اور عوام میں ایسی کامل صحت کے ساتھ مشہور نہ تھا پس اس سے ثابت ہوا کہ یہ قرآن وحی ہے)

## آغاز قصہ خواب گفتن یوسف علیہ السلام وجواب دادن یعقوب علیہ السلام

اِذۡ قَالَ یُوۡسُفُ لِاَبِیۡہِ (الی قولہ تعالیٰ) اِنَّ رَبَّکَ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ○

## مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ اذ قال یوسف الی قولہ رایتہم لی سٰجدین۔ فیہ ان المرید ینبغی لہ ان یقص علی شیخہ ما یسنح لہ من حال او وارد فی المنام او فی الیقظۃ قولہ تعالیٰ قال یابنی لا تقصص الی قولہ کیدا فیہ انہ لا یظہر حالہ علی غیر شیخہ لما فیہ من احتمال الضرر وان لحق الضرر علی اختلاف المقامات ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ اذ قال یوسف الی قولہ رایتہم لی سٰجدین اس میں دلالت ہے کہ مرید کو چاہئے کہ اسکو جو حال یا ثانہ بیداری میں یا خواب میں پیش آوے اسکو اپنے شیخ سے بیان کرے قولہ تعالیٰ قال یابنی لا تقصص الی قولہ کیدا اسمیں دلالت ہے کہ اپنا حال غیر شیخ سے نہ کہے کہ اس میں ضرر کا احتمال ہے گو ضرر نقصان مقامات سے مختلف ہو

ع ۱ ۱۱

## البلاغۃ

قولہ رایتہم تاکید ویا ذی للشفقۃ او لصغر السن والتکبیر لکیدا اشارۃ الی نوع خاص منہ اما لکونہ عظیما واما لکونہ خفیا وفی قولہ لکید والتغلیب ۱۲

## ملحقات الترجمۃ

لے قولہ فی امیین اولئیہ قید بالا ان مافیہ حماتیو نقشہ علیہ استنباط خفی کما ہو غیرہ تخفیہ ۱۲

## مسائل السلوک

لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِّلسَّائِلِينَ ۝ إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ

یوسف کے اور انکے بھائیوں کے قصہ میں دلائل موجود ہیں ان لوگوں کے لئے جو پوچھتے ہیں وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ ان بھائیوں نے یہ گفتگو کی کہ یوسف اور ان کا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں حالانکہ ہم

عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا

ایک جماعت کی جماعت ہیں واقعی ہمارے باپ کھلی غلطی میں ہیں یا تو یوسف کو قتل کر ڈالو یا ان کو کسی سرزمین میں ڈال آؤ تو تمہارے باپ کا رخ خالص تمہاری طرف ہو جاویگا اور تمہارے

مِن بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ ۝ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ

سب کام بن جاویں گے انہیں میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسف کو قتل مت کرو اور ان کو کسی اندھیرے کنوئیں میں ڈال دو

يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ۝

تاکہ ان کو کوئی راہ چلتا نکال لیجاوے اگر تم کو کرنا ہے

وہ وقت قابل ذکر ہے جب کہ یوسف (علیہ السلام) نے اپنے والد یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ ابا میں نے (خواب میں) گیارہ ستارے اور سورج اور چاند دیکھے ہیں ان کو اپنے روبرو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے انہوں نے (جواب میں) فرمایا کہ بیٹا اپنے اس خواب کو اپنے بھائیوں کے روبرو بیان مت کرنا (کیونکہ بوجہ خاندان نبوت میں ہونے کے وہ اس کی تعبیر جانتے ہیں گو ظناً سہی کہ گیارہ ستارے گیارہ بھائی ہیں اور سورج باپ بوجہ اعظمیت اور چاند ماں بوجہ اصغریت یا بالعکس بمناسبت تذکیر و تانیث لفظی کے اور سجدہ سے اصلی مراد انقیاد) پس (یہ سمجھ کر) وہ تمہارے (ایذارسانی کے) لئے کوئی خاص تدبیر کرینگے (یعنی انہیں سے اکثر کہ دس بھائی علاتی تھے اور حقیقی بنیامین سے گو اندیشہ ضرر نہیں لیکن شاید ان کے منہ سے نکل جاوے پھر فتنہ ہو) بلاشبہ شیطان آدمی کا صریح دشمن ہے (اس لئے بھائیوں کے دلمیں وسوسے ڈالے گا) اور (جس طرح خدا تم کو یہ عزت دے گا کہ سب تمہارے منقاد ہونگے) اسی طرح تمہارا رب تم کو دوسری عزتیں بھی دے گا کہ تم کو نبوت کے لئے منتخب کرے گا اور تم کو (علوم دقیقہ بھی دے گا مثلاً) خوابوں کی تعبیر کا علم دیگا اور (اسکے علاوہ اور نعمتیں دیکر بھی) تم پر اور یعقوبؑ کے خاندان پر انعام کامل کرے گا جیسا اس کے قبل تمہارے دادا پر دادا یعنی ابراہیم و اسحق (علیہما السلام) پر اپنا انعام کامل کر چکا ہے واقعی تمہارا رب بڑا علم و حکمت والا ہے (ہر ایک کے مناسب فیض عطا فرماتا ہے) **ف** یہاں چند امور قابل تحقیق ہیں اول یہ دیکھنا غالباً حالت خواب میں تھا کیونکہ اکثر اطلاق رؤیا کا خواب پر آتا ہے۔ دوم یہ کل بارہ بھائی تھے دو حقیقی اور دس علاتی۔ علاتیوں سے خوف ایذا تھا اور حقیقی سے یہ کہ منہ سے نکل جاوے سوم بھائیوں کا تعبیر سمجھنا مناسبت خاندان نبوت سے تھا پس ان کا نبی یا ولی ہونا لازم نہیں آتا اور ظناً تھا اس لئے تاویل الاحادیث کے شرف کا مشترک ہونا لازم نہیں آتا چہارم یہ کہ اس غرض سے ہونا ضرور نہیں کہ یہ تعبیر واقع نہ ہو بلکہ تعبیر تو بالیقین واقع ہو گی مگر حسد سے ایذا دینگے گو اس کے بعد پھر وقوع تعبیر ضروری ہے پنجم یہ بشارت یعقوب علیہ السلام نے جو دی یا تو اس خواب سے سمجھے یا وحی سے ششم بھائیوں کے مشابہ کواکب ہونے سے ان کی نبوت ثابت نہیں ہوئی کیونکہ نورانیت صحابیت سے بھی ہو سکتی ہے چنانچہ سجدہ کے وقت وہ تائب ہو کر کامل صحابی تھے اور اسی طرح آل یعقوبؑ سے بھی اس کا اثبات نہیں ہوتا کیونکہ اول نعمت عام ہے اختلاف عمل سے اس کی خصوصیات مختلف ہو نگی پس مقصود مطلق نعمت میں اشتراک ہے تماثل ضرور نہیں آل یعقوب سے مراد بواسطہ بھی ہو سکتا ہے سو ان کی اولاد میں آگے بہت نبی ہوئے مقتضی اتمام النعمت میں اپنا ذکر تواضعاً نہیں فرمایا:

### معاملہ اخوان یوسف علیہ السلام باو

لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ (الی قولہ تعالیٰ) وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ۝ یوسف (علیہ السلام) کے اور ان کے علاتی[1]

| ملحقات الترجمۃ | اللغات |
|---|---|
| [1] قولہ فی اخوتہ علاتی القرینۃ علیہ قولہ اذ قالوا لیوسف واخوہ الخ فیہ الی بنی العلات ۱۲ | قولہ غیابۃ الجب لغیابۃ القعر لان ما فیہ یغیب عن البصر والجب بیر لم تطو ۱۲ |

قولہ تعالیٰ اذ قالوا لیوسف واخوہ احب الی ابینا منا فیہ ان الشیخ یجوز له ان یحب بعض المریدین اکثر من سائرهم لما یری فیهم من مخایل الخیر ما لا یری فیہم دیا یرون کما دل علیہ اخوۃ یوسف علیہ السلام ان الشیخ مخطی فی اجتہادہ قولہ تعالیٰ یخل لکم الی قولہ قوما صلحین یجوز ذلک علی جواب الامر ان یخلص توجهه الیکم ویزیل حکمه بعد التوجہ وتحمل الصلاح علی الصلاح الذی دل علیہ التوجہ الشیخ دخلا عظیما فی اصلاح حال المرید وہذا مسئلۃ مشہورۃ ۱۲

**ترجمہ قولہ تعالیٰ** اذ قالوا لیوسف واخوہ احب الی ابینا منا۔ اسمیں دلالت ہے کہ شیخ کو جائز ہے کہ کسی مرید کیساتھ دوسرے مریدوں سے زیادہ محبت رکھے جبکہ اسمیں اوروں سے زیادہ رشد کے آثار پائے اور بعض اوقات ان مریدوں کو شیخ پر خطاء اجتہادی کا وسوسہ ہوتا ہے جیسا ان بھائیوں کو یعقوب علیہ السلام پر ہوا تھا ۱۲ قولہ تعالیٰ یخل لکم الی قولہ قوما صلحین یہ دونوں جملے بقرینہ جزم امر کے جواب میں ہیں یعنی باپ کی توجہ تمہاری طرف خالص ہوجاویگی اور اس توجہ سے تمہاری درستی حال ہوگی اور اگر اس درستی حال کو صلاح پر محمول کیا جاوے تو میزان یہ کہ تاثیر توجہ کو اصلاح حال میں بڑا دخل عظیم ہے یہ مسئلہ مشہور ہے ۱۲

71 / 124



قَالُوْا یٰۤاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا یَّرْتَعْ وَیَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝

سب نے کہا کہ ابا اس کی کیا وجہ ہے کہ یوسف کے بارہ میں آپ ہمارا اعتبار نہیں کرتے حالانکہ ہم انکے خیرخواہ ہیں آپ انکو کل کے روز ہمارے ساتھ بھیجئے کہ ذرا وہ کھاویں کھیلیں اور ہم انکی پوری محافظت رکھینگے

قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ

یعقوب نے فرمایا کہ مجھ کو یہ بات غم میں ڈالتی ہے کہ اس کو تم لیجاؤ اور میں یہ اندیشہ کرتا ہوں کہ اس کو کوئی بھیڑیا کھا جاوے اور تم اس سے بےخبر ہو۔ وہ بولے کہ اگر ان کو بھیڑیا کھا جاوے

وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْۤا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ

اور ہم ایک جماعت کی جماعت ہوں تو ہم بالکل ہی گئے گذرے ہوئے سو جب ان کو لے گئے اور سب نے پختہ عزم کرلیا کہ ان کو کسی اندھیرے کنوئیں میں ڈال دیں اور ہم نے انکے پاس وحی بھیجی

لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ وَجَآءُوْۤ اَبَاهُمْ عِشَآءً یَّبْكُوْنَ ؕ قَالُوْا یٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبْنَا

کہ تم ان لوگوں کو یہ بات جتلاؤ گے اور وہ تم کو پہچانیں گے بھی نہیں اور وہ لوگ اپنے باپ کے پاس عشاء کے وقت روتے ہوئے پہنچے کہنے لگے کہ ابا ہم سب تو آپس میں دوڑنے

نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِیْنَ ۝

میں لگ گئے اور یوسف کو ہم نے اپنی چیز بست کے پاس چھوڑ دیا بس ایک بھیڑیا ان کو کھا گیا اور آپ تو ہمارا کاہے کو یقین کرنے لگے گو ہم کیسے ہی سچے ہوں

وَجَآءُوْ عَلٰی قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی

اور یوسف کی قمیص پر جھوٹ موٹ کا خون بھی لگا لائے تھے یعقوب نے فرمایا کہ بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے سو صبر ہی کرونگا جسمیں شکایت کا نام نہ ہوگا اور جو باتیں تم بناتے

مَا تَصِفُوْنَ ۝ وَجَآءَتْ سَیَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰی دَلْوَهٗ ؕ قَالَ یٰبُشْرٰی هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ

اللہ ہی مدد کرے اور ایک قافلہ آنکلا اور انہوں نے اپنا آدمی پانی لانے کے واسطے بھیجا اور اس نے اپنا ڈول ڈالا کہنے لگا کہ ارے بڑی خوشی کی بات ہے یہ تو بڑا اچھا لڑکا نکل آیا اور انکو مال قرار دیکر

وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ۝ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِیْهِ مِنَ الزّٰهِدِیْنَ ۝ ع

اور اللہ کو ان سب کی کارگزاریاں معلوم تھیں اور ان کو بہت ہی کم قیمت پر بیچ ڈالا یعنی گنتی کے چند درہم کے عوض اور وہ لوگ کچھ ان کے قدردان تو تھے ہی نہیں

بھائیوں کے قصے میں (خدا کی قدرت اور آپ کی نبوت کے) دلائل موجود ہیں ان لوگوں کے لئے جو (آپ سے ان کا قصہ) پوچھتے ہیں (کیونکہ یوسف علیہ السلام کو ایسی بیکسی سے اس سلطنت ورفعت کو پہنچا دینا یہ خدا ہی کا کام تھا اس سے مسلمانوں کو جو کہ کسی قصہ کے خواہاں نہ تھے عبرت اور قوت ایمان حاصل ہوگی اور یہود کو کہ انہوں نے خصوصیت کے ساتھ یہ قصہ پوچھا تھا دلیل نبوت کی مل سکتی ہے اگر غور کریں)

وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ ان (علاتی) بھائیوں نے (باہم مشورہ کرکے) یہ گفتگو کی کہ (یہ کیا بات ہے کہ) یوسف ۴ اور ان کا (حقیقی) بھائی (ابن یامین) ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں حالانکہ (وہ دونوں بوجہ کم عمری کے ان کا کچھ کاروخدمت بھی نہیں کرسکتے اور) ہم ایک جماعت کی جماعت ہیں (کہ اپنی قوت اور کثرت کی وجہ سے ان کی ہر طرح کی خدمت بھی کرتے ہیں تو ہم زیادہ عزیز ہونے چاہئیں) واقعی ہمارے

**اللغات**

قولہ یرتع التوسع فی الاکل اللغو کہ الوارد من یستقی الماء فی الجیش قولہ وکانوا فیہ الخ فی النبیا یوری نقل اہل اللغۃ زہد فیہ معناہ رغب عنہ وزہد عنہ معناہ رغب فیہ ۱۲
البلاغۃ قولہ قالوا لئن اکلہ الذئب فی الروح دانما اقتصروا علی جواب خوف ابیہم علیہ السلام من اکلہ الذئب مع انہ ذکر فی وجہ عدم مفارقتہ امرین حزنہ لمفارقتہ وخوفہ علیہ من الذئب لانہ السبب القوی فی المنع دون الحزن لقصر زمانہ بناء علی سرعۃ عودہم بہ ولان حزنہ بالذہاب بہ انما الخوف علیہ فنفی الثانی یدل علی نفی الاول او لکراہتہم کذلک لانہ سبب حسدہم لہ فلذلک اعارہ دانوا صماء اعد ۱۲ بذ
قولہ عشاء فی النبیا یوری عن مقاتل انما جاؤا عشاء لیکاثہ الظلمۃ وامارۃ الخجل ۱۲ب

**النحو** علٰے وجوہہم ۱۲

قولہ وکانوا فیہ من الزاہدین فی الروح والجار علی مانقل عن ابن مالک متعلق بمحذوف یدل علیہ الزاہدین ای کانوا زاہدین فیہ من الزاہدین وذلک ان اللام فی الزاہدین اسم موصول وما یتقدم ما فی صلۃ الموصول علیہ ولان مابعد الجار لا یعمل فی ماقبلہ وقیل من الزاہدین صفۃ لزاہدین المحذوف مؤکدۃ او یکون خبرا ثانیا کل ذلک محتمل ولیس بدلا من المحذوف لوجود من معہ ۱۲

**تحفات الترجمۃ**

لہ قولہ فی یوسف قصہ اشارۃ الی تقدیر المضاف ۱۲
کہ قولہ فی عصبۃ قوت لانہ من العصب وہو الشد ای من تعصب بہ الامور ۱۲

**مسائل السلوک**

قولہ تعالی ارسلہ الی قولہ ویلعب فی الروح الامر فیہ الاشتغال بنحوہم مما یباح لقتال العدو ولیس المراد لعب اللہو الا لم یقرہم علیہ یعقوب علیہ السلام وانما عبروا عن ذلک بہ لکونہ علی ہیئتہ او ذکرت دلوما علی ظاہرہ لعبا عن تقریرہ علیہ السلام لتضمنہ مصالح دینیۃ من النشاط الذی یعین علی تحصیل العلم وتکمیل العمل فالہزل الذی یفضی الی الجد جد وفیہ اشتغال المرید بامثالہا من الکلامات القولیۃ او الفعلیۃ لمثل الغرض لمن کو قولہ تعالی قال بل الی قولہ اعلم فالموضعین فی الروح عن ابن عطیۃ انہ علیہ السلام صدق ظنہ ہناک ای فی الاول ولم یتحقق ہنا وانہ امر ہو بحیث یتطرق الیہ التہمۃ لتحرج نبی لاسیما فیما یرجع الی البلاد مع تولہ وفیہ عدم صحۃ الکشف والفراسۃ دائما ۱۲ قولہ تعالی وشروہ بثمن بخس فی الجلالین وسکت یوسف علیہ السلام مخافۃ ان یقتلوہ ۱۰ ودل علیہ القرآن بظاہرہ ویرجع منہ ان السکوت عن انکار علی المنکر کما کان ہذا البیع الحرام تخافۃ التعدی فیہ لاکما ۱۲ ل

ترجمہ قولہ تعالیٰ ارسلہ الی قولہ ویلعب بعض مفسرین نے اسکی تفسیر مسابقت وتیر اندازی کی ہے جس سے مقصود اعداد قوت لقتال العدو ہے اسکو لعب باعتبار صورت کے کہدیا ورنہ لعب حقیقی کہ عبث ہے یعقوب علیہ السلام اجازت نہ دیتے میں کہتا ہوں کہ لعب حقیقی بھی جو کہ مباح ہو جب اسمیں یہ مصلحت ہو کہ اس سے نشاط ہوگا جو تحصیل علم وتکمیل عمل میں معین ہو گا عبث نہیں اس صورت میں مثل اس ہوگی کہ مرید کیلئے بھی تفریح احیانا قولیہ یا فعلیہ میں ایسی ہی مصلحت کیلئے مشغول ہوجانا کچھ حرج نہیں قولہ تعالی قال بل الی قولہ اعلم دونوں موقعوں میں ہے ابن عطیہ کا قول روح میں ہے کہ ایک جگہ انکا گمان صحیح ہوا دوسری جگہ صحیح نہیں ہوا اور ایسے شخص کو متہم سمجھنا الجوہ احتمال غالب کے جسکے دوسرے افعال شبہ پیدا کرتے ہیں خاص کر باپ کا بیٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ موجب گناہ نہیں اھ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کشف وفراست کا صحیح ہونا ضروری نہیں ۱۲ قولہ تعالی وشروہ بثمن بخس جلالین میں ہے کہ یوسف علیہ السلام اس خوف سے ساکت رہے کہ کہیں یہ بھائی انکو قتل کردیں اھ اور قرآن سے بھی ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ساکت رہے اس سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ اگر خوف ضرر سے انکار علی المنکر سے جیسا کہ یہاں بیع الحرام منکر تھا سکوت کرے تو امر منکر منافی کمال نہیں ۱۲

باپ (اس مقدمہ میں) کھلی غلطی میں ہیں (لیکن یوسف علیہ السلام کے ہوتے ہوئے تو امید رکھو مت کہ تم زیادہ عزیز ہو سکو اور بنیامین سے جو محبت ہے وہ صرف اس وجہ سے کہ یوسف ع کے حقیقی بھائی ہیں تو اصل میں خاطر داشت یوسف ہی کی مقصود ہے اور اجیت میں اصل یہی ہیں تو ان کو کسی تدبیر سے باپ کے پاس سے ہٹانا چاہئے اس کی صورت یہ ہے کہ) یا تو یوسف کو قتل کر ڈالو یا ان کو کسی (دُور دراز) سرزمین میں ڈال آؤ (دونوں صورتوں میں باپ سے جدا ہو جاویں گے) تو (پھر) تمہارے باپ کا رُخ خالص تمہاری طرف ہو جاوے گا اور تمہارے سب کام بن جاوینگے انہیں میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسف ع کو قتل مت کرو (قتل کرنا بہت بری بات ہے ہاں دوسری شق کا مضائقہ نہیں) اور (اس کی صورت یہ ہے کہ) ان کو کسی (ایسے) اندھیرے کنوئیں میں ڈال دو (جس میں پانی بھی زیادہ نہ ہو کہ ڈوبنے کا ڈر ہو ورنہ وہ تو قتل ہی ہے اور لیکایک ہر کسی کو اطلاع بھی نہ ہو کیونکہ اندھیرا کنواں ہے اور رہگذر سے بھی بہت دور نہ ہو) تاکہ ان کو کوئی راہ چلتا نکال لیجاوے اگر تم کو (یہ کام) کرنا ہے (تو اس طرح کرو غرض سب کا اتفاق رائے ہو گیا اور) سب نے (مل کر باپ سے) کہا کہ ابا اس کی کیا وجہ ہے کہ یوسف کے بارہ میں آپ ہمارا اعتبار نہیں کرتے (اور کبھی ان کو ہمارے ساتھ کہیں نہیں بھیجتے) حالانکہ ہم ان کے (دل وجان سے) خیر خواہ ہیں (سو الیسا نہ چاہئے بلکہ) آپ انکو کل کے روز ہمارے ساتھ (جنگل کو) بھیجئے کہ ذرا وہ کھاویں پئیں اور کھیلیں اور ہم انکی پوری حفاظت رکھیں گے یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (مجھ کو بھیجنے سے دو امر مانع ہیں ایک حزن ایک خوف حزن تو یہ کہ) مجھ کو یہ بات غم میں ڈالتی ہے کہ اس کو تم (میری آنکھوں کے سامنے سے) لیجاؤ اور (خوف یہ کہ) میں یہ اندیشہ کرتا ہوں کہ اس کو کوئی بھیڑیا کھا جاوے اور تم (اپنے مشاغل میں) اس سے بیخبر رہو (کیونکہ اس جنگل میں بھیڑیئے بہت تھے) وہ بولے کہ اگر ان کو بھیڑیا کھا جاوے اور ہم ایک جماعت کی جماعت (موجود) ہوں تو ہم بالکل ہی گئے گذرے ہوئے (کیونکہ جماعت کی قوت بھی زیادہ ہوتی ہے اور کئی آدمیوں میں نگرانی بھی سہل ہے غرض کہہ سن کر یعقوب علیہ السلام سے ان کو لیکر چلے) سو جب ان کو (اپنے ساتھ جنگل کو) لے گئے اور (حسب قرار داد سابق) سب نے پختہ عزم کر لیا کہ ان کو کسی اندھیرے کنوئیں میں ڈال دیں (تو جو کچھ تجویز کیا تھا عملدر آمد کیا) اور (اس وقت ان کی تسلی کے لئے) ہم نے انکے پاس وحی بھیجی کہ (تم مغموم مت ہو ہم تم کو یہاں سے خلاصی دیکر بڑے رتبہ پر پہنچاویں گے اور ایک دن وہ ہوگا کہ) تم ان لوگوں کو یہ بات جتلاؤ گے اور وہ تم کو (بوجہ اس کے کہ ایک حالت رفیعہ میں ہو گے) پہچانیں گے بھی نہیں (چنانچہ یہ وعدہ واقع ہوا اہل علمتم بما فعلتم بیوسف م ۱۲ غرض یوسف علیہ السلام کا تو یہ قصہ ہوا) اور (ادھر وہ لوگ اپنے باپ کے پاس عشاء کے وقت روتے ہوئے پہنچے (اور جب انہوں نے رونے کا سبب پوچھا تو) کہنے لگے کہ ابا ہم سب تو آپس میں دوڑنے میں (کہ دیکھیں کون آگے نکلے اس میں) لگ گئے اور یوسف ع کو ہم نے (ایسی جگہ جہاں بھیڑیا آنے کا گمان نہ تھا) اپنی چیز بست کے پاس چھوڑ دیا بس (اتفاقاً) ایک بھیڑیا آیا اور) ان کو کھا گیا اور آپ تو ہمارا کاہے کو یقین کرنے لگے گو ہم کیسے ہی سچے (کیوں نہ) ہوں اور (جب یعقوب علیہ السلام کے پاس آنے لگے تھے تو) یوسف ع کی قمیص پر جھوٹ موٹ کا خون بھی لگا لائے تھے (اس طرح سے کہ کوئی ہرن یا بکری ذبح کی اور اس کے خون میں قمیص کو آلودہ کر لیا وہ قمیص اپنے قول کی سند میں پیش کیا) یعقوب (علیہ السلام) نے (دیکھا تو کرتہ کہیں سے پھٹا نہیں چرا نہیں اخرج الطبری معناہ عن ابن عباسؓ وقتادہ والحسن تو) فرمایا کہ (یوسف ع کو بھیڑیئے نے ہرگز نہیں کھایا) بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے سو (خیر) صبر ہی کروں گا جس میں شکایت کا نام نہ ہوگا (اخرج الطبری مرفوعاً لا شکوی فیہ) اور جو باتیں تم بناتے ہو ان میں اللہ ہی مدد کرے (کہ اس وقت مجھ کو ان کی سہار ہو اور آئندہ تمہارا جھوٹ آشکار ہو غرض یعقوب علیہ السلام روپیٹ کر بیٹھ رہے) اور یوسف علیہ السلام کا یہ قصہ ہوا کہ اتفاق سے ادہر) ایک قافلہ آنکلا (جو مصر کو جاتا تھا) اور انہوں نے اپنا آدمی پانی لانے کے واسطے (یہاں کنوئے پر) بھیجا اور اس نے اپنا ڈول ڈالا (یوسف علیہ السلام نے اس کو پکڑ لیا جب ڈول باہر آیا تو یوسف علیہ السلام کو دیکھا خوش ہو کر) کہنے لگا کہ ارے خوشی کی بات یہ تو

**ملحقات الترجمة** ۱؎ قولہ فی صالحین تمہارے سب کام اشارۃ الی ترجیح ہذا التعبیر علی تفسیرہ بالتوبۃ لانہ لا دخل فیہا للقتل او الطرح ۱۲ ۲؎ قولہ فی غیبت کسی اشارۃ الی ارادۃ الجنس ۱۲ ۳؎ قولہ فی صادقین کیسے ہی ای متصفین بالصدق مطلقا لا فی ہذہ الواقعۃ خصوصًا والا لزام الاعتراف بالکذب ولا معنی لہ ۱۲ ۴؎ قولہ فی کذب جھوٹ موٹ کا اشارۃ الی کون الکذب للصفۃ ۱۲ ۵؎ قولہ فی فصبر کروں گا اشارۃ الی معنی الترکیب ای فامری صبر جمیل او فصبر الجمیل بما لا شکوی فیہ ۱۲

وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا

جس شخص نے مصر میں ان کو خریدا تھا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو خاطر سے رکھنا کیا عجب ہے کہ ہمارے کام آوے یا ہم اس کو بیٹا بنالیں اور ہم نے اسطرح یوسفؑ کو

لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ؗ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

اس سرزمین میں خوب قوت دی اور تاکہ ہم ان کو خوابوں کی تعبیر دینا بتلادیں اور اللہ تعالےٰ اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر آدمی جانتے نہیں۔

بڑا اچھا لڑکا نکل آیا ۱ غرض قافلہ والوں کو خبر ہوئی وہ بھی بڑے خوش ہوئے ۲ اور ان کو مال (تجارت) قرار دیکر اس خیال سے چھپا لیا کہ کوئی اگر دعوے دار نہ ہو پھر اس کو مصر میں لے جاکر کسی بڑے آدمی کے ہاتھ بیچکر خوب نفع کماوینگے) اور اللہ کو ان سب کی کارگزاریاں معلوم تھیں (کہ بھائی ان کو بے وطن اور قافلہ والے ذریعہ ثمن بنارہے ہیں اور اللہ ان کو شاہ زمن بنارہا تھا اور وہ بھائی بھی اس پاس خبر کے لئے لگے تھے اور وقتاً فوقتاً کنوے میں دیکھ آتے تھے کھانا پانی بھی پہنچا دیتے تھے یوں چاہتے تھے کہ یوسف کنوئیں میں ہلاک بھی نہ ہوں کوئی ان کو نکال لے لیکن کہیں دوسری جگہ لے جاوے اور یعقوب علیہ السّلام تک خبر نہ پہنچے غرض اس روز جو کنوے میں نہ پایا اور قافلہ کو اترا ہوا دیکھا تو تجسس کرتے کرتے یوسف علیہ السّلام تک جا پہنچے اور قافلہ والوں سے کہا کہ یہ ہمارا غلام ہے بھاگ گیا تھا اب ہم اس کو رکھنا نہیں چاہتے) اور (یہ کہہ کر) ان کو بہت ہی کم قیمت کو (قافلہ والوں کے ہاتھ) بیچ ڈالا یعنی گنتی کے چند درہم کے عوض اور (وجہ اس کی یہ تھی کہ) وہ لوگ ان کے کچھ قدر دان تو تھے ہی نہیں (کہ ان کو متاع نفیس کی طرح آلہ تحصیل مال کثیر کا بنانے کیونکہ بیع مقصود نہ تھی بلکہ مقصود بلا کی طرح ان کا یہاں سے ٹالنا تھا یوسف علیہ السّلام ڈر کے مارے خاموش رہے کہ مار نہ ڈالیں اور اس کو غنیمت سمجھا) **ف** اس مقام میں کئی مضمون قابل تحقیق ہیں اول حضرت یوسف علیہ السّلام کے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہونے کی مختلف وجوہ بیان کی گئی ہیں اقرب یہ ہے کہ فراست نبوت سے یعقوب علیہ السّلام ان کو ہونہار دیکھتے تھے اور خواب سننے کے بعد یہ امر اور زیادہ مؤکد ہوگیا تھا جیساکہ انکے ارشاد وکذٰلک یجتبیک الخ سے یہ امر مترشح ہوتا ہے دوم دوسرے بھائی یوں سمجھتے تھے کہ یوسف علیہ السّلام کی نسبت ایسا خیال یعقوب علیہ السّلام کا اجتہاد ہے اور اجتہاد میں غلطی ہونا منافی نبوت نہیں پس ضلال سے مراد خطائی الاجتہاد ہے ورنہ اعتقاد ضلال نبی کی نسبت کفر ہے اور یہ سب بھائی مومن یقیناً تھے گو نبوت ثابت نہیں سوم یوسف علیہ السلام کے ساتھ جو معاملہ ہوا اس میں تاویل دشوار ہے اس لئے ظاہراً گناہ تھا لیکن آخر قصہ میں استغفار اور معذرت ان کی منصوص ہے اور توبہ یقیناً مطہر ہے چہارم ظاہراً لعب کو یعقوب علیہ السّلام نے جائز رکھا باوجودیکہ امر عبث کی تجویز شان انبیاء علیہم السّلام کے خلاف ہے سو اصل یہ ہے کہ یہ لعب اسلئے عبث نہیں کہ مراد اس سے مسابقت و تیر اندازی وغیرہ ہے جو کہ امور مفیدہ میں سے ہے جواب مشہور تو یہ ہے اور احقر کہتا ہے کہ منجملہ فوائد مقصودہ کے تجدید نشاط بھی ہے جو کہ بچوں کیلئے ضروری اور مشاغل ضروریہ میں جی لگنے کا موقوف علیہ ہے اور ضروری کا مقدمہ بھی ضروری ہوتا ہے خوب سمجھ لو پنجم اجیبت میں بنیامین بھی شریک تھے تو انکی نسبت کوئی تدبیر انہوں نے نہیں سوچی جواب اس کا اثنائے تقریر ترجمہ میں مذکور ہے کہ انکے نزدیک اجیبت بالذات یوسف علیہ السّلام کی تھی اور بنیامین کی بالعرض تاکہ بنیامین کی راحت سے یوسف علیہ السّلام کو بھی راحت ہو جب یوسف علیہ السّلام نہ رہینگے یہ معاملہ بنیامین کے ساتھ نہ رہے گا۔ ششم حضرت یعقوب علیہ السّلام کا بل سولت لکم فرمانا بنا بر قول مشہور اس قمیص کے مسلم دیکھنے کا تھا لیکن اگر وہ روایت ثابت نہ ہو تو ذوق اجتہاد و شہادت قلب سے ہوگا جو کہ انبیاء علیہم السّلام میں اکثر تو مطابق واقع کے ہوتا ہے اور کبھی وہ گمان واقع کے خلاف بھی ہوتا ہے جیساکہ بنیامین کے ماخوذ ہونے کے قصہ میں بھی بعینہٖ یعقوب علیہ السّلام کا یہی قول آیا ہے حالانکہ اس میں ظاہراً تسویل نہ تھی ہفتم جب یعقوب علیہ السّلام کو یقیناً یا ظناً یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا بیان غلط ہونا معلوم تھا تو یوسف علیہ السّلام کو تلاش کیوں نہیں کیا ایسے صبر میں تو دوسرے کی جان کا تلف ہوجانا مظنون ہے غالب یہ ہے کہ یعقوب علیہ السّلام کو وحی سے اجمالاً معلوم ہوگیا ہوگا کہ وہ تلف نہ ہونگے لیکن میری قسمت میں مفارقت طویلہ مقدر ہے میری تلاش سے نہ ملیں گے اب کوئی اشکال نہ رہا۔ ہشتم اہل سیر کا اتفاق ہے کہ اسوقت یوسف علیہ السّلام صغیر السن تھے پس چالیس برس کے بعد وحی نازل ہونا یہ اکثری ہے کلی نہیں کذا فی روح المعانی تحت آیۃ واوحینا الیہ۔ قصہ یوسف علیہ السّلام باذن عزیز مصر قال اللہ تعالیٰ

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی ۱ لم بڑا اچھا افادہ التنوین التفخیم والتنویع ۱۲

ےہ قولہ فی مسلوں سب کی جمع فیہ بین القولین لعدم التنافی ۱۲

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا

اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا ۔ اور ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلا دیا کرتے ہیں اور جس عورت کے گھر میں یوسف رہتے تھے وہ ان سے اپنا مطلب حاصل کرنے کو

عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۭ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ۭ اِنَّهٗ

ان کو پھسلانے لگی ، اور سارے دروازے بند کر دیئے اور کہنے لگی کہ آجاؤ تم ہی سے کہتی ہوں یوسف نے کہا اللہ بچائے وہ میرا مربی ہے کہ مجھ کو کیسی اچھی طرح رکھا ایسے حق فراموشوں کو

لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْۗءَ

فلاح نہیں ہوا کرتی اور اس عورت کے دل میں تو ان کا خیال جم ہی رہا تھا اور ان کو بھی اس عورت کا کچھ کچھ خیال ہو چلا تھا اگر اپنے رب کی دلیل کو انہوں نے نہ دیکھا ہوتا تو زیادہ خیال ہو جانا عجب نہ تھا یوں ہی ان کو علم دیا تاکہ

وَالْفَحْشَاۗءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا

اور کبیرہ گناہ دونوں کو دور رکھیں ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے اور دونوں آگے پیچھے دروازے کی طرف کو دوڑے اور اس عورت نے ان کا کرتہ پیچھے سے پھاڑ ڈالا اور دونوں نے اس عورت کے شوہر کو

لَدَا الْبَابِ ۭ قَالَتْ مَا جَزَاۗءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۗءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ قَالَ هِىَ رَاوَدَتْنِيْ

دروازے کے پاس پایا عورت بولی کہ جو شخص تیری بی بی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرے اس کی سزا بجز اس کے اور کیا ہے کہ وہ جیلخانہ بھیجا جاوے یا اور کوئی دردناک سزا ہو یوسف نے کہا یہی مجھ سے اپنا مطلب نکالنے کو

عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝

مجھ کو پھسلاتی تھی اور اس عورت کے خاندان میں سے ایک گواہ نے شہادت دی کہ ان کا کرتہ اگر آگے سے پھٹا ہے تو عورت سچی اور یہ جھوٹے

وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ

اور اگر وہ کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو عورت جھوٹی اور یہ سچے سو جب ان کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا کہنے لگا کہ یہ

كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ۝ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۫ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ښ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـــِٕيْنَ ۝

تم عورتوں کی چالاکی ہے بیشک تمہاری چالاکیاں بھی غضب ہی کی ہوتی ہیں اے یوسف اس بات کو جانے دو اور اے عورت تو اپنے قصور کی معافی مانگ بیشک سر تا سر تو ہی قصوروار تھی

مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ (الی قولہ تعالیٰ) اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـــِٕيْنَ ۝ (غرض قافلہ والوں نے یوسف علیہ السلام کو بھائیوں سے خرید کر مصر میں لا کر عزیز مصر کے ہاتھ فروخت کیا) اور جس شخص نے مصر میں ان کو خریدا تھا (یعنی عزیز) اس نے (ان کو اپنے گھر لا کر اپنی بیوی کے سپرد کیا اور اس) اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو خاطر سے رکھنا کیا عجب ہے کہ (بڑا ہو کر) ہمارے کام آوے (جیسا پرورده لوگ اپنے کام آیا کرتے ہیں) یا ہم اس کو بیٹا بنالیں (مشہور یہ ہے کہ یہ اس لئے کہا کہ ان کے اولاد نہ تھی) اور ہم نے (جس طرح یوسف علیہ السلام کو اپنی خاص عنایت سے اس چاہ تاریک سے نجات دی) اسی طرح یوسف (علیہ السلام) کو اس سرزمین (مصر) میں خوب قوت دی (مراد اس سے سلطنت ہے) اور

**اللغات** ۔ المراودۃ المطالبۃ برفق من راد یرود اذا ذہب وجاء لطلب شئ ۔ همّ بحری یجری شہوت بمعنی المحاورۃ التی فیہا معنی المنازعۃ لان احدہما یرید شیئا لا یریدہ صاحبہ ۔ ۔ ۔ تحرجہ من بیوتہ قولہ هیت اسم فعل بمعنی تعال سواء کانت ، لتا ، مضمومۃ او مفتوحۃ ۔

**البلاغۃ** قولہ راودتہ المفاعلۃ للمبالغۃ لا للمشارکۃ الاصح ... من حیث ان احد الجزئین ... جمال یوسف علیہ السلام قولہ غلقت اسناد الی السبب ۔ انما ... لان احد جزئی السبب ہو علیہ السلام ایضا لقرارہ لان الجزوا ... قولہ فی ... المضاف الیہ مقدرا ای دبر القمیص او یوسف ۔

**قولہ** من کیدکن تعمیم الخلق للتنبۃ علی ان الکید خلق لہن عریق ۔
**لطیفہ** قال بعض العلماء ان النساء اشد شرا من الشیطان لان اللہ تعالیٰ سمی کیدہن عظیما وکید الشیطان ضعیفا فیہ ان عظمتہ بالنسبۃ الی کید الرجال وضعفہ بالنسبۃ الی قدرۃ اللہ تعالیٰ فافہم ۱۲

**ملحقات الترجمۃ** ۔ قولہ فی مصر یعنی اشارۃ الی ان من بمعنی فی وجعل بتقدیر المضاف ای من اہل مصر کذا فی الروح ۲ قولہ اکرمی خاطر سے رکھنا اشارۃ الی انہ حاصل المعنی لکونہ کنایۃ عن الاکرام علیہ السلام لنفسہ علی ابلغ وجہ واتمہ لان من اکرام المحل بتعظیمہ ... فقد اکرم ضیفہ بسائر ما یکرم بہ وقیل المثوی مقام یقال المجلس العالی والمقام السامی ۳ قولہ فی کذلک کما جس طرح اشارۃ الی تقدیر الحال ۱۲

## مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ قال معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوای فی الروح ای ہو ربی ای سیدی العزیز وفیہ رعایۃ لحسن ولو کان کافرا وعدم نسیانہ احل الطریق فی ذلک قولہ تعالیٰ قال ہی راودتنی دل علی حسن انشاء سر بعد وجود اذا خیف الضرر من الانتقام ولا ینافی ہذا الاظہار مکارم الاخلاق ۔

## ترجمہ

قولہ تعالیٰ قال معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوای یعنے عزیز میرا آقا ہے اور اس میں دلالت ہے کہ اگر اپنے محسن کافر ہی ہو اسکی بھی رعایت کرنا چاہئے اور اہل طریق اس میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں قولہ تعالیٰ قال ہی راودتنی عن نفسی اس میں دلالت ہے کہ مخالف کا عیب لیے تحفظ کھول دینا جب نقصان سے اپنا ضرر محتمل ہو مکارم اخلاق کے خلاف نہیں ۔

(جس طرح نجات دینے کی غرض یہ تھی اسی طرح اس غرض سے بھی نجات دی تھی) تاکہ ہم اُن کو خوابوں کی تعبیر دینا بتلادیں (مطلب یہ کہ نجات دینے سے مقصود یہ تھا کہ دولت ظاہری و باطنی سے مالامال کریں) اور اللہ تعالیٰ اپنے (چاہے ہوئے) کام پر غالب (اور قادر) ہے (جو چاہے کر دیتے ہیں) لیکن اکثر آدمی (اس بات کو) جانتے نہیں (کیونکہ اہل ایمان و یقین تو کم ہی ہیں یہ قصہ کے درمیان میں بطور جملہ معترضہ کے آگیا تاکہ بیع و شراء کے ساتھ اول ہی سے سامعین کو معلوم ہو جاوے کہ گو یہ اس وقت ظاہراً ایسی ناگوار حالت میں ہیں مگر ہم نے ان کو اصل میں سلطنت رفیعہ و علوم بدیعہ کے لئے بچایا ہے اور یہ حالتیں عارضی اور مقاصد اصلیہ کا مقدمہ ہیں کیونکہ ترقی سلطنت کا زینہ عزیز کے گھر کا آنا ہی ہوا اور اسی طرح علوم و واردات قلبیہ کے لئے مکارہ و مشاق سبب ہو جاتے ہیں پس اس اعتبار سے علوم کے فیضان میں بھی اس کو دخل ہوا اور مشترک طور پر امراء کے گھر پرورش پانا سلیقہ و تجربہ بڑھاتا ہے جس کی ضرورت سلطنت اور علوم دونوں میں ہے خصوص علم تعبیر میں اور اس جملہ معترضہ کا کچھ تتمہ آگے ہے یعنی) اور جب وہ اپنی جوانی (یعنی سن بلوغ یا کمال شباب) کو پہنچے ہم نے اُن کو حکمت اور علم عطا (او وطا وحینا الیہ الخ میں قبل بلوغ جس وحی کا ذکر گذر چکا وہ ایک خاص واقعہ کے متعلق ہے وہ علوم دینیہ سے نہیں جو علم و حکمت سے مراد ہے پس دونوں آیتوں میں تعارض نہیں) فرمایا اور ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں (جس طرح یوسف علیہ السلام کو ان کے عمل بالشریعت کی بدولت انکے علم و حکمت میں روزانہ ترقی فرماتے رہے اس تتمہ جملہ معترضہ میں پہلے سے یہ بتلانا ہے کہ جو کچھ آگے قصہ میں بعضے اُمور کی تہمت آپ کی نسبت آوے گی وہ سب غلط ہوگا کیونکہ وہ صاحب حکمت تھے جس کا حاصل ہے علم نافع یعنی علم مع العمل اور ان امور کا صدور حکمت کے خلاف ہے پس صدور غلط ہے اب آگے قصہ آتا ہے کہ وہاں ناز و نعم سے رہا کئے اور (اس اثنا میں یہ ابتلاء پیش آیا کہ) جس عورت کے گھر میں یوسف (علیہ السلام) رہتے تھے وہ (ان پر مفتون ہوگئی اور) ان سے اپنا مطلب حاصل کرنے کو ان کو پھسلانے لگی اور (گھر کے) سارے دروازے بند کر دیئے اور (ان سے) کہنے لگی کہ آجاؤ تم ہی سے کہتی ہوں یوسف (علیہ السلام) نے کہا (لا اول تو یہ خود بڑا بھاری گناہ ہے) اللہ بچائے (دوسرے) وہ (یعنی تیرا شوہر) میرا مربی (اور محسن) ہے کہ مجھ کو کیسی اچھی طرح رکھا تو کیا میں اسی کے ناموس میں خلل اندازی کروں) ایسے حق فراموشوں کو فلاح نہیں ہوا کرتی (بلکہ اکثر تو دنیا ہی میں خوار اور پریشان ہوتے ہیں ورنہ آخرت تو وقت موعود ہی ہے) اور اس عورت کے دل میں ان کا خیال (عزم کے درجہ میں) جم ہی رہا تھا اور ان کو بھی اس عورت کا کچھ کچھ خیال (امر طبعی کے درجہ میں) ہو چلا تھا (جو کہ اختیار سے باہر ہے جیسا گرمی کے روزہ میں پانی کی طرف میلان طبعی ہوتا ہے گو روزہ توڑنے کا وسوسہ تک بھی نہیں آتا البتہ) اگر اپنے رب کی دلیل کو (یعنی اس فعل کے گناہ ہونے کی دلیل کو کہ حکم شرعی ہے) انہوں نے نہ دیکھا ہوتا (یعنی ان کو علم شریعت جو مقرون قوت عملیہ کے ساتھ ہے نہ ہوتا تو زیادہ خیال ہو جانا عجب نہ تھا کیونکہ دواعی اور اسباب ایسے ہی قوی تھے مگر ہم نے اسی طرح ان کو علم دیا تاکہ ہم ان سے صغیرہ اور کبیرہ گناہ کو دور رکھیں (یعنی ارادہ سے بھی بچایا اور فعل سے بھی بچایا کیونکہ) وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے (اور برگزیدہ بھی اعلیٰ درجہ کے بوجہ نبی ہونے کے جن کے لئے عصمت لازم ہے مگر اس عورت نے پھر وہی اصرار کیا تو اُس وقت یوسف علیہ السلام وہاں سے جان بچا کر بھاگے اور وہ ان کو پکڑنے کے لئے ان کے پیچھے چلی) اور دونوں آگے پیچھے دروازے کی طرف کو دوڑے اور (دوڑنے میں ان کو جو پکڑنا چاہا تو) اس عورت نے ان کا کرتہ پیچھے سے پھاڑ ڈالا (یعنی کرتہ پکڑ کر کھینچا اور یہ آگے کو دوڑے تو کرتہ پھٹ گیا مگر یوسف علیہ السلام دروازے سے باہر نکل گئے) اور (عورت بھی ساتھ تھی تو) دونوں نے (اتفاقاً) اس عورت کے شوہر کو دروازہ کے پاس (کھڑا) پایا عورت (خاوند کو دیکھ کر سٹ پٹائی اور فوراً بات بنا کر) بولی کہ جو شخص تیری بی بی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرے اس کی سزا بجز اس کے اور کیا (ہو سکتی) ہے کہ وہ جیل خانہ بھیجا جاوے یا اور کوئی دردناک سزا ہو (جیسے ضرب

## ملحقات الترجمة

۱ قولہ جس طرح الخ اشارۃ الیٰ تقدیر المعطوف علیہ والعامل ۱۲

۲ قولہ ہناک غرض پر اور بہ الحکمۃ مجازا ۱۲ ۳ قولہ فی اشدہ بلوغ یا کمال شباب اشارۃ الی ان فیہ قولین وعلی الاول دل علی ان ما قبلہ کان فی الصغر ۴ قولہ فی تجزی ترقی اشارۃ الی انہ فاعل الدوام الذی یتوہم بان ظاہر الآیۃ یدل علی ان الحکم والعلم موقوف علی الاحسان والحال ان الاحسان نفسہ موقوف علی الحکم والعلم تقریر الا انہ فارغ فظاہر

۵ قولہ فی ہیت لک تم ہی سے اشارۃ الی ان اللام للتبیین وتقدیرہ اقول لک ۱۲

جسمانی) یوسف (علیہ السّلام) نے کہا کہ یہ جو میری طرف تعریض کرتی ہے بالکل جھوٹی ہے بلکہ معاملہ برعکس ہے (یہی مجھ سے اپنا مطلب نکالنے کو مجھ کو پھسلاتی تھی اور (اس موقع پر) اس عورت کے خاندان میں سے ایک گواہ نے (جو کہ شیر خوار بچہ تھا اور یوسف علیہ السّلام کے معجزہ سے بول پڑا آپ کی براءت ونزاہت پر) شہادت دی (اور ہر چند کہ صرف اس کا غیر معتاد طور پر بول پڑنا ہی صدق یوسف علیہ السّلام کے لئے کافی شہادت تھی مگر ناطق ہونے کے ساتھ اس کا عاقل ہونا یہ دوسرا معجزہ آپ کا تھا چنانچہ اس نے ایک معقول علامت بتلا کر عاقلانہ فیصلہ بھی کیا اور کہا) کہ ان کا کرتہ (دیکھو کہاں سے پھٹا ہے) اگر آگے سے پھٹا ہے تو (تنزلاً و تبرعاً تسلیم کر لیا کہ) عورت سچی اور یہ جھوٹے (گو یہ علامت عادۃً یقینی نہیں کیونکہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں آمنے سامنے ہوں اور عورت ان کا دامن پکڑ کر کھینچتی ہو اور یہ اس کو چھڑاتے ہوں اس لئے دامن پھٹ گیا ہو مگر خیر ہم اس احتمال سے قطع نظر کئے لیتے ہیں) اور اگر وہ کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو (عادۃً یقینی ہے کہ) عورت جھوٹی اور یہ سچے (اس فیصلہ میں ظاہر ہے کہ عورت کے لئے بڑی وسعت کی گئی ہے کہ اس کے صدق کی دلیل میں تو جانب مخالف کا احتمال ہوتے ہوئے بھی اس کو دلیل قرار دے لیا اور ان کے صدق کی دلیل کو جب ہی دلیل قرار دیا کہ احتمال جانب مخالف کا عادۃً بالکل قطع ہو جاوے غرض اس فیصلہ کے موافق وہ کرتہ دیکھا تو پیچھے سے پھٹا ہوا نکلا) سو جب (عزیز نے) ان کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا (عورت سے) کہنے لگا کہ (تو نے جو کہا تھا ما جزاء من اراد باہلک الخ) یہ تم عورتوں کی چالاکی ہے بیشک تمہاری چالاکیاں غضب کی ہوتی ہیں (پھر یوسف علیہ السّلام کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا) اے یوسف اس بات کو جانے دو (یعنی اس کا چرچا یا خیال مت کرو) اور (عورت سے کہا کہ) اے عورت تو (یوسف سے) اپنے قصور کی معافی مانگ بے شک سر تا سر تو ہی قصور وار ہے **ف چند فائدے ضروریہ** اول یوسف علیہ السّلام نے جو قبح کی علت میں یہ فرمایا انہ ربی حالانکہ زنا مطلقاً قبیح ہے وجہ اس کی دو ہیں اول یہ کہ اس صورت میں زیادہ قبیح ہے جیسا حدیث میں پڑوسن سے اس فعل کے ارتکاب میں زیادہ وعید آئی ہے دوسرے یہ کہ مخاطب زلیخا تھی وہ قبح شرعی کو تو سمجھتی نہ تھی اور قبح عقلی دقیق کو بھی نہ سمجھتی اس لئے ایک قبح عقلی جو بالکل ظاہر ہے اس کو بیان کر دیا کہ اس پر حجت ہو دوم ہم بہا الخ میں بہت محققین نے یہ بھی توجیہ فرمائی ہے کہ یہ مقید ہے لولا ان رأ الخ کے ساتھ جس میں حاصل معنی یہ ہوگا کہ وہ بھی خیال کرتے اگر برہان رب کو نہ دیکھتے مگر اب خیال بھی نہیں ہوا یہ بھی نہایت لطیف تفسیر ہے مگر احقر نے تفسیر متن کو اس لئے اختیار کیا کہ اس میں یوسف علیہ السّلام کا کمال زیادہ ہے کہ باوجود رغبت کے جس کا منشا قوت طبیعت وصحت بدن وتعدیل مزاج وسلامت قوی ہے رک گئے اس میں صبر ومشاہدہ اشد ہے اور جو اس میں اشکال تھا وہ اس طرح رفع ہوگیا کہ زلیخا رض کا ہم اور قسم کا ہے اور ان کا ہم اور طرح کا جیسا ترجمہ سے ظاہر ہے اور اسی وجہ سے ہما یا کلواحد باآخر نہیں فرمایا اور اول کو لام اور قد کے ساتھ مؤکد کیا دوسرے کو نہیں کیا جو کہ مؤید تغائر ہے اور اس کا ہم کہنا مشاکلۃ ہے ورنہ یہ مرتبہ ہم سے پہلے ہے خوب سمجھ لو سوم غلقت الابواب سے دروازوں کا تعدد معلوم ہوتا ہے اور استبقا الباب سے اس دروازہ کا توحد اور الفیا سیدہا لدی الباب سے دروازہ کا انفتاح معلوم ہوتا ہے سو غالب یہ ہے کہ یہ ابواب متعدد ایسے تھے جیسے امراء کے مکانات میں ایک ایک درجہ میں کئی کئی دروازے مختلف اطراف میں ہوا کرتے ہیں ان کا آگے پیچھے علی الترتیب ہونا ضروری جیسا کہ مشہور ہے پھر حضرت یوسف علیہ السّلام ان دروازوں میں سے کسی ایک دروازہ کی طرف دوڑے ہونگے اور اس کو جلدی سے کھول کر باہر ہو گئے ہونگے جیسا معمولی طور پر صرف کنڈی لگا کر دروازہ بند کر لیا جاتا ہے اور کنڈی کھلنے سے کھلجاتا ہے باقی کیفیت مشہورہ کے لئے دلیل کی حاجت ہے واللہ اعلم چہارم اس شاہد کا طفل شیر خوار ہونا حدیث مرفوع میں وارد ہے چنانچہ روح المعانی میں مسند احمد اور صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم سے مع تصحیح علی شرط الشیخین کے نقل کیا ہے ونیز رکوع آئندہ میں رأ والآیات سے بھی ظاہرا اس کی تائید ہوتی ہے واللہ اعلم پنجم اگر یوسف علیہ السّلام اس وقت نبی نہ ہوں تو اس خارق کو اصطلاح میں بجائے معجزہ کے ارہاص....

**تحفات الترجمۃ** ۱؎ **قولہ** فی استغفری یوسف اشارۃ الی ان الاستغفار بجوز استعمالہ فی الاعتذار للتعلق ایضا دلیلہ ما فی الروح حمل الاستغفار علی طلب المغفرۃ والصفح من الزوج اھ وقصدی بنقلہ جواز استعمالہ فی الاعتذار ۱۲ التحقیق ۲؎ **قولہ** فی الخاطئین تصویرہ ارا شارۃ الی ان الخطاء قد یستعمل فی مطلق الذنب وان کان عن عمد کما فی الروح ۱۲

77 / 124



وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرٰهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

اور چند عورتوں نے جو کہ شہر میں رہتی تھیں یہ بات کہی کہ عزیز کی بی بی اپنے غلام کو اس سے اپنا مطلب حاصل کرنے کیواسطے پھسلاتی ہے اس غلام کا عشق اس کے دل میں جگہ کر گیا ہے ہم تو اس کو صریح غلطی میں دیکھتے ہیں

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ

سو جب اس عورت نے ان عورتوں کی بدگوئی سنی تو کسی کے ہاتھ ان کو بلا بھیجا اور ان کے واسطے مسند تکیہ لگایا اور ہر ایک کو ان میں سے ایک ایک چاقو دیدیا اور کہا کہ ذرا ان کے

اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ۭ اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ

سامنے تو آجاؤ سو عورتوں نے جوان کو دیکھا تو حیران رہ گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور کہنے لگیں حاش للہ یہ شخص آدمی ہرگز نہیں یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے

كَرِيْمٌ ۝ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ۭ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ۭ وَلَىِٕنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ

وہ عورت بولی تو وہ شخص یہی ہے جسکے بارے میں تم مجھ کو برا بھلا کہتی تھیں اور واقعی اس سے میں نے اپنا مطلب حاصل کرنیکی خواہش کی تھی مگر یہ پاک صاف رہا اور اگر آئندہ کو میرا کہنا نہ کریگا

لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ

تو بیشک جیلخانہ بھیجا جاوے گا اور بے عزت بھی ہوگا یوسف نے دعا کی کہ اے میرے رب جس کام کیطرف یہ عورتیں مجھ کو بلا رہی ہیں اس سے تو جیلخانہ میں جانا ہی مجھکو زیادہ پسند ہے اور اگر آپ انکے داؤ پیچ کو مجھ سے دفع

اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

تو ان کی طرف مائل ہو جاؤنگا اور نادانی کا کام کر بیٹھونگا سو ان کی دعا ان کے رب نے قبول کی اور ان عورتوں کے داؤ پیچ کو ان سے دور رکھا بیشک وہ بڑا سننے والا، خوب جاننے والا ہے

کہیں گے ششم اس شاہد نے جو فیصلہ بتلایا یہ کوئی حجت شرعی نہیں حجۃ کافیہ تو صرف اس کا نطق ہے لیکن حاضرین کے مذاق کے موافق اس کا بیان کر دینا حجت اصلیہ کے لئے زیادہ مؤید ہو گیا پس اس سے ایسے امور ظنیہ کا حجت ہونا ثابت نہیں ہوتا جیساکہ حدیث میں آیا ہے کہ قیافہ شناس نے حضرت اسامہؓ کو حضرت زیدؓ کا بیٹا بتلایا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس لئے خوش ہوئے کہ معترضین اس کے قول کو حجت سمجھتے تھے اور حجت شرعیہ پہلے سے قائم تھی یعنی الولد للفراش اس سے اس کی تائید بھی ہو گئی اور اس کو شاہد کہنا باعتبار نطق کے تو ظاہر ہے کہ اس میں احتمال صدق زلیخاؓ سے تعرض ہی نہیں لیکن اس فیصلہ کے اعتبار سے اس کا شاہد کہنا باوجودیکہ اس فیصلہ میں دونوں متنازعین کا صدق محتمل ہے بدیں وجہ ہے کہ آخر میں اس فیصلہ کا نفع حضرت یوسف علیہ السلام ہی کے حق میں ہوا پس گویا مقصود انکی ہی شہادت دینا ہے ہفتم اس عورت کا نام بعض نے راعیل کہا ہے اور مشہور زلیخاؓ ہے بفتح زاء وکسر لام یا بالضم زاء وفتح لام اور بعض نے کہا ہے کہ ایک نام ہے ایک لقب خواہ وہ یا یہ کذا فی روح المعانی اور اس کا شوہر عزیز کے لقب سے مشہور تھا جیسا آگے آتا ہے امرأۃ العزیز اور یہ سلطنت مصر کے مدار المہام کا لقب ہوتا تھا اور نام اس شخص کا قطفیر ہے علی الراجح کذا فی روح المعانی عن ابن عباسؓ واللہ اعلم :

## قصہ قاطعات ایدیا یوسف علیہ السلام وسجن او

وَقَالَ نِسْوَةٌ الی قولہ تعالیٰ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ اور چند عورتوں نے جو کہ شہر میں رہتی تھیں (یعنی شہر کی چند عورتوں نے) یہ بات کہی

### اللغات

شغاف فی القاموس کسحاب غلاف القلب او حجابہ او حبتہ او سویداء المکر المراد بہ الغیبۃ وسموا المقالۃ مجاز العلاقۃ الاختفاء المتکأ النمارق والوسائد التی یتکاء علیہا او المجلس **قولہ** حاش للہ اصلہ حاشا بالالف فحذف تخفیفا وہو حرف وضع للاستثناء والتنزیہ معا ثم نقل وجعل اسما للتنزیہ فقط واللام للبیان فہی متعلقۃ بمحذوف ویستعمل فی معنی التعجب **قولہ** اکبرنہ اعظمنہ ودہشن برؤیۃ جمالہ ۱۲

**النحو قولہ** شغفہا حبا الضمیر فی الفعل الی یوسف علیہ السلام وحبا تمیز منای شغفہا حبہ یعنی دخل فی شغاف قلبہا الذی یسمی الغلاف کما صرح بہ اہل التشریح انہ من اجزاء القلب الغشاء ۱۲

**البلاغۃ قولہ** السجن احب لم یقل والصغر لان الصغر من لوازم السجن علاوۃ فاغنی ذکر احدہما عن الآخر ۱۲

**رسم الخط قولہ** لیکونا یکتب فیہ النون بصورۃ الالف علی حکم الوقف لانہ عند الوقف یقرأ الفا کما فی الکافیۃ والنون المخففۃ المفتوح ماقبلہا تقلب الفا فی الوقف اعلی جوازا من حاشیۃ عبدالرحمن بن المحمود ۱۲

### ملحقات الترجمۃ

لہ **قولہ** فی المدینۃ جو کہ اشارۃ الی کون صفۃ للنسوۃ ۱۲ منہ از تصحیح مع حوالہ ہر دو ۱۲

## مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فلما رأینہ اکبرنہ وقطعن ایدیہن فی الروح عن ابن عطاء دہشن بغلبۃ مشاہدتہن المخلوق فکیف بمن یتجلی علیہ مشاہدۃ من الحق فینبغی ان لا ینکر علیہ ان تغیر وصدر عنہ ما صدر اھ

## ترجمہ

**قولہ تعالیٰ** فلما رأینہ اکبرنہ وقطعن ایدیہن روح میں ابن عطا سے منقول ہے کہ یہ تو مشاہدہ مخلوق کے غلبہ کا اثر ہے سو مشاہدہ حق کا کیا کچھ اثر ہو سکتا ہے تو اگر ایسے شخص سے کوئی امر خلاف ظاہر صادر ہو جاوے اس پر معترض ہو کر انکار نہ کرے ۱۲

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰی حِیْنٍ ع

پھر مختلف نشانیاں دیکھنے کے بعد ان لوگوں کو یہی مصلحت معلوم ہوئی کہ ان کو ایک وقت تک قید میں رکھیں۔

کہ عزیز کی بی بی اپنے غلام کو اس سے اپنا (ناجائز) مطلب حاصل کرنے کے واسطے پھسلاتی ہے (کیسی پست طبیعت ہے کہ غلام پر گرتی ہے) اس غلام کا عشق اس کے دل میں جگہ کر گیا ہے ہم تو اس کو صریح غلطی میں دیکھتے ہیں سو جب اس عورت نے ان عورتوں کی بدگوئی (کی خبر) سنی تو کسی کے ہاتھ ان کو بلا بھیجا (کہ تمہاری دعوت ہے) اور ان کے واسطے مسند تکیہ لگایا اور (جب وہ آئیں اور ان کے روبرو مختلف کھانے اور میوے حاضر کئے جن میں بعضی چیزیں چاقو سے تراش کر کھانے کی تھیں اور اس واسطے) ہر ایک کو ان میں سے ایک ایک چاقو (بھی) دے دیا جس کے لئے ظاہر میں تو ان چیزوں کا بہانہ تھا اور اصلی غرض وہ تھی جو آگے آتی ہے کہ جو اس باختہ ہو کر ان چاقوؤں سے اپنے ہاتھ زخمی کر لینگی اور یہ سب سامان درست کر کے یوسف علیہ السلام سے جو کسی دوسرے مکان میں تھے) کہا کہ ذرا ان کے سامنے تو آجاؤ (چنانچہ یوسف علیہ السلام یہ سمجھ کر کہ کوئی صحیح غرض ہوگی باہر آگئے) سو عورتوں نے جب ان کو دیکھا تو (ان کے جمال سے) حیران رہ گئیں اور (اس حیرت میں) اپنے ہاتھ کاٹ لئے (یعنی جس وقت یہ باہر آئے وہ عورتیں کوئی چیز مثل ترنج وغیرہ تراش رہی تھیں ان کو دیکھ کر ایسی بدحواسی چھائی کہ اس بے خبری میں وہ چاقو ہاتھ پر چل گیا جیسا اکثر دوسری طرف خیال بٹ جانے سے ایسا اتفاق ہو جاتا ہے) اور کہنے لگیں حاش للہ یہ شخص آدمی ہرگز نہیں یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے (مطلب یہ کہ ایسا حسن و جمال آدمی میں کب ہوتا ہے فرشتے البتہ ایسے نورانی ہوتے ہیں) وہ عورت بولی تو دیکھ لو وہ شخص یہی ہے جس کے بارے میں تم مجھ کو برا بھلا کہتی تھیں (کہ اپنے غلام کو چاہتی ہے) اور واقعی میں نے اس سے اپنا مطلب حاصل کرنے کی خواہش کی تھی مگر یہ پاک صاف رہا اور (پھر یوسف علیہ السلام کو دھمکانے اور سنانے کو کہا کہ) اگر آئندہ کو میرا کہنا نہ کرے گا (جیسا اب تک نہیں کیا) تو بیشک جیلخانہ بھیجا جاوے گا اور بے عزت بھی ہوگا (وہ سب عورتیں بھی یوسف علیہ السلام سے کہنے لگیں کہ تم کو اپنی محسنہ سے ایسی بے اعتنائی مناسب نہیں جو یہ کہے تم کو ماننا چاہئے) یوسف (علیہ السلام) نے (جو یہ باتیں سنیں اور دیکھا کہ یہ عورت تو بیڈھب پیچھے پڑی ہے اور سب اسی کی ہاں میں ہاں ملاتی ہیں تو حق تعالیٰ سے) دعاء کی کہ اے میرے رب جس (واہیات) کام کی طرف یہ عورتیں مجھ کو بلا رہی ہیں اس سے تو جیلخانہ میں جانا ہی مجھ کو زیادہ پسند ہے اگر آپ ان کے داؤ پیچ کو مجھ سے دفع نہ کرینگے تو ان کی (اس اصلاح) کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور نادانی کا کام کر بیٹھوں گا سو ان کی دعا ان کے رب نے قبول کی اور ان عورتوں کے داؤ پیچ کو ان سے دور رکھا بیشک وہ (دعاؤں کا) بڑا سننے والا (اور ان کے احوال کا) خوب جاننے والا ہے (پھر یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی) مختلف نشانیاں دیکھنے کے بعد (جن سے خود خواص کا پورا یقین ہو گیا مگر عوام میں سے چرچا قطع ہونے کی غرض سے) ان لوگوں کو (یعنی عزیز اور اس کے متعلقین کو) یہی مصلحت معلوم ہوئی کہ ان کو ایک وقت (خاص) تک قید میں رکھیں ؛: ف یوسف علیہ السلام کا یہ فرمانا وان لاتصرف الخ منافی عصمت کی نہیں کیونکہ یہ عصمت بھی تو بدولت حفاظت خداوندی ہی کے ہے چونکہ انبیاء علیہم السلام کی نظر اصل مؤثر کی طرف ہوتی ہے اس لئے ان کو اپنی عصمت پر اعتماد اور ناز نہیں ہوتا اور یوسف علیہ السلام کا یہ کہنا ان لاتصرف مقصود اس سے یہ ہے کہ اصرف عنی الخ اس لئے اس کے بعد فاستجاب فرمایا اور اس استجابت کا بیان خود قرآن میں ہے فصرف عنہ الخ اور سجن میں جانا جزو استجابت نہیں جیسا کہ مشہور ہے کہ قید کی دعا کی اس لئے قید میں گئے کیونکہ قید کی

---

النحو قولہ ثم بدا لھم فاعلہ الضمیر ای السجن قولہ لیسجننہ بتقدیر القول حال ای بدا لھم السجن قائلین لیسجننہ وا لی الحدث ای وقع لھم البداء ویکون الفاعل جملۃ لیسجننہ بتاویل المصدر کما فی قولہ اولم یھد لھم کم اھلکنا الخ ۱۲

## ملحقات الترجمۃ

۱؎ قولہ فی اخرج صحیح غرض اشارۃ الی دفع ایراد وھو ان ذوقتین لعلیہ السلام کلن عن نفس تکیف جاز لہ علیہ السلام وجاور دفع ظاہر من عدم اطلاعہ علیہ السلام علی ہذا الامر ۱۲

۲؎ قولہ دیکھا کہنے لگیں ہکذا فی التفاسیر بلا سند لکن علیہ قرائن فی القرآن من قولہ تعالیٰ یدعوننی وقولہ تعالیٰ کیدہن علیم وقولہ راودتہن باعتبار ان الاعانۃ علی الشیٔ فی حکم ذلک الشیٔ

۳؎ قولہ فی اصب صلاح اشارۃ الی تقدیر المضاف ای انصب اجابتہن بموانا نہا

۴؎ قولہ فی فصرف دور رکھا اشارۃ الی ان المراد استمرار الصرف لا حداثہ بعد ان لم یکن ۱۲

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ

اور یوسف کے ساتھ اور بھی دو غلام جیلخانہ میں داخل ہوئے انمیں سے ایک نے کہا کہ میں اپنے کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا میں اپنے کو اس طرح دیکھتا ہوں کہ اپنے سر پر

خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا

روٹیاں لئے جاتا ہوں اسمیں سے پرندے کھاتے ہیں ہمکو اس خواب کی تعبیر بتلائیے آپ ہم کو نیک آدمی معلوم ہوتے ہیں یوسفؑ نے فرمایا کہ جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے جو کہ تم کو کھانے کیلئے ملتا ہے میں

بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ؕ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝

اسکے آنے سے پہلے اس کی حقیقت تم کو بتلا دیا کرتا ہوں یہ بتلا دینا اس علم کی بدولت ہے جو مجھکو میرے رب نے تعلیم فرمایا ہے میں نے ان لوگوں کا مذہب چھوڑ رکھا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ لوگ آخرت

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ

اور میں نے اپنے باپ دادوں کا مذہب اختیار کر رکھا ہے ابراہیمؑ کا اور اسحٰقؑ کا اور یعقوبؑ کا ہم کو کسی طرح زیبا نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی شئے کو شریک قرار دیں یہ ہم پر اور لوگوں پر خدا تعالیٰ کا ایک فضل ہے

اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝

لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے اے قید خانہ کے رفیقو متفرق معبود اچھے یا ایک معبود برحق جو سب سے زبردست ہے وہ اچھا

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ

تم لوگ تو خدا کو چھوڑ کر صرف چند بے حقیقت ناموں کی عبادت کرتے ہو جنکو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ٹھیرا لیا ہے خدا تعالیٰ نے تو ان کو کوئی دلیل بھیجی نہیں حکم

اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ يٰصَاحِبَيِ

خدا ہی کا ہے اس نے یہ حکم دیا ہے کہ بجز اس کے اور کسی کی عبادت مت کرو یہی سیدھا طریقہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اے قید خانے کے

السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ الْاَمْرُ

رفیقو تم میں ایک تو اپنے آقا کو شراب پلایا کرے گا اور دوسرا سولی دیا جاوے گا اور اس کے سر کو پرندے کھا دیں گے جس بارے میں تم پوچھتے تھے

الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ۝ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ؗ

وہ اسی طرح مقدر ہو چکا تھا اور جس شخص پر رہائی کا گمان تھا اس سے یوسفؑ نے فرمایا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا بھی تذکرہ کرنا۔

درخواست تو نہیں کی صرف فعل قبیح کا سجن لئے قبیح ہونا بیان کیا ہے پس ثم بدالہم جملہ مستقلہ ہے استجابت کا متمم نہیں اور آیات سے مراد معجزہ کہ دلیل عقلی ہے اور قد قمیص کہ دلیل عادی ہے اور اقرار زلیخا راودتہ عن نفسہ فاستعصم کہ دلیل شرعی ہے جو موافق قول مشہور ع نہاں کے ماند آں رازے کز وسازند محفلہا عزیز تک پہنچ گیا تھا یا بالقول لبعض اولین کہ سب پر دال ہیں نزاہت یوسفؑ پر:

## قصہ یوسف علیہ السلام با ساقی و خباز شاہی در سجن

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۔ الی قولہ تعالیٰ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ۝ اور یوسف (علیہ السلام) کے ساتھ (یعنی اسی زمانہ میں) اور بھی دو غلام (بادشاہ کے) جیلخانہ میں داخل ہوئے (جن میں ایک ساقی تھا دوسرا نانبائی اور ان کے قید ہونے کا سبب یہ ہوا تھا کہ ان کی نسبت شبہ ہوا تھا کہ انہوں نے کھانے میں اور شراب میں زہر ملا کر بادشاہ کو دیا ہے سو مقدمہ زیر تحقیق تھا اور یہ دونوں حبس میں بھیجدیئے گئے تھے انہوں نے

النحو قولہ یصاحبی السجن قولہ ذکر دیہ فیہما الاضافۃ لادنی الملابسۃ وحقیقتہما یصاحبی فی السجن و ذکر یوسف عند ربہ ۱۲

الکلام والبلاغۃ قولہ ظن انہ ناج ان کان التعبیر عن اجتہاد دل علی ان الاجتہاد ظنی ولو من الانبیاء وان کان عن وحی فالمراد بہ تیقن تعبیرہ علی احد التفسیرین مسئلہ من ا الکلام وعلی الآخر مسئلۃ من البلاغۃ ملحقات الترجمۃ لے قولہ اسی زمانہ میں اشارۃ الی المعیۃ الزمانیۃ ویحتمل ان یکون المعیۃ فی مطلق دخول السجن ۱۲

## مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ قال لا یاتیکما طعام ترزقانہ الا نبأتکما بتاویلہ قبل ان یاتیکما۔ فی الروح ان وصف العالم نفسہ لیستفع بہ لا یعد من التزکیۃ المحظورۃ ملحظ رحمہ اللہ وھذا اھو ابا عث لبعضہم علی تحدیثہ کمالات نفسہ غیر خائف من ملامۃ الجاھل بانہ دعوے قولہ تعالیٰ وقال للذی ظن انہ ناج منہما اذکرنی عند ربک۔ فیہ ان الاستعانۃ بالعباد خصوصا من احسن الیہم فی کشف الشدائد مما لا باس بہ لانہ نوع من الاسباب المعتبرۃ ولا یکون ھذا خلاف التوکل ممن حصل لہ البقاء تورث الصفاء والمحبۃ والتحبب الاستعانۃ ترجمہ قولہ تعالیٰ قال لا یاتیکما طعام ترزقانہ الا نبأتکما بتاویلہ قبل ان یاتیکما الخ میں ہے کہ اگر کوئی عالم اپنے اوصاف اسلئے بیان کرے کہ لوگ اس سے نفع حاصل کریں تو جائز ہے اور یہ تزکیہ ممنوعہ میں داخل نہیں اور بعض بزرگوں نے جو اپنے کمالات ظاہر کئے ہیں اور اسکی پرواہ نہیں کی کہ لوگ انکو مدعی کہیں گے اسکا منشاء یہی ہے قولہ تعالیٰ وقال للذی ظن انہ ناج منہما اذکرنی عند ربک اس میں دلالت ہے کہ اگر ازالہ شدائد کیلئے کسی مخلوق سے استعانت کرے خصوص جس پر احسان کیا ہو کچھ حرج نہیں کیونکہ یہ اسباب مشروعہ میں سے ہے اور اسکو احسان کا عوض چاہنا نہ کہا جاوے گا احسان سے محبت پیدا ہو جاتی ہے اور محبت سے یہ

307 / 124



فَاَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ۞ ع ٥/١٥

پھر اس کو اپنے آقا سے تذکرہ کرنا شیطان نے بھلا دیا تو قید خانہ میں اور بھی چند سال ان کا رہنا ہوا

جو حضرت یوسف علیہ السلام میں بزرگی کے آثار پائے تو) ان میں سے ایک نے (حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا) کہ میں اپنے کو خواب میں (کیا) دیکھتا ہوں کہ (جیسے) شراب (بنانے کے لئے انگور کا شیرہ) نچوڑ رہا ہوں (اور بادشاہ کو وہ شراب پلا رہا ہوں) اور دوسرے نے کہا کہ میں اپنے کو اس طرح دیکھتا ہوں کہ (جیسے) اپنے سر پر روٹیاں لئے جاتا ہوں (اور) اس میں سے پرندے (نوچ نوچ کر) کھاتے ہیں ہم کو اس خواب کی (جو کہ ہم دونوں نے دیکھا ہے) تعبیر بتلائیے آپ ہم کو نیک آدمی معلوم ہوتے ہیں (حضرت) یوسف (علیہ السلام) نے (چاہا کہ جب یہ میرے معتقد ہیں تو ان کو دعوت ایمان اول کرنا چاہئے اس لئے اول اپنا نبی ہونا ایک معجزہ سے ثابت کرنے کیلئے) فرمایا کہ (دیکھو) جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے جو کہ تم کو کھانے کے لئے (جیلخانہ میں) ملتا ہے میں اس کے آنے سے پہلے اس کی حقیقت تم کو بتلا دیا کرتا ہوں (کہ فلانی چیز آوے گی اور ایسی ایسی ہوگی اور) یہ بتلا دینا اس علم کی بدولت ہے جو مجھ کو میرے رب نے تعلیم فرمایا ہے (یعنی مجھ کو وحی سے معلوم ہوجاتا ہے پس یہ معجزہ ہوا جو کہ دلیل نبوت ہے اور شاید تخصیص اس معجزہ کی اس مناسبت سے فرمائی ہو کہ جس واقعہ میں انہوں نے آپ سے رجوع کیا وہ واقعہ بھی طعام کا ہے تو یہ معجزہ اس وقت انکے حال کے مناسب زیادہ ہوا واللہ اعلم اب اثبات نبوت کے بعد آگے اثبات توحید ہے یعنی جب میرا کمال اور نبوت دلیل سے ثابت ہے سو جس طریق کو میں اختیار کروں اور اس کو صحیح بتلاؤں وہ حق ہوگا سو وہ میرا طریق یہ ہے کہ) میں نے ان لوگوں کا مذہب (پہلے ہی سے) چھوڑ رکھا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر ہیں اور میں نے اپنے ان (بزرگوار) باپ دادوں کا مذہب اختیار کر رکھا ہے ابراہیم کا اور اسحٰق کا اور یعقوب کا (علیہم السلام اور اس مذہب کا رکن اعظم یہ ہے کہ) ہم کو کسی طرح زیبا نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی شئے کو شریک (عبادت) قرار دیں (یعنی توحید اس مذہب کا رکن اعظم ہے اور) (عقیدہ توحید) ہم پر اور (دوسرے) لوگوں پر (بھی) خدا تعالیٰ کا ایک فضل ہے (کہ اس کی بدولت دنیا و آخرت کی فلاح ہے) لیکن اکثر لوگ (اس نعمت کا) شکر (ادا) نہیں کرتے (یعنی توحید کی قدر اور اس کو اختیار نہیں کرتے) اے قید خانہ کے رفیقو (ذرا سوچکر بتلاؤ کہ عبادت کے واسطے) متفرق معبود اچھے یا ایک معبود برحق جو سب سے زبردست ہے وہ اچھا جواب اس کا ظاہر ہے) تم لوگ تو خدا کو چھوڑ کر صرف چند بے حقیقت ناموں کی عبادت کرتے ہو (یعنی وہ مسمیات بمنزلہ اسماء محض کے ہیں) جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے (آپ ہی) ٹھیرا لیا ہے خدا تعالیٰ نے تو ان (کے معبود ہونے) کی کوئی دلیل (عقلی یا نقلی) بھیجی نہیں (اور) حکم (دینے کا اختیار صرف) خدا ہی کا ہے (اور) اس نے یہ حکم دیا ہے کہ بجز اس کے اور کسی کی عبادت مت کرو (پس اس حکم پر عمل کرنا چاہئے) یہی (توحید اور عبادت میں حق تعالیٰ کی تخصیص) سیدھا طریقہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (اور اس طریقہ کو اختیار نہیں کرتے ایمان کے ارکان کی تبلیغ کر کے اب اُن کے خواب کی تعبیر بتلاتے ہیں کہ) اے قید خانہ کے رفیقو تم میں ایک (جرم سے بری ہو کر) اپنے آقا کو (بدستور) شراب پلایا کرے گا اور دوسرا (مجرم قرار پاکر) سولی دیا جاوے اور اس کے سر کو پرندے (نوچ نوچ) کھاویں گے اور جس بارہ میں تم پوچھتے تھے وہ اسی طرح مقدر ہو چکا (اور یوں ہی ہوگا چنانچہ بعد تنقیح مقدمہ ایک بری ثابت ہوا دوسرا مجرم دونوں جیلخانہ سے بلائے گئے ایک رہائی کے لیے دوسرا سزا کے لئے) اور (جب یہ لوگ جیلخانہ سے جانے لگے تو) جس شخص پر رہائی کا گمان تھا اُس سے یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا بھی تذکرہ کرنا (کہ ایک شخص بےقصور قید ہے اس نے وعدہ کرلیا) پھر اس کو اپنے آقا سے (یوسف علیہ السلام کا) تذکرہ کرنا شیطان نے بھلا دیا تو (اس وجہ سے) قید خانہ میں اور بھی چند سال ان کا رہنا ہوا (چونکہ اسباب عادیہ کا استعمال

## ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی تاویل الاول خواب بتاویل الجنس او ما ذکر ١٢ ٢ قولہ فی تاویلہ الثانی حقیقت لان مرجع الشئ ومنتہاہ ہو حقیقتہ ١٢ ٣ قولہ فی ترکت چھوڑ رکھا ہے اشارۃ الی الترک اُرید بہ الامتناع وعبر بہ لاستجلابہا ای ترکہا الحادث ١٢ ٤ قولہ فی ارباب عبادت کے واسطے اشارۃ الی حذف المضاف ای عبادۃ ارباب ١٢ ٥ قولہ فی ذکر ربہ اپنے آقا سے اشارۃ الی کون الاضافۃ لا دنی الملابسۃ لان الرب لیس فاعلا للذکر ولا مفعولا ١٢

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَى سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعَ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ

اور بادشاہ نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ سات گائیں فربہ ہیں جن کو سات لاغر گائیں کھا گئیں اور سات بالیں سبز ہیں اور ان کے علاوہ سات اور ہیں جو خشک ہیں اے دربارو

أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِنْ كُنْتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ ○ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعَالِمِينَ ○

اگر تم تعبیر دے سکتے ہو تو میری اس خواب کے بارہ میں مجھ کو جواب دو وہ لوگ کہنے لگے کہ یوں ہی پریشان خیالات ہیں اور ہم لوگ خوابوں کی تعبیر کا علم بھی نہیں رکھتے

وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ ○ يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ

اور ان دو قیدیوں میں سے جو رہا ہو گیا تھا اس نے کہا اور مدت کے بعد اسکو خیال آیا میں اسکی تعبیر کی خبر لا کے دیتا ہوں آپ لوگ مجھکو ذرا جانیکی اجازت دیجئے اے یوسف اے صدق مجسم آپ ہم لوگوں کو اسکا جواب دیجئے کہ سات

بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعِ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ لَعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ○

گائیں موٹی ہیں ان کو سات دُبلی گائیں کھا گئیں اور سات بالیں ہری ہیں اور اسکے علاوہ خشک بھی ہیں تاکہ میں ان لوگوں کے پاس لوٹ کر جاؤں تاکہ ان کو بھی معلوم ہو جاوے

جائز ہے اس لئے اس امر میں یوسف علیہ السلام پر کوئی شبہ نہیں ہو سکتا اور یہ جو فرمایا فلبث الخ یہ بطور عتاب کے نہیں بلکہ نسیان پر محض مرتب کرنا اس امر کا مقصود ہے کہ وہ جو بھول گیا اس سے کوئی سامان ان کے نکلنے کا نہ ہوا خوب سمجھ لو اور بضع کا اطلاق عربی میں تین سے دس تک آتا ہے پس اس کے درمیان جتنے عدد ہیں ہر عدد کا آیت میں احتمال ہے ؛

## قصہ تعبیر یوسف علیہ السلام رؤیا ملک مصر

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَى سَبْعَ بَقَرَاتٍ (الی قولہ تعالیٰ) فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ ○ اور بادشاہ (مصر) نے (ایک خواب دیکھا اور ارکان دولت کو جمع کر کے اُن سے) کہا کہ میں (خواب میں کیا) دیکھتا ہوں کہ سات گائیں فربہ ہیں جن کو سات لاغر گائیں کھا گئیں اور سات بالیں سبز ہیں اور ان کے علاوہ سات اور ہیں جو کہ خشک ہیں (اور ان خشک بالوں نے اسی طرح ان سات سبز پر لپٹ کر ان کو خشک کر دیا) اے دربار والو اگر تم (خواب کی) تعبیر دے سکتے ہو تو میری اس خواب کے بارہ میں مجھ کو جواب دو وہ لوگ کہنے لگے کہ (اول تو یہ کوئی خواب

### اللغات

الافتاء الا بانۃ الجادۃ والتعبیر من العبور وہو المجاوزۃ وہی الانتقال من الصورۃ المشاہدۃ فی المنام الی ما ہی صورۃ ومثال لہا من الامور الآفاقیۃ والانفسیۃ الواقعۃ فی الخارج الاضغاث جمع ضغث وہو اقل من الحزمۃ واکثر من القبضۃ من اخلاط النبات الحلم عبارۃ عما یراہ النائم مطلقا لکن غلبت الرؤیا علی ما یراہ من الخیر والشئ الحسن وغلب الحلم علی خلافہ والحلم عند العرب یستعمل استعمال الرؤیا والتفریق من الاصطلاحات الشرعیۃ واضغاث الاحلام تخالیطہا من قبیل لجین الماء واضافۃ الصفۃ الی الموصوف ای الاحلام المختلطۃ وہی متحققۃ فی رؤیا واحدۃ بحسب انہا مترکبۃ من اشیاء کل منہا حلم فکانت احلاما وارید بہ الجنس من غیر نظر الی معنی الجمعیۃ الامۃ الطائفۃ من الزمان ١٢

البلاغۃ قولہ انی اری المصرح بکونہ فی المنام اکتفاء بقرائن المقام لان ذلک الشیء العجیب لا یجری عادۃ فی الیقظۃ ، ایضا للدلالۃ قولہ رؤیای علیہ قولہ سبع عجاف اورد بالوصف دون الاضافۃ علی معنی سبع بقرات عجاف کما قال الطیبی وہو ان الممیز او صف ثم رفع بالابہام والبطال من العدد او ذن بانہا مقصود ان فی الذکر بجلاف ما اذا میز ثم وصف بل الوصف دعی

لان الممیز انما استجلب للوصف ومن ثم ترک التمییز فی القرائن الثلث والمقام یقتضی ذلک لان المقصود بیان الابتلاء بالشدۃ بعد الرخاء وبیان الکمیۃ والکیفیۃ بالبقرات تابع علیہم ویعلم من ذلک وجہ العدول الی ما فی النظم الکریم عن ان یقال انی اری سبع بقرات عجاف یاکلن سبعا سمانا اخصر منہ کذا فی الروح وانما فہم کون ہذہ السبع بقرات وکذا کون الیابسات سنبلات وکونہا سبعا بقرینۃ المقام قولہ انا انبئکم لم یقل افتیکم للدلالۃ علی ان ہذا النبأ یکون بالتلقی من غیری لا من تلقاء نفسی ١٢ قولہ فارسلون لم یصرح باسم یوسف حرصا علی ان یکون ہو المرسل فانہ لو ذکرہ ظن بما ارسلوا غیرہ قولہ افتنا فی سبع ای فی رؤیا ذلک ولم یصرح لدلالۃ مضمون المحاورۃ علیہ حیث ان مثلہ لا یقع فی عالم الشہادۃ ولم یقل بینا تعلا لقول الملک افتونی ولم یقل افتنی اشعارا بان الرؤیا لیست لہ بل لغیرہ ممن لہ ملابسۃ بامور العامۃ وانہ فی ذلک سفیر قولہ لعلی ولعلہم مجاراۃ معہ علیہ السلام علی نہج الادب واحترازا عن المجازفۃ اذ لم یکن علی یقین من الرجوع ولا من علمہم بذلک فربما لم یعلموہ اما لعدم فہمہم او لعدم اعتمادہم ١٢

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ۝ ثُمَّ يَاْتِيْ

آپ نے فرمایا کہ تم سات سال متواتر غلہ بونا پھر جو فصل کاٹو اس کو بالوں میں رہنے دینا ہاں مگر تھوڑا سا جو تمہارے کھانے میں آوے پھر اسکے بعد سات

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ۝ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ

برس اور ایسے سخت آویں گے جو کہ اس ذخیرہ کو کھا جاویں گے جسکو تم نے ان برسوں کیواسطے جمع کر رکھا ہوگا ہاں مگر تھوڑا سا جو رکھ چھوڑو گے پھر اسکے بعد ایک برس ایسا آویگا

ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ۝

جس میں لوگوں کے لئے خوب بارش ہوگی اور اس میں شیرہ بھی نچوڑیں گے۔

نہیں جس سے آپ فکر میں پڑیں) یوں ہی پریشان خیالات ہیں اور (دوسرے) ہم لوگ (کہ امور سلطنت میں ماہر ہیں) خوابوں کی تعبیر کا علم بھی نہیں رکھتے (دو جواب اس لئے دیئے کہ اول جواب سے بادشاہ کے قلب سے پریشانی اور وسواس دور کرنا ہے اور دوسرے جواب سے اپنا عذر ظاہر کرنا ہے خلاصہ یہ کہ اول تو ایسی خواب قابل تعبیر نہیں دوسرے ہم اس فن سے واقف نہیں) اور ان (مذکورہ) دو قیدیوں میں سے جو رہا ہو گیا تھا (وہ مجلس میں حاضر تھا) اُس نے کہا اور مدت کے بعد اُس کو (یوسف علیہ السلام کی وصیت کا) خیال آیا میں اس کی تعبیر کی خبر لائے دیتا ہوں آپ لوگ مجھ کو ذرا جانے کی اجازت دیجئے (چنانچہ دربار سے اجازت ہوئی اور وہ قیدخانہ میں یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا اور جاکر کہا) اے یوسف اے صدق مجسّم آپ ہم لوگوں کو اس (خواب) کا جواب (یعنی تعبیر) دیجئے کہ سات گائیں موٹی ہیں اُن کو سات دبلی گائیں کھا گئیں اور سات بالیں ہری ہیں اور اُس کے علاوہ (سات) خشک بھی ہیں (کہ ان خشک کے لپٹنے سے وہ ہری بھی خشک ہوگئیں) آپ تعبیر بتلائیے تاکہ میں (جنہوں نے مجھ کو بھیجا ہے) ان لوگوں کے پاس لوٹ کر جاؤں (اور بیان کروں) تاکہ (اس کی تعبیر اور اس سے آپ کا حال) اُن کو معلوم ہو جاوے (تعبیر کے موافق عملدرآمد کریں اور آپ کی خلاصی کی کوئی صورت نکلے) آپ نے فرمایا کہ (ان سات فربہ گایوں اور سات سبز بالوں سے مراد پیداوار اور بارش کے سال ہیں پس) تم سات سال متواتر (خوب) غلہ بونا پھر جو فصل کاٹو اس کو بالوں ہی میں رہنے دینا (تاکہ گھن نہ لگ جاوے) ہاں مگر تھوڑا سا جو تمہارے کھانے میں آوے (وہ بالوں میں سے نکالا ہی جاوے گا) پھر اس (سات برس) کے بعد سات برس ایسے سخت (اور قحط کے) آویں گے جو کہ اُس (تمام تر) ذخیرہ کو کھا جاویں گے جس کو تم نے ان برسوں کے واسطے جمع کر رکھا ہوگا ہاں مگر تھوڑا سا جو (بیج کے واسطے) رکھ چھوڑو گے (وہ البتہ بچ جاوے گا اور ان خشک بالوں اور خشک گایوں سے اشارہ ان سات سال کی طرف ہے) پھر اُس (سات برس) کے بعد ایک برس ایسا آوے گا جس میں لوگوں کے لئے خوب بارش[ع] ہوگی اور اُس میں (بوجہ اس کے کہ انگور کثرت سے پھلیں گے) شیرہ بھی نچوڑیں گے (اور شراب بھی پیویں گے) **ف** ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اعیان سلطنت فنِ تعبیر سے ناواقف تھے اسی لئے بادشاہ کے کلام میں بھی شک پایا جاتا ہے اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ اور انہوں نے بھی نفی علم کی کی ہے مَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ اور ان کا یہ کہنا اضغاث احلام دلیل جاننے کی نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ تفصیلاً تو ہم علم تعبیر جانتے نہیں

**اللغات** الدأب بالحركة والسكون حركة لاسكون لها اى تعب ولما كان التعب فى الغالب من الفعل الدائم استعمل فى الاستمرار موقعه موقع الحال او المفعول المطلق اى تدابون دابا قوله يغاث من الغيث **البلاغة** قوله فما حصدتم الجملة معترضة بين جزئى التعبير اشتغالى واعلم ان التعبير ليس فى قوله تزرعون بل فى ما ترتب عليه الزرع واصل الكلام هكذا قال سياتى سبع خصاب تمطرون فيها وان زرعتم نبتت كثيرا هذا هو التعبير فلواجب عليكم ان تزرعوا فيها فالامر بالزرع ايضا ارشاد الى الاصلح وليس جزء التعبير فافهم قوله ياكلن فيه اسناد مجازى وفى الاول التفاعلى اى التطبيق بين معبره ومعبر قوله فيه يعصرون والمعترض لذكره مع جواز الاكتفاء عنه بذكر الغيث المستلزم له عادة كما اكتفى به عن ذكر تمرهم فى الجوع ... مالان المستلزم الغيث ليس كالمستلزم المحبوب او المذكور انه يتوقف اصلاحها على امور اخرى غير المطر ... مراعاة جانب المستغنى باعتبار حاله ... لتى هو حسن موقع تغليبه على الناس فى قرءة ...

عــه اس پر بعض معاندین اہل یورپ نے جاہلانہ اعتراض کیا ہے کہ مصر کی شادابی کا بارش سے کوئی واسطہ نہیں بلکہ تمام تر دریائے نیل کا فیض ہے اس کا جواب جو ایک فاضل عصر کی دوست نے دیا ہے ملخصاً نقل کیا جاتا ہے داول یغاث کا غیث سے ہونا ضروری نہیں مفردات القرآن میں غوث سے ہونا بھی صحیح لکھا ہے کما فی قولہ وان یستغیثوا یغاثوا بماء کالمہل اور معنی یہ ہونگے کہ لوگوں کی فریاد رسی ہوگی مصیبت سے نجات ملے گی گو اکثر سلف سے غیث ہی سے ہونا منقول ہے تو اعتراض قرآن پر نہ رہا دوسرے یغاث کیساتھ الناس ہے اہل مصر نہیں قحط مصر سے باہر بھی پڑا تھا چنانچہ برادران یوسف اس سلسلہ میں فلسطین سے آئے تھے اور ان اطراف میں بارش ہونا ابھی کافی ہے تیسرے یہ کہ یہ خود اہل یورپ ہی نے اپنے جغرافیوں میں اس عہد کو جس میں فراعنہ کی سلطنت تھی بارانی لکھا ہے گو بعضے حصے کم بارش والے اور بعضے بے بارش والے بھی ہیں اس میں کہنا ہوگا کہ جو تھے یہ کہ بارش نہ ہونیکا یا دونیکا منسوخ ہونا اور احیاناً بارش ہو جانا ان میں کوئی تنافی نہیں دیکھیں خود نیل کی طغیانی میں منبع میں بارش ہونیکا من وجہ دخیل ہونا منضبط نہیں



## مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ قال تزرعون الخ فی المبادرۃ الی التعبیر والارشاد من غیر ملامۃ علی تقصیرہ فیما امر بہ من قولہ اذکرنی عند ربک من الحلم ومکارم الاخلاق مالا یحاط بہ وھکذا ینبغی ان یکون شان الشیوخ لا یقصرون فی حقوق من قصر فی حقہم ۱۲

ع ۷ / ۱۲

## ترجمہ

قولہ تعالیٰ قال تزرعون الخ

یوسف علیہ السلام نے فوراً ہی اس کو ہر شاد فرمانا شروع کر دیا اور ملامت تک نہ کی کہ تو نے میری فرمائش ذکر عند ربک میں تقصیر کی اس سے غایت درجہ کا حلم و کرم معلوم ہوتا ہے اہل طریق کی بھی یہی شان ہونا چاہئے کہ ایسے شخص کے حقوق میں بھی کمی نہ کریں جو ان کے حق میں کمی کرے ۱۲

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۚ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ

اور بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کو میرے پاس لاؤ پھر جب ان کے پاس قاصد پہنچا آپ نے فرمایا کہ تو اپنی سرکار کے پاس لوٹ جا پھر اس سے دریافت کر کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنھوں نے اپنے ہاتھ

أَيْدِيَهُنَّ ۚ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ۝ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدتُّنَّ يُوسُفَ عَن نَّفْسِهِ ۚ قُلْنَ

کاٹ لئے تھے میرا رب ان عورتوں کے فریب کو خوب جانتا ہے کہا کہ تمہارا کیا واقعہ ہے جب تم نے یوسف سے اپنے مطلب کی خواہش کی عورتوں نے جواب دیا

حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِن سُوءٍ ۚ قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ الْآنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ أَنَا رَاوَدتُّهُ عَن

کہ حاش للہ ہم کو ان میں ذرا بھی تو برائی کی بات نہیں معلوم ہوئی عزیز کی بی بی کہنے لگی کہ اب تو حق بات ظاہر ہو ہی گئی ہیں نے ہی ان سے اپنے مطلب کی

نَّفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ۝ ذَٰلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ ۝

خواہش کی تھی اور بیشک وہی سچے ہیں یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تمام اہتمام محض اس وجہ سے تاکہ عزیز کو یقین کیساتھ معلوم ہو جاوے کہ میں نے اسکی عدم موجودگی میں اسکی آبروئی میں دست اندازی نہیں کی اور یہ کہ

مگر خوابوں کی جیسی شان ہوتی ہے اس سے اجمالاً اتنا کہہ سکتے ہیں کہ یہ خواب نہیں ہے محض خیال ہے تو اتنا علم اجمالی دلیل مہارت فن کی نہیں اور اس قول کا فائدہ وہی تھا جو متن میں مذکور ہے یعنی بیفکر کرنا بادشاہ کو اب یہ شبہہ بھی نہیں ہو سکتا کہ جب وہ تعبیر نہ جانتے تھے تو صرف یہ جملہ کہہ دینا کافی تھا اور ساقی کا یہ کہنا کہ انا انبئکم الخ اس سے بھی ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ تعبیر کے عالم نہ تھے ورنہ علما تعبیر کے فیصلہ کے بعد ارکان سلطنت کے روبر ایسی جرأت نہ ہوتی اس سے معلوم ہوا کہ وہ جانتے نہ تھے بلکہ خود بھی مشتاق و منتظر تھے اور ان اعیان سلطنت کا یہ جواب چونکہ تعبیر نہ تھا اس لئے اس خواب کی دوسری تعبیر جو یوسف علیہ السلام نے دی وہی واقع ہوئی ورنہ جیسا حدیث میں آیا ہے اول ہی تعبیر واقع ہو کرتی ہے بشرطیکہ وہ خواب باعتبار اصول تعبیر کے اس تعبیر کو محتمل ہو اور اگر قاعدہ کے موافق محتمل نہ ہو تو واقع ہونا ضرور نہیں پس جہاں کہیں دو تعبیروں میں سے دوسری واقع ہو اور پہلی نہ ہو معلوم کر لو کہ تعبیر اول موافق قاعدہ کے نہ تھی اور قواعد اس کے چونکہ بہت دقیق ہیں لہٰذا احاطہ ان کا کسی قدر دشوار ہے اور یہ جو فرمایا یاتی من بعد ذلک عام یہ غالباً اس سے سمجھا کہ جب بقرات عجاف اور سنبلات یابسات سے مراد سبع شداد ہیں تو لا محالہ ان سبع کے بعد شدۃ زیکی پس بارش وغیرہ ہوگی واللہ اعلم اور خواب میں بقرات اور سنبلات دونوں کا نظر آنا شاید اس لئے ہو کہ قحط کا اثر حیوانات اور نباتات ہی پر ہوتا ہے ::

## قصۂ ملاقات و مکالمت یوسف علیہ السّلام با ملک مصر

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۚ الی قولہ تعالیٰ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ غرض وہ شخص تعبیر لیکر دربار میں پہنچا اور (جاکر بیان کیا) بادشاہ نے (جو سنا تو آپ کے علم و فضل کا معتقد ہوا اور) حکم دیا کہ ان کو میرے پاس لاؤ (چنانچہ یہاں سے قاصد چلا) پھر جب ان کے پاس (وہ) قاصد پہنچا (اور پیغام دیا تو) آپ نے فرمایا کہ (میں جب تک میرا اس تہمت سے بری ہونا اور بیقصور قید ہونا ثابت نہ ہو جاوے گا نہ آؤں گا) تو اپنی سرکار کے پاس لوٹ جا پھر اس سے دریافت کر کہ (کچھ تم کو خبر ہے) ان عورتوں کا کیا حال ہے جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے (مطلب یہ کہ ان کو بلا کر میرا حال متعلق اس واقعہ کے جس میں مجھ کو قید کی گئی تفتیش کیا جاوے اور عورتوں کے حال سے مراد ان کا واقف یا ناواقف ہونا ہے حال یوسف علیہ السلام سے اور ان عورتوں کی تخصیص شاید اس لئے کی ہو کہ ان کے سامنے زلیخا نے اقرار کیا تھا ولقد راودتہ عن نفسہ فاستعصم) میرا رب ان عورتوں کے فریب کو خوب جانتا ہے (یعنی اللہ کو

| | |
|---|---|
| البلاغۃ قولہ فاسئلہ فی الدرج والمام لم یقل نا سئال ان یفتش عن ذلک حثا للملک علی الجد فی التفتیش لتبیین براءتہ وتتضح نزاہتہ فان السؤال عن شیٔ مما یہیج الانسان ویحرکہ للبحث لانہ یانف من الجہل ولو قال سلہ ان یفتش لکان تہیجا عن الفحص عن ذلک وفیہ | جراءۃ علیہ فربما امتنع منہ ولم یلتفت الیہ ا ھ قولہ ملخطبکن وقولہ ذلک لیعلم قولہ فلما کلمہ قبل ہذہ الجمل کلہا جمل مقدرۃ ففیہا ایجاز ۱۲ |

کرنا چاہیں تو اس بیان کی حکمت بھی ظاہر کر دینا بہتر ہے تاکہ ایہام سے محفوظ رہے ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فلما جاءہ الرسول قال ارجع الی ربک فاسئلہ ما بال النسوۃ التی قطعن ایدیہن قال ما قال نفیا للتہمۃ وہو اللائق بشان المقتدی بہ لیترتب النفع علی دعوتہ وما ورد فی الحدیث من قول نبینا صلی اللہ علیہ وسلم در بیان کمال حلمہ انما تمکانی غیر الحدیث ہما ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم فیکل الانبیاء علیہم السلام قولہ تعالیٰ ذلک لیعلم الی قولہ وما ابرئ نفسی یعنی ان الحکمۃ فی التبیین الحیا الواقع لا دعوی التزکیۃ و التنزیہ مطلقا عن کل سوء اوبدون توفیق من اللہ تعالیٰ وفیہ استحسان غرض التحدث بکمالات النفس تحاشیا عن الایہام ترجمہ۔ قولہ تعالیٰ فلما جاءہ الرسول قال ارجع الی ربک فاسئلہ ما بال النسوۃ التی قطعن ایدیہن یہ سلئے فرمایا کہ تہمت کا ازالہ ہو جاوے اور مقتدا کو یہی مناسب ہے تاکہ اسکی دعوت الی الحق پر نفع مرتب ہو اور حدیث میں جو آیا ہے اس میں حضور کی تواضع ہے اور بیان ہے یوسف علیہ السلام کے کمال حلم و استقلال کا جیسا بہت سی حدیثوں میں دوسرے حضرات انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے قولہ تعالیٰ ذلک لیعلم انی لم اخنہ بالغیب الی قولہ وما ابرئ نفسی مقصود یہ ہے کہ اس تحقیق میں حکمت واقع کا اظہار ہے نہ کہ علی الاطلاق اپنے بے نقص ہونے کا یا علی الاستقلال اپنے بدون توفیق حق کے نزاہت کا دعویٰ اور اس میں دلالت ہے کہ اگر اپنے کمالات کبھی بیان

مختصر نمبر ... گرفتار سلسلہ ... ان کا ... 

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَقَالَ الْمَلِكُ

اور میں اپنے نفس کو بری نہیں بتلاتا نفس تو بری ہی بات بتلاتا ہے بجز اس کے جس پر میرا رب رحم کرے بلاشبہ میرا رب بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے ۔ اور بادشاہ نے کہا

ائْتُوْنِیْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ ۝ قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ

کہ ان کو میرے پاس لاؤ میں ان کو خاص اپنے لئے رکھونگا ۔ پس جب بادشاہ نے ان سے باتیں کیں تو بادشاہ نے کہا کہ تم ہمارے نزدیک آج بڑے معزز اور معتبر ہو یوسف نے فرمایا کہ ملکی خزانوں پر مجھ کو

الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَیْثُ یَشَآءُ ؕ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا

مامور کردو ۔ میں حفاظت رکھونگا اور خوب واقف ہوں اور ہم نے ایسے طور پر یوسف کو ملک میں بااختیار بنا دیا کہ اس میں جہاں چاہیں رہیں سہیں ہم جس پر چاہیں اپنی عنایت متوجہ کردیں

مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝

اور ہم نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے ۔ اور آخرت کا اجر کہیں زیادہ بڑھ کر ہے ۔ ایمان اور تقویٰ والوں کیلئے

تو معلوم ہی ہے کہ زلیخا رض کا مجھ پر تہمت لگانا کید تھا مگر عندالناس بھی اس کی تنقیح ہو جانا مناسب ہے چنانچہ بادشاہ نے ان عورتوں کو حاضر کیا اور ان سے کہا کہ تمہارا کیا واقعہ ہے جب تم نے یوسف (علیہ السلام) سے اپنے مطلب کی خواہش کی (یعنی ایک نے خواہش کی اور بقیہ نے اس کی اعانت کی کہ اعانت فعل بھی مثل فعل کی ہے اس وقت تم کو کیا تحقیق ہوا شاید بادشاہ نے اس طور پر اس لئے پوچھا ہو کہ مجرم سن لے کہ بادشاہ کو وقوع مراودة کی اطلاع ہے تو تعیین کی بھی اطلاع ہوگی اور اس حالت میں انکار نہ چل سکے گا پس اس طرح اقرار کر لے) عورتوں نے جواب دیا کہ حاش للہ ہم کو ان میں ذرا بھی تو برائی کی بات نہیں معلوم ہوئی (وہ بالکل پاک صاف ہیں شاید زلیخا کا وہ اقرار اس لئے ظاہر نہ کیا ہو کہ مقصود زیادہ نزاہت یوسف علیہ السلام کا اثبات سمجھی ہوں اور وہ حاصل ہوگیا یا زلیخا رض کے روبرو ہونے سے حیا یا احتمال عداوت معلوم ہوا ہو) عزیز کی بی بی (جو کہ حاضر تھی) کہنے لگی کہ اب تو حق بات (سب پر) ظاہر ہو ہی گئی (اب اخفا بیکار ہے سچ یہی ہے کہ) میں نے ان سے اپنے مطلب کی خواہش کی تھی (نہ کہ انہوں نے جیسا میں نے اول کہہ دیا تھا ما جزاء الخ) اور بیشک (اس بات میں کہ ہی راودتنی الخ) وہی سچے ہیں اور غالباً ایسے امر کا اقرار کر لینا مجبوری ہی کی حالت میں زلیخا رض کو پیش آیا غرض تمام صورت مقدمہ اور اظہارات اور ثبوت نزاہت یوسف علیہ السلام کا ان کے پاس کہلا کر بھیجا اس وقت) یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تمام اہتمام (جو میں نے کیا) محض اس وجہ سے تاکہ عزیز کو (زائد) یقین کے ساتھ معلوم ہو جاوے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں اس کی آبرو میں دست اندازی نہیں کی اور یہ (بھی معلوم ہو جاوے) کہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے فریب کو چلنے نہیں دیتا (چنانچہ زلیخا رض نے عزیز کی حرمت میں خیانت کی تھی کہ دوسرے پر نگاہ کی خدا نے اس کی قلعی کھول دی بس میری غرض یہ تھی) اور (باقی) میں اپنے نفس کو (بالذات) بری (اور پاک) نہیں بتلاتا (کیونکہ) نفس تو ہر ایک کا بری ہی بات بتلاتا ہے بجز اس (نفس) کے جس پر میرا رب رحم کرے (اور اس میں امر بالسوء کا مادہ نہ رکھے جیسا انبیاء ع کے نفوس ہوتے ہیں مطمئنہ جن میں یوسف علیہ السلام کا نفس بھی داخل ہے خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ میری نزاہت و عصمت میرے نفس کا ذاتی کمال نہیں کہ تخلف محال ہو بلکہ رحمت و عنایت الٰہیہ کا اثر ہے اس لئے وہ امر بالسوء نہیں کرتا ورنہ جیسے اوروں کے نفوس ہیں ویسا ہی میرا ہوتا) بلاشبہ میرا رب بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے (یعنی اوپر جو نفس کی دو قسمیں معلوم ہوئیں امارہ و مطمئنہ سو امارہ اگر توبہ کر لے تو اس کی مغفرت فرمائی جاتی ہے اور مرتبہ توبہ میں وہ لوامہ کہلاتا ہے اور جو مطمئنہ ہے وہ کمال اس کا لازم ذات نہیں بلکہ عنایت و رحمت کا اثر ہے پس امارہ

### ملحقات الترجمة

لے قولہ فی لیعلم زائد ان نفس الیقین کان حاصلاً بالآیات کشہادة شاہد و غیرہا ۱۲

ے قولہ فی الا ما رحم بجز اس نفس کے کمار دی عن ابن عباس فی الخازن بان

معناہ من عصم ربی فہو کقولہ تعالیٰ ما طاب لکم من النساء ۱۲

سے قولہ فی توضیحہ جن میں یوسف علیہ السلام کا نفس بھی مصرح بہ فی المدارک ۱۲

---

## مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ قال اجعلنی علی خزائن الارض ۔ فیہ ان سوال المناصب والحکومة اذا کان منفعة للخلق و لم یکن فیہ مضرة لنفسہ من الاشتغال بغیر اللہ لا ینافی فی الکمال ۔

ترجمہ ۱ ع ۷

قولہ تعالیٰ قال اجعلنی علی خزائن الارض اس میں دلالت ہے کہ منصب و حکومت کی درخواست جبکہ اس میں مخلوق کا نفع ہو اور خود اپنے کو یہ ضرر نہ ہو کہ غیر اللہ میں مشغول ہو جاوے قادح فی الکمال نہیں ۱۲

ربط ۱۳: قال الملک ائتونی الخ

۳ وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ○ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ

اور یوسفؑ کے بھائی آئے پھر یوسفؑ کے پاس پہنچے سو یوسفؑ نے ان کو پہچان لیا اور انہوں نے یوسف کو نہیں پہچانا اور جب یوسفؑ نے ان کا سامان طیار کردیا تو فرمایا کہ

بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ

اپنے علاتی بھائی کو بھی لانا تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور میں سب سے زیادہ مہمان نوازی کرتا ہوں اور اگر اس کو تم میرے پاس نہ لائے

عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ○

تو نہ میرے پاس تمہارے نام کا غلہ ہوگا اور نہ تم میرے پاس آنا

کے لوامہ ہونے پر عفو کا ظہور ہوتا ہے اور مطمئنہ میں رحیم کا یہ تمام تر مضمون ہوا یوسف علیہ السلام کی تقریر کا باقی یہ امر کہ یہ صورت اثبات نزاہت کی بعد رہائی کے بھی تو ممکن تھی پھر رہائی پر اس کو مقدم کیوں رکھا اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ جتنا یقین اس ترتیب میں ہو سکتا ہے اس کے خلاف میں نہیں ہو سکتا کیونکہ دلائل کی دلالت تو مشترک ہے لیکن اس صورت مجوزہ میں یہ امر زائد ہے کہ بادشاہ اور عزیز سمجھ سکتے ہیں کہ جب بدوں تبریہ کے یہ رہا ہونا نہیں چاہتے حالانکہ ایسی حالت میں رہائی اغر مطلوب و اکرم مرغوب ہوتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اپنی نزاہت و براءت کا کامل یقین ہے اس لئے اس کے ثابت ہو جانے کا ان کو پورا اطمینان ہے بقول مشہور آنرا کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک ۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا کامل یقین بری ہی کو ہو سکتا ہے نہ کہ ملوث کو یہ ساری باتیں بادشاہ نے سنیں) اور (یہ سن کر اس) بادشاہ نے کہا کہ ان کو میرے پاس لاؤ میں ان کو خاص اپنے (کام کے) لئے رکھونگا (اور عزیز سے ان کو لے لوں گا کہ اس کے ماتحت نہ رہیں گے چنانچہ لوگ ان کو بادشاہ کے پاس لائے) پس جب بادشاہ نے ان سے باتیں کیں (اور باتوں سے اور زیادہ فضل و کمال آپ کا ظاہر ہوا) تو بادشاہ نے (ان سے) کہا کہ تم ہمارے نزدیک آج (سے) بڑے معزز اور معتبر ہو (بعد اس کے اس خواب کی تعبیر کا ذکر آیا اور بادشاہ نے کہا کہ اتنے بڑے قحط کا اہتمام بڑا بھاری کام ہے یہ انتظام کس کے سپرد کیا جاوے) یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا کہ ملکی خزانوں پر مجھ کو مامور کردو میں (ان کی) حفاظت (بھی) رکھوں گا اور (آمد و خرچ کے انتظام اور اس کے حساب کتاب کے طریقہ سے بھی) خوب واقف ہوں (چنانچہ بجائے اس کے کہ ان کو کوئی خاص منصب دیتا مثل اپنے پورے اختیارات ہر قسم کے دیدیئے گویا حقیقت میں بادشاہ ہی ہو گئے گو برائے نام وہ بادشاہ رہا اور یہ عزیز کے عہدہ سے مشہور ہوئے چنانچہ ارشاد ہے) اور ہم نے ایسے (عجیب) طور پر یوسف (علیہ السلام) کو ملک (مصر) میں بااختیار بنا دیا کہ اس میں جہاں چاہیں رہیں سہیں (جیسا کہ بادشاہوں کو آزادی ہوتی ہے یعنی یا تو وہ وقت تھا کہ کنوئیں میں محبوس تھے پھر عزیز کی ماتحتی میں مقید رہے پھر قید خانہ میں بند رہے اور یا آج یہ خود مختاری اور آزادی عنایت ہوئی بات یہ ہے کہ) ہم جس پر چاہیں اپنی عنایت متوجہ کردیں اور ہم نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے (یعنی دنیا میں بھی نیکی کا اجر ملتا ہے کہ حیوٰۃ طیبہ عطا فرماتے ہیں خواہ ضمن میں یسار کے جیسا یوسف علیہ السلام کے لئے تھا اور خواہ ضمن میں عسار کے کہ قناعت و رضا جس سے عیش لذیذ میسر ہوتا ہو عطا فرماتے ہیں یہ تو اجر دنیا میں ہوا) اور آخرت کا اجر کہیں زیادہ بڑھ کر ہے ایمان اور تقویٰ والوں کے لئے ف یوسف علیہ السلام کے اس اہتمام براءت سے معلوم ہوا کہ رفع تہمت میں سعی کرنا امر مطلوب ہے حدیثوں میں اس کا مطلوب ہونا وارد ہے منجملہ اس کے فوائد کے یہ بھی ہے کہ لوگ غیبت سے بچیں گے اپنا قلب بھی تشویش سے محفوظ رہیگا گو عزیز کو براءت پہلے سے معلوم تھی مگر استحکام یقین عزیز اور رفع بدنامی عند العوام مصلحت جدیدہ تھی اور یوسف علیہ السلام کے اس قول سے اجعلنی الخ معلوم ہوا کہ جب کسی کام کی لیاقت اپنے اندر منحصر دیکھے خود اس کی درخواست جائز ہے مگر مقصود نفع رسانی ہو نہ کہ نفس پروری اور اجر موعود فی الدنیا کی تفسیر جو حیوٰۃ طیبہ سے کی گئی یہ دوسری آیت میں منصوص ہے من عمل صالحا من ذکر او انثیٰ وھو مؤمن فلنحیینہ حیوٰۃ طیبۃ پس بعضوں کو دنیوی ثروت نہ ملنے سے کوئی اشکال لازم نہیں آتا اور در منثور میں منقول ہے کہ عزیز اسی زمانہ میں مرگیا اور زلیخا رضہ سے یوسف علیہ السلام کا نکاح ہو گیا واللّٰہ اعلم ۔

ظہور قحط و بار اول آمدن برادران یوسف علیہ السلام و باز گشتن وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ الٰی قولہ تعالٰی

مسائل السلوک
قولہ تعالٰی الا ترون انی اوف الکیل وانا خیر المنزلین ۔ فیہ ان اظہار حسن معاملتہ اذا کان فیہ مصلحۃ ولا یراد بہ المدح لا ینافی التواضع

ترجمہ۔ قولہ تعالٰی الا ترون انی اوف الکیل وانا خیر المنزلین اس میں دلالت ہے کہ اپنی خوش معاملگی کا اظہار اگر اس سے اپنی مدح مقصود نہ ہو بلکہ اس میں کوئی مصلحت ہو منافی تواضع نہیں ۱۲

ملحقات الترجمۃ لے قولہ قبل مکتا عزیز تحول تعالیٰ فیما بعد ایہا العزیز ۱۲

قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ○ وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا

وہ بولے ہم اس کے باپ سے اس کو مانگیں گے اور ہم اس کام کو ضرور کریں گے اور یوسف نے اپنے نوکروں سے کہہ دیا کہ ان کی جمع پونجی ان ہی کے اسباب میں رکھ دو تاکہ جب اپنے گھر جاویں تو اس کو پہچان لیں

إِذَا انقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ○ فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ أَبِيهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا

شاید پھر دوبارہ آویں غرض جب لوٹ کر اپنے باپ کے پاس پہنچے کہنے لگے اے ابا ہمارے لئے غلہ کی بندش کر دی گئی سو آپ ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے

أَخَانَا نَكْتَلْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ○ قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أَمِنتُكُمْ عَلَىٰ أَخِيهِ مِن قَبْلُ ۖ فَاللَّهُ

تاکہ ہم غلہ لا سکیں اور ہم ان کی پوری حفاظت رکھیں گے یعقوب نے فرمایا کہ بس اس کے بارہ میں بھی تمہارا ویسا ہی اعتبار کرتا ہوں جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی کے بارہ میں تمہارا اعتبار کر چکا ہوں سو اللہ

خَيْرٌ حَافِظًا ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ○ وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ ۖ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي ۖ

سب سے بڑھ کر نگہبان ہے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے اور جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا تو ان کو ان کی جمع پونجی ملی کہ ان ہی کو واپس کر دی گئی کہنے لگے کہ اے ابا اور ہم کو کیا چاہئے

هَٰذِهِ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا ۖ وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ ۖ ذَٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ ○ قَالَ لَنْ

یہ ہماری جمع پونجی بھی تو ہم ہی کو لوٹا دی گئی اور اپنے گھر والوں کے واسطے رسد لاویں گے اور اپنے بھائی کی خوب حفاظت رکھیں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ غلہ اور زیادہ لاویں گے یہ تھوڑا سا غلہ ہے یعقوب نے فرمایا

أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّىٰ تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا أَن يُحَاطَ بِكُمْ ۖ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ

کہ اس وقت تک ہرگز تمہارے ہمراہ نہ بھیجوں گا جب تک کہ اللہ کی قسم کھا کر مجھ کو پکا قول نہ دو گے کہ تم اس کو ضرور لے ہی آؤ گے ہاں اگر کہیں گھر ہی جاؤ تو مجبوری ہے سو جب وہ قسم کھا کر اپنے باپ کو قول دے چکے تو یعقوب نے فرمایا

عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ○ وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِن بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۖ وَمَا

کہ ہم لوگ جو کچھ بات چیت کر رہے ہیں یہ سب اللہ ہی کے حوالے ہے اور یعقوب نے فرمایا کہ اے میرے بیٹو سب کے سب ایک ہی دروازہ سے مت جانا بلکہ علیحدہ علیحدہ دروازوں سے جانا اور خدا کے حکم کو تم پر سے

أُغْنِي عَنكُم مِّنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ ۖ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ○ وَلَمَّا

نہیں ٹال سکتا حکم تو بس اللہ ہی کا ہے اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی پر اور بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ رکھنا چاہئے اور جب

دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُم مَّا كَانَ يُغْنِي عَنْهُم مِّنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ

جس طرح ان کے باپ نے کہا تھا اندر داخل ہوئے تو باپ کا ارمان پورا ہو گیا ان کے باپ کو ان سے خدا کا حکم ٹالنا مقصود نہ تھا لیکن یعقوب کے جی میں ایک ارمان تھا

قَضَاهَا ۚ وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ○

جس کو انہوں نے ظاہر کر دیا اور وہ بلاشبہ بڑے عالم تھے باینوجہ کہ ہم نے ان کو علم دیا تھا لیکن اکثر لوگ اس کا علم نہیں رکھتے

## مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ قال لن ارسلہ معکم حتی تؤتون موثقا من اللہ فیہ ان التدبیر لا ینافی کمال التوکل

## ترجمہ قولہ تعالیٰ قال لن

ارسلہ معکم حتی تؤتون موثقا اس میں دلالت ہے کہ تدبیر مأذون فیہ توکل کے منافی نہیں۔

وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ○ (غرض یوسف علیہ السلام نے با اختیار ہو کر غلہ کاشت کرانا اور جمع کرانا شروع کیا اور سات برس کے بعد قحط شروع ہوا ایسا تنگ کہ دور دور سے یہ خبر سن کر کہ مصر میں سلطنت کی طرف سے غلہ فروخت ہوتا ہے جوق جوق لوگ آنا شروع ہوئے) اور (کنعان میں قحط ہوا، یوسف (علیہ السلام) کے بھائی (بھی بجز بنیامین کے غلہ لینے مصر میں) آئے پھر یوسف (علیہ السلام) کے پاس

### اللغات

الرحل فی القاموس مرکب للبعیر ومسکنک وما یستصحب من الاثاث ۱۲ قولہ حاجۃ المراد بہ الشفقۃ جزء من مفہومہا الحقیقی ۱۲ قولہ قضاہا اظہرہا ۱۲ النحو قولہ موثقا من اللہ صفۃ موثقا وہو مصدر میمی بمعنی المفعول والمراد الحلف باللہ تعالیٰ وانما جعل الحلف بہ سبحانہ موثقا منہ لانہ مما تؤکد العہود وتشدد وقد اذن اللہ تعالیٰ بذلک فہو اذن منہ تعالیٰ شانہ کذا فی الروح

قولہ الا حاجۃ استثناء منقطع بمعنی لکن ۱۲ البلاغۃ قولہ منع منا الکیل ای حکم بعد الیوم بمنعہ بذلک عما ذکر مجاز للمبالغۃ کان المنع قد وقع وہذا علی روایۃ انہ علیہ السلام اعطی لاخیہ وسقا وقیل ان الفعل علی حقیقتہ بناءً علی روایۃ انہ لم یعط وسقا واللہ اعلم ۱۲ رسم الخط قولہ اذ نکتل اسقاط الیاء لعدم التلفظ بہا لالتقاء الساکنین ۱۲

پہنچے سو یوسف (علیہ السّلام) نے (تو) اُن کو پہچان لیا اور انہوں نے یوسف (علیہ السلام) کو نہیں پہچانا (کیونکہ ان میں تغیر کم ہوا تھا نیز یوسف علیہ السّلام
کو ان کے آنے کا خیال او قوی احتمال بھی تھا پھر نو وارد سے پوچھ بھی لیتے ہیں اور شناسا لوگوں کو تھوڑے سے تغیر سے اکثر پہچان بھی لیتے ہیں بخلاف یوسف
علیہ السّلام کے کہ ان میں چونکہ مفارقت کے وقت بہت کم عمر تھے تغیر بھی زیادہ ہوگیا تھا اور اُن کو یوسف علیہ السّلام کے ہونیکا احتمال بھی نہ تھا پھر حکام
سے کوئی پوچھ بھی نہیں سکتا کہ آپ کون ہیں یوسف علیہ السّلام کا معمول تھا کہ ہر شخص کے ہاتھ غلہ صرف بقدر حاجت فروخت کرتے تھے چنانچہ اُنکو بھی حسب فی آدمی ایک ایک اونٹ
غلہ داموں کے عوض ملنے لگا تو انہوں نے کہا کہ ہمارا ایک علاتی بھائی اور ہے اُسکو باپ نے اسوجہ سے کہ ان کا ایک بیٹا گم ہوگیا تھا اپنی تسلی کے لئے رکھ لیا ہے اُس
کے حصہ کا بھی ایک اونٹ غلہ زیادہ مول دیدیا جاوے یوسف علیہ السّلام نے فرمایا کہ یہ قانون کے خلاف ہے اگر اس کا حصہ لینا ہے وہ خود آکر لیجاوے غرض
ان کے حصہ کا غلہ ان کو دلوا دیا) اور جب یوسف (علیہ السّلام) نے ان کا سامان (غلہ کا) تیار کر دیا تو (چلتے وقت) فرمادیا کہ (اگر یہ غلہ خرچ کرکے اب کے آنیکا
ارادہ کرو تو) اپنے علاتی بھائی کو بھی (ساتھ) لانا تاکہ اس کا حصہ بھی دیا جاسکے) تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور میں سب سے زیادہ مہمان
نوازی کرتا ہوں (پس اگر وہ تمہارا وہ بھائی آویگا اُس کو بھی پورا حصہ دونگا اور اس کی خوب خاطر داشت کرونگا جیسا تم نے اپنے ساتھ دیکھا غرض
آنے میں تو نفع ہی نفع ہے) اور اگر تم (دوبارہ آئے اور) اس کو میرے پاس نہ لائے تو (میں سمجھوں گا کہ تم مجھ کو دھوکہ دیکر غلہ زیادہ لینا چاہتے تھے
تو اس کی سزا میں) نہ میرے پاس تمہارے نام کا غلہ ہوگا اور نہ تم میرے پاس آنا (پس اس کے نہ لانے میں یہ نقصان ہوگا کہ تمہارے حصہ کا غلہ بھی
سوخت ہوجاوے گا) وہ بولے (دیکھئے) ہم (اپنی حد امکان تک تو) اس کے باپ سے اُس کو مانگیں گے اور ہم اس کام کو (یعنی کوشش ورد خواست
ضرور) کرینگے (آگے باپ کے اختیار میں ہے) اور (جب وہاں سے بالکل چلنے لگے تو) یوسف (علیہ السّلام) نے اپنے نوکروں سے کہدیا کہ ان کی جمع
پونجی (جس کے عوض انہوں نے غلہ مول لیا ہے) ان (ہی) کے اسباب میں (چھپا کر) رکھ دو تاکہ جب اپنے گھر جاویں تو اس کو (جب وہ اسباب میں سے
نکلے) پہچانیں شاید (یہ احسان وکرم دیکھ کر) پھر دوبارہ آویں (چونکہ یوسف علیہ السّلام کو ان کا دوبارہ آنا اور ان کے بھائی کا لانا منظور تھا اس لئے
کئی طرح سے ان کی تدبیر کی اول وعدہ کیا کہ اگر اُس کو لاؤ گے تو اس کا بھی حصہ ملے گا دوسرے وعید سنادی کہ اگر نہ لاؤ گے تو اپنا حصہ نہ پاؤ گے
تیسرے دام جو کہ نقد کے علاوہ کوئی اور چیز تھی واپس کر دیئے دو خیال سے ایک یہ کہ اس سے احسان وکرم پر استدلال کرکے پھر آوینگے دوسرے
اس لئے کہ شاید ان کے پاس اور دام نہ ہوں اور اس لئے پھر نہ آسکیں اور جب یہ دام ہوں گے ان ہی کو لے کر پھر آسکتے ہیں) غرض جب لوٹ
کر اپنے باپ (یعقوب علیہ السّلام) کے پاس پہنچے کہنے لگے اے ابا (ہماری بڑی خاطر ہوئی اور غلہ بھی ملا مگر بنیامین کا حصہ نہیں ملا بلکہ بدوں بنیامین
کے ساتھ لے جائے ہوئے آئندہ بھی) ہمارے لئے (مطلقاً) غلہ کی بندش کر دی گئی سو (اس صورت میں ضروری ہے کہ) آپ ہمارے بھائی (بنیامین)
کو ہمارے ساتھ بھیجدیجئے تاکہ (دوبارہ غلہ لانے سے جو امر مانع ہے وہ مرتفع ہوجاوے اور) ہم (پھر) غلہ لاسکیں اور (اگر ان کے بھیجنے سے آپ کو
کوئی اندیشہ مانع ہے تو اُس کے متعلق یہ عرض ہے کہ) ہم ان کی پوری حفاظت رکھیں گے یعقوب (علیہ السّلام) نے فرمایا کہ بس (رہنے دو) میں
اس کے بارہ میں بھی تمہارا ویسا ہی اعتبار کرتا ہوں جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی (یوسف ع) کے بارہ میں تمہارا اعتبار کرچکا ہوں (یعنی دل تو میرا
گواہی دیتا نہیں مگر تم کہتے ہو کہ بدوں اُس کے گئے ہوئے آئندہ غلہ نہ ملے گا اور وہ عادةً موقوف علیہ ہے قوام بدن وحیات جسمانی کا جس کی
تحصیل فرض ہے) سو (خیر اگر لے ہی جاؤ گے تو) اللہ (کی سپرد وہی) سب سے بڑھ کر نگہبان ہے (میری نگہبانی سے کیا ہوتا ہے) اور وہ سب
مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے (میری محبت اور شفقت سے کیا ہوتا ہے) اور (اس گفتگو کے بعد) جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا
تو (اس میں) ان کی جمع پونجی (بھی) ملی کہ ان ہی کو واپس کر دی گئی کہنے لگے کہ اے ابا (لیجئے) اور ہم کو کیا چاہئے کہ ہماری جمع پونجی بھی تو ہم

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ تبں لما جہزہم فی آدمی ایک ول علیہ قولہ نزداد کیل بعیر ۱۲

ٹہ قولہ فی لفا علون کوشش الخ کذا فی البیضاوی اے لفاعلون الاجتہاد ولا الانیان بالا خ ۱۲

ہی کو لوٹا دی گئی (ایسا کریم بادشاہ ہے اور اس سے زیادہ کس عنایت کا انتظار کریں یہ عنایت بس ہے اس کا مقتضا بھی یہی ہے کہ ایسے کریم بادشاہ کے پاس پھر جاویں اور وہ موقوف ہے بھائی کے ساتھ لے جانے پر اس لئے اجازت ہی دیجئے ان کو ساتھ لیجاویں گے) اور اپنے گھر والوں کے واسطے (اور) رسد لاویں گے اور اپنے بھائی کی خوب حفاظت رکھیں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ غلہ اور زیادہ لاویں گے (کیونکہ جس قدر اس وقت لائے ہیں) یہ تو تھوڑا سا غلہ ہے (جلدی ختم ہوجاویگا پھر اور ضرورت ہوگی اور اس کا ملنا موقوف ہے ان کے لیجانے پر)

یعقوب (علیہ السّلام) نے فرمایا کہ (خیر اس حالت میں بھیجنے سے انکار نہیں لیکن) اس وقت تک ہرگز اس کو تمہارے ہمراہ نہ بھیجوں گا جب تک کہ اللہ کی قسم کھاکر مجھ کو پکا قول نہ دوگے کہ تم اس کو ضرور ہی لے آؤ گے ہاں اگر کہیں گھر ہی جاؤ تو مجبوری ہے (چنانچہ سب نے اس پر قسم کھائی) سو جب وہ قسم کھاکر اپنے باپ کو قول دے چکے تو انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ جو کچھ بات چیت کر رہے ہیں یہ سب اللہ کے حوالے (یعنی وہی ہمارے قول و قرار کا گواہ ہے کہ سن رہا ہے اور وہی اس قول کو پورا کرسکتا ہے پس اس کہنے سے دو غرض ہوئیں اول ان کو اپنے قول کے خیال رکھنے کی ترغیب اور تنبیہ کہ اللہ کو حاضر ناظر سمجھنے سے یہ بات ہوتی ہے اور دوسرے اس تدبیر کا منتہی تقدیر کو قرار دینا کہ توکل کا حاصل ہے اس کے بعد بنیامین کو ہمراہ جانے کی اجازت دیدی غرض دوبارہ مصر کے سفر کو مع بنیامین سب تیار ہوئے)

اور (چلتے وقت) یعقوب (علیہ السّلام) نے (ان سے) فرمایا کہ اے میرے بیٹو (جب مصر میں پہنچو تو) سب کے سب ایک ہی دروازہ سے مت جانا بلکہ علیحدہ علیحدہ دروازوں سے جانا اور (یہ محض تدبیر ظاہری ہے بعض مکروہات مثل نظر بد وغیرہ سے بچنے کی باقی) خدا کے حکم کو تم پر سے نہیں ٹال سکتا حکم تو بس اللہ ہی کا (چلتا) ہے (باوجود اس تدبیر ظاہری کے دل سے) اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی پر اور بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ رکھنا چاہئے (یعنی تم بھی اسی پر بھروسہ رکھنا تدبیر پر نظر مت کرنا غرض سب رخصت ہوکر چلے) اور جب (مصر پہنچکر) جسطرح ان کے باپ نے کہا تھا (اسی طرح شہر کے) اندر داخل ہوئے تو باپ کا ارمان پورا ہوگیا (باقی) ان کے باپ کو ان سے (یہ تدبیر بتلاکر) خدا کا حکم ٹالنا مقصود نہ تھا (تاکہ ان پر کسی قسم کا اعتراض یا اس تدبیر کے نافع ہونے سے ان پر شبہ لازم آوے چنانچہ خود انہوں نے ہی فرما دیا تھا ما اغنی عنکم الخ)

لیکن یعقوب (علیہ السّلام) کے جی میں (درجہ تدبیر میں) ایک ارمان (آیا) تھا جس کو انہوں نے ظاہر کردیا اور وہ بلاشبہ بڑے عالم تھے بایں وجہ کہ ہم نے ان کو علم دیا تھا (وہ علم کے خلاف تدبیر کو اعتقاداً مؤثر حقیقی کب سمجھ سکتے تھے صرف ان کے اس قول کی وجہ وہی عملاً ایک تدبیر کا ارتکاب تھا جو کہ مشروع و محمود ہے) لیکن اکثر لوگ اس کا علم نہیں رکھتے (بلکہ جہل سے تدبیر کو مؤثر حقیقی اعتقاد کر لیتے ہیں ف بعض کتب میں لکھا ہے کہ اول بار میں یوسف علیہ السّلام نے بنیامین کا حصّہ دیدیا تھا مگر آگے کیلئے روک دیا تھا کہ بدوں بنیامین کے غلہ لینے مت آنا ورنہ بالکل نہ ملے گا واللہ اعلم ایک سوال اس مقام پر یہ پیدا ہوتا ہے کہ یوسف علیہ السّلام نے جسطرح اپنے بھائی کے بلانے کی تدبیر کی یعقوب علیہ السّلام کا اہتمام کیوں نہ فرمایا خواہ اپنے حال کی صاف اطلاع کرکے خواہ کسی تدبیر سے اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کو وحی سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ ابھی ملاقات مقدر نہیں ہے یا کوئی اور مصلحت خفی ہو ایک سوال یہ ہے کہ یعقوب علیہ السّلام بھی مشاہیر میں سے تھے اور یوسف علیہ السّلام بھی پھر خبر کیسے مخفی رہی روح المعانی میں ختم قصہ پر یہ جواب دیا ہے کہ یہ امر غلبہ قدر سے منجملہ خوارق عادات ہے ایک سوال یہ ہے کہ یعقوب علیہ السّلام جب ان بیٹوں کا تجربہ کرچکے تھے تو حضرت بنیامین کو خطرہ میں ڈالنا کب جائز تھا اس کا جواب توضیح ترجمہ ہل آمنکم الخ سے ظاہر ہے کہ نہ بھیجنے میں ضرر متیقن تھا اور بھیجنے میں ضرر متوہم تھا جس کا تدارک بھی قسم وغیرہ سے ہوگیا تھا پس بھیجنا جائز بلکہ ضروری ہوا ایک سوال یہ ہے کہ پہلی بار جو یہ غلہ لینے گئے تھے اس وقت یہ وصیت کیوں نہیں فرمائی گئی لاتدخلوا من باب واحد الخ اس کے دو جواب دیئے گئے ہیں ایک یہ کہ اس وقت مصر والے ان کو پہچانتے نہ تھے کسی نے التفات بھی نہ کیا تھا اور ایکبار جانے سے جو یوسف علیہ السّلام نے ان کے ساتھ عنایت کا خاص برتاؤ کیا تو ان پر نظریں پڑنے لگیں اور تھے سب وجیہ و شکیل اس لئے نظر بد کا حسد کا بہت سی چیزوں کا ان پر احتمال ہوا دوسرے یہ کہ زیادہ مقصود بنیامین کی حفاظت تھی اور پہلی بار وہ ساتھ نہ تھے ایک سوال یہ ہے کہ ظاہر قرآن کے الفاظ ما کان یغنی الخ

ملحقات الترجمہ: ۱؎ قولہ فی کیل بعیر غلہ اشارۃ الی ان الکیل بمعنی المکیل ۱۲ ۲؎ قولہ فی جواب کما دخلوا باپ کا ارمان اشارۃ الی حذف الجواب دل علیہ قضاہا ۱۲

## مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ کذٰلک کدنا لیوسف فیہ استیناس بکون افعال الکامل مظہر الافعال الحق تعالیٰ کما ھو ظاہر ۱۲

## ترجمہ

قولہ تعالیٰ کذٰلک کدنا لیوسف اس عنوان میں اشارہ ہے اس طرف کہ کامل کے افعال افعال حق کے مظاہر ہیں ۱۲

وَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى يُوسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّىْۤ اَنَا اَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ

اور جب یہ لوگ یوسف کے پاس پہنچے انہوں نے اپنے بھائی کو اپنے ساتھ ملا لیا کہا کہ میں تیرا بھائی ہوں سو یہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں اس کا رنج مت کرنا پھر جب یوسف نے ان کا سامان تیار کر دیا

جَعَلَ السِّقَايَةَ فِىْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ۝ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ۝

تو پانی پینے کا برتن اپنے بھائی کے اسباب میں رکھ دیا پھر ایک پکارنے والے نے پکار کر کہا کہ اے قافلہ والو تم ضرور چور ہو وہ ان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ تمہاری کیا چیز گم ہو گئی ہے

قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ۝ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِى

انہوں نے کہا کہ ہم کو بادشاہی پیمانہ نہیں ملتا اور جو شخص اس کو حاضر کرے اس کو یکبار شتر غلہ ملے گا اور میں اس کا ذمہ دار ہوں یہ لوگ کہنے لگے کہ بخدا تم کو خوب معلوم ہے کہ ہم لوگ ملک میں

الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ۝ قَالُوْا فَمَا جَزَاۤؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ۝ قَالُوْا جَزَاۤؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِىْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَاۤؤُهٗ ط

فساد پھیلانے نہیں آئے اور ہم لوگ چوری کرنے والے نہیں ان لوگوں نے کہا اچھا اگر تم جھوٹے نکلے تو اس کی کیا سزا انہوں نے جواب دیا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ وہ جس شخص کے اسباب میں ملے پس وہی شخص اپنی سزا

كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاۤءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَاۤءِ اَخِيْهِ ط كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ط

ہم لوگ ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں پھر یوسف نے اپنے بھائی کے تھیلے سے قبل تلاشی کی ابتداء اول دوسرے بھائیوں کے تھیلوں سے کی پھر اس کو اپنے بھائی کے تھیلے سے برآمد کیا ہم نے یوسف کی خاطر سے اس طرح تدبیر

مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِىْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَاۤءَ اللّٰهُ ط نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۤءُ وَفَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ۝

یوسف اپنے بھائی کو اس بادشاہ کے قانون کی رو سے نہیں لے سکتے تھے مگر یہ ہے کہ اللہ ہی کو منظور تھا ہم جس کو چاہتے ہیں خاص درجوں تک بڑھا دیتے ہیں اور تمام علم والوں سے بڑھ کر ایک بڑا علم والا ہے

سے معلوم ہوتا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کی تدبیر نافع نہیں ہوئی حالانکہ بالیقین حسد و نظر بد وغیرہ جن کو اجتماع و تفرق فی الدخول سے تعلق ہے یہ امور واقع نہیں ہوئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تدبیر نافع ہوئی اور یہ صورت تعارض کی ہے جواب یہ ہے کہ نافع نہونے کا مطلب یہ ہے کہ اصل مقصود یعقوب علیہ السلام کا یہ تھا کہ ان پر کوئی حادثہ واقع نہ ہو کچھ تخصیص حسد وغیرہ کی نہ تھی لیکن ان کے ذہن میں وہ امور آئے جو واقع ہونے والے نہ تھے اور ان ہی کی تدبیر بتلا دی اور جو امور مقدر تھے وہ ذہن میں بھی نہ آئے اور واقع ہوئے پس تدبیر کا نافع نہ ہونا باعتبار اصل مقصود کے صحیح ہوا اور آیت قَالَ يٰبَنِىَّ لَا تَدْخُلُوْا الخ کا مقصود مدلول بعبارۃ النص احقر کے ذوق میں غالباً خود اس قول کا نقل کرنا یا ایسی تدبیرات کی ترغیب دینا نہیں ہے بلکہ اس حکایت مشہورہ پر ظاہراً جو شبہ ہوتا تھا کہ یہ تدبیر خلاف شان نبوت ہے اس کا جواب دینا مقصود ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ خلاف شان جب ہوتا جب اس کو مؤثر حقیقی سمجھتے اور توکل کے ساتھ تدبیر کرنا منافی شان نہیں ہے البتہ اگر نظر بد کوئی چیز نہ ہوتی تب بھی شبہ باقی رہتا لیکن دلیل نقلی و تجربہ سے اس کا مؤثر ہونا خود ثابت ہے اس لئے شبہ کی اصلا گنجائش نہ رہی۔

### بار دوم آمدن برادران یوسف علیہ السلام

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ (الیٰ قولہ تعالیٰ) اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ۝ اور جب یہ لوگ (یعنی برادران یوسف ؑ) یوسف (علیہ السلام) کے

### اللغات

**قولہ** السقایۃ ما یشرب بہ الصواع صاع الوعاء والظرف الذی یحفظ فیہ الشیء وعندی ہو اخص من الرحل فیضع حبلا فی الرحل جعلا فی الوعاء منہ وسبب التفتیش فی الوعاء لا فی الرحل بعضہ لا یصلح لان یکتم المتاع فیہ وانما الذی یکتم فیہ ہو الوعاء من الرحل والدین الطاعۃ کذا فی القاموس ۱۲

**النحو قولہ** ما کنا عطف علی ما جئنا، ومع لقد علمتم فعلا لاول بکون المعلوم سران وعلی الثانی امر واحد **قولہ** جزاءہ مبتدأ وجملۃ من وجد الخ خبرہ **قولہ** استخرجہا ای السقایۃ او الصواع لانہ ممایذکر ویونث **قولہ** الا ان یشاء الخ استثناء منقطع ای لکن اخذہ بمشیۃ اللہ واذنہ فی دین غیر الملک ۱۲

**البلاغۃ قولہ** تاللہ لقد علمتم اثر فی الردع للسرق فان السرقۃ من اعظم انواع الفساد او لنفسد فیہا ای فساد کان فضلا عما نسبتمونا الیہ من السرقۃ ونفی بالمجئ للا فساد وان لم یکن مستلزما لما ہو مقتضی المقام من نفی الافساد مطلقاً لکنہم جعلوا المجئ الذی یترتب علیہ ذلک ولیہ طریق الاتفاق مجیئا لغرض الافساد مفعولا لا جلہ ادعاء واظہار الکمال قبحہ عندہم وتربیۃ الاستحالۃ صدورہ عنہم فکانہم قالوا ان صدر عنا فساد کان مجیئنا لذلک مریدین بہ تقبیح حالہ واظہار کمال نزاہتہم عنہ والحلف فی الحقیقۃ علی الامر الذی فی حیز العلم لا علی علم المخاطبین بذلک الا انہم ذکروہ للاستشہاد وتاکید الکلام اھ

**قولہ** کدنا لیوسف ای صنعنا ودبرنا ففیہ مجاز لغوی واللام للنفع لا کاللام فی قولہ فیکیدوا لک کیدا فانہا للضرر علی ما ہو الاستعمال الشائع ۱۲

قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا

کہنے لگے کہ اگر اس نے چوری کی تو اس کا ایک بھائی بھی اس کے پہلے چوری کر چکا ہے پس یوسف نے اس بات کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور اسکو انکے سامنے ظاہر نہیں کیا یعنی یوں کہا کہ اس درجہ میں تم تو اور بھی زیادہ بُرے ہو

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ

اور جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اس کا اللہ ہی کو خوب علم ہے کہنے لگے اے عزیز اس کے ایک بہت بوڑھا باپ ہے سو آپ اس کی جگہ ہم میں سے ایک کو رکھ لیجئے ہم آپ کو

مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ۝ ع ۹ ۳

نیک مزاج دیکھتے ہیں یوسف نے کہا ایسی بات سے خدا بچاوے کہ جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی ہے اس کے سوا دوسرے شخص کو پکڑ کر رکھ لیں اس حالت میں تو ہم بڑے بے انصاف سمجھے جاویں گے

پاس پہنچے (اور بنیامین کو پیش کر کے کہا کہ ہم آپ کے حکم کے موافق ان کو لائے ہیں) انہوں نے اپنے بھائی کو اپنے ساتھ ملا لیا (اور تنہائی میں ان سے کہدیا کہ میں تیرا بھائی (یوسف) ہوں سو یہ لوگ جو کچھ (بدسلوکی) کرتے رہے ہیں اس کا رنج مت کرنا (کیونکہ اب تو اللہ تعالیٰ نے ہم کو ملا دیا اب سب غم بھلا دینا چاہئے یوسف علیہ السلام کے ساتھ بدسلوکی تو ظاہر اور مشہور ہے رہ بنیامین کے ساتھ سو یا تو ان کو بھی کچھ تکلیف دی ہو در نہ یوسف علیہ السلام کی جدائی کیا ان کے حق میں کچھ کم تکلیف ہے پھر دونوں بھائیوں نے مشورہ کیا کہ کوئی ایسی صورت ہو کہ بنیامین یوسف علیہ السلام کے پاس رہیں کیونکہ ویسے رہنے میں تو اور بھائیوں کا بوجہ عہد و سوگند کے اصرار ہوگا ناحق کا جھگڑا ہوگا اور پھر اگر وجہ بھی ظاہر ہوگئی تو راز کھلا اور اگر مخفی رہی تو یعقوب علیہ السلام کا رنج بڑھے گا کہ بلا سبب کیوں رکھے گئے یا کیوں رہے یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تدبیر تو ہے مگر ذرا تمہاری بدنامی ہے بنیامین نے کہا کہ کچھ پرواہ نہیں غرض ان میں یہ امر قرار پا گیا اور ادھر سب کو غلہ دیکر رخصت کا سامان درست کیا گیا) پھر جب یوسف (علیہ السلام) نے ان کا سامان (غلہ اور روانگی کا) تیار کر دیا تو (خود یا کسی معتمد کی معرفت) پانی پینے کا برتن (کہ وہی پیمانہ غلہ دینے کا بھی تھا) اپنے بھائی کے اسباب میں رکھدیا پھر (جب یہ لاد پھاند کر چلے تو یوسف علیہ السلام کے حکم سے پیچھے سے) ایک پکارنے والے نے پکارا کہ اے قافلہ والو تم ضرور چور ہو وہ ان (تلاش کرنے والوں) کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ تمہاری کیا چیز گم ہوگئی ہے (جس کی چوری کا ہم پر شبہ ہوا) انہوں نے کہا کہ ہم کو بادشاہی پیمانہ نہیں ملتا (وہ غائب ہے) اور جو شخص اس کو (لاکر) حاضر کرے اس کو ایک بار شتر غلہ (بطور انعام کے خزانہ سے ملیگا) اور میں اس (کے دلانے) کا ذمہ دار ہوں (غالباً یہ ندا اور یہ وعدہ انعام بحکم یوسف علیہ السلام ہوگا) اور یا یہ مطلب ہو کہ اگر خود چور بھی مال دیدے تو عفو کے بعد انعام بھی پائے گا) یہ لوگ کہنے لگے کہ بخدا تم کو خوب معلوم ہے کہ ہم ملک میں فساد پھیلانے (جس میں چوری بھی داخل ہے) نہیں آئے اور ہم لوگ چوری کرنے والے نہیں (یعنی یہ ہمارا شیوہ نہیں ہے) ان (ڈھونڈنے والے لوگوں) نے کہا اچھا اگر تم جھوٹے نکلے (اور تم میں سے کسی پر سرقہ ثابت ہوگیا) تو اس (چور) کی کیا سزا انہوں نے (موافق شریعت یعقوب علیہ السلام کے) جواب دیا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ وہ جس شخص کے اسباب میں ملے پس وہی شخص اپنی سزا (یعنی چوری کے عوض میں خود اس کی ذات کو صاحب مال اپنا غلام بنالے) ہم لوگ ظالموں (یعنی چوروں) کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں (یعنی ہماری شریعت میں یہی مسئلہ اور عمل ہے غرض یہ امر باہم ٹھہرنے کے بعد اسباب اتروایا گیا) پھر (تلاشی کے وقت) یوسف (علیہ السلام) نے (خود یا کسی معتمد کی معرفت) اپنے بھائی کے (اسباب کے) تھیلے سے قبل تلاشی کی ابتداء اول دوسرے بھائیوں کے (اسباب کے) تھیلوں سے کی پھر (اخیر میں) اس (برتن) کو اپنے بھائی کے (اسباب کے) تھیلے سے برآمد کر لیا

النحو قوله فاسرها مفسر وقال انتم فالضمير الى المقالة المدلول عليها بالمقام هذا على قول الزجاج وتايد بآثار رواها الطبري عن قتادة رح وابن عباس رض وتعقبه ابو علي بما ذكره في الكبير وتحمل على قوله وجوه عديدة اقربها ان في الكلام تقديمًا وتاخيرًا واصل الكلام قال انتم شر مكانا واسرها يوسف في نفسه ونكتة التقديم ان محط الفائدة حكاية الاسرار اشارة الى تحمله عليه الصلوة والسلام حيث لم يجبهم على العلانية وهذا زيدت جملة ولم يبدها لهم

قوله معاذ الله اي نعوذ بالله عوذا من ان ناخذ الخ ۱۲ البلاغة قوله شيخا كبيرا هو محط الفائدة ولا تكونه ذا اب معلوم مما سبق ۱۲ الملحقات الترجمة لے قوله في جعل خود یا معتمد فالاسناد حقيقي او مجازي وانت في يوالظاهر من حيث كونه ملكا والا ول هوالظاهر من حيث ان المقام مقام الاخفاء حتى من الخاصة ۱۲

لے قوله في فعاجن امره چور اشارة الى ان الضمير للسارق المدلول عليه بقرينة المقام ۱۲

ہم نے یوسف (علیہ السلام) کی خاطر سے اس طرح (بنیامین کے رکھنے کی) تدبیر فرمائی (وجہ اس تدبیر کی یہ ہوئی کہ) یوسف اپنے بھائی کو اس بادشاہ (مصر) کے قانون کی رو سے نہیں لے سکتے تھے (کیونکہ اس کے قانون میں کچھ تادیب وجرمانہ تھا روی الثانی الطبری عن معمر والاول فی روح المعانی) مگر یہ ہے کہ اللہ ہی کو منظور تھا (اس لئے یوسف علیہ السلام کے دل میں یہ تدبیر آئی اور ان لوگوں کے منہ سے یہ فتویٰ نکلا اور اس مجموعہ سے تدبیر راست آگئی اور چونکہ یہ حقیقتاً استرقاق نہ تھا بلکہ بنیامین کی خوشی سے صورت استرقاق کی تھی اس لئے استرقاق حر کا شبہ لازم نہیں آیا اور گو یوسف علیہ السلام بڑے عالم عاقل تھے مگر پھر بھی ہمارے القاء تدبیر کے محتاج تھے وجہ یہ کہ کسی کا علم ذاتی اور محیط نہیں ہے بلکہ) ہم جس کو چاہتے ہیں (علم میں) خاص[1] درجوں تک بڑھا دیتے ہیں (پس سب کا علم مستفاد بھی ہوا اور محدود بدرجات متناہیہ بھی ہوا) اور تمام علم والوں سے بڑھ کر ایک بڑا علم والا ہے (یعنی[2] اللہ تعالیٰ کہ اس کا علم ذاتی بھی ہے اس میں یہ بھی فوقیت ہے اور محیط بالکل بھی ہے یہ بھی فوقیت ہے پس جب علم مخلوق ناقص ٹھیرا اور علم خالق کامل لا محالہ مخلوق اپنے علم وتدبیر میں محتاج ہوگا تعلیم والقاء خالق کا اس لئے کد نا ورالاان یشاء اللہ کہا گیا حاصل یہ کہ جب ان کے اسباب سے وہ برتن برآمد ہوا اور بنیامین روک لئے گئے تو سب بڑے شرمندہ ہوئے اور) کہنے لگے کہ (صاحب) اگر اس نے چوری کی تو تعجب نہیں کیونکہ اس کا ایک بھائی (تھا وہ) بھی (اسی طرح) اس کے پہلے چوری کر چکا ہے (جس کا قصہ در منثور میں اس طرح لکھا ہے کہ یوسف علیہ السلام کو ان کی پھوپھی پرورش کرتی تھیں جب ہوشیار ہوئے تو یعقوب علیہ السلام نے لینا چاہا وہ چاہتی بہت تھیں انہوں نے ان کا رکھنا چاہا اس لئے انہوں نے ان کی کمر میں ایک پٹکا کپڑوں کے اندر باندھ کر مشہور کر دیا کہ پٹکا گم ہوگیا اور سب کی تلاشی لی تو ان کی کمر میں نکلا اور اس شریعت کے قانون کے موافق ان کو پھوپھی کے قبضہ میں رہنا پڑا یہاں تک کہ ان پھوپھی نے وفات پائی پھر یعقوب علیہ السلام کے پاس آگئے تھے اور ممکن ہے کہ یہ صورت استرقاق کی بھی یوسف علیہ السلام کی رضامندی سے ہوئی ہو اس لئے یہاں بھی استرقاق تو لازم نہیں ہر چند کہ قرائن واخلاق یوسفیہ میں ذرا تامل کرنے سے آپ کی برأت اس فعل سے یقیناً معلوم تھی مگر بنیامین پر جو بھائیوں کو غصہ تھا اس میں یہ بات بھی کہہ دی) پس یوسف (علیہ السلام) نے اس بات کو (جو آگے آتی ہے) اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور اس کو ان کے سامنے (زبان سے) ظاہر نہیں کیا یعنی (دل میں) یوں کہا کہ اس (چوری کے) درجہ میں تم تو اور بھی زیادہ برے ہو (یعنی ہم دونوں بھائیوں سے تو حقیقت سرقہ کی صادر نہیں ہوئی اور تم نے تو اتنا بڑا کام کیا کہ کوئی مال غائب کرنا ہے تم نے آدمی غائب کر دیا کہ مجھ کو باپ سے بچھڑا دیا اور ظاہر ہے کہ آدمی کی چوری مال کی چوری سے زشت تر ہے) اور جو کچھ تم (ہم دونوں بھائیوں کے متعلق) بیان کر رہے ہو (کہ ہم سارق ہیں) اس (کی حقیقت) کا اللہ ہی کو خوب علم ہے (کہ ہم چور نہیں ہیں جب بھائیوں نے دیکھا کہ انہوں نے بنیامین کو ماخوذ کر لیا اور اس پر قابض ہو گئے تو براہ خوشامد) کہنے لگے اے عزیز اس (بنیامین) کے ایک بہت بوڑھا باپ ہے (اور وہ اس کو بہت چاہتا ہے اس کے غم میں خدا جانے کیا حال ہو اور ہم سے اس قدر محبت نہیں) سو آپ (ایسا کیجئے کہ) اس کی جگہ ہم میں سے ایک کو رکھ لیجئے (اور اپنا مملوک بنا لیجئے) ہم آپ کو نیک مزاج دیکھتے ہیں (امید ہے کہ اس درخواست کو منظور فرمائینگے) یوسف (علیہ السلام) نے کہا ایسی (بے انصافی کی) بات سے خدا بچا دے کہ جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی ہے اس کے سوا دوسرے شخص کو پکڑ کے رکھ لیں (اگر ہم ایسا کریں) تو (اس حالت میں تو ہم) بڑے بے انصاف سمجھے جاوینگے (کیونکہ استرقاق حقیقتہً جس کو مرفوق استرقاق سمجھے بلا استحقاق رضامندی سے بھی حرام ہے)

ف: یہاں چند امور قابل تحقیق ہیں امر اول ظاہر یہ ہے کہ انکم لسارقون کی ندا باذن یوسف علیہ السلام ہوئی تو اس کی صدق کی کیا توجیہ ہے احقر کے نزدیک یہ تو ریہ ہے مراد وہ سرقہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کو یعقوب علیہ السلام سے غائب کر دیا جو کہ اتم شرکا تاکا

## ملحقات الترجمة

[1] قوله فی درجات خاص ای متناهية بقرينة التنكير بخلاف رفيع الدرجات لكون اللام للعموم والاستغراق والبيضاً يليل المقام على تناهيها ههنا ولاتناهيها ثمه لان ذاتي المخلوق وذلك في الكون

[2] قوله فی علیم الله تعالیٰ وهذا من ابدع التفسير وهو مروی عن الحسن كما فی الروح المعانی اه

اخرج عبدالرزاق وجماعة عن سعيد بن جبير قال كنا عند ابن عباس رض فحدث بحديث فقال بئسما قلت الله العليم وهو فوق كل عالم اه قتيبه ونشكره

[3] قوله فاسرها يوسف في نفسه الخ الى اشارة الاان الشرية باعتبار ساترالسارقين لا باعتبار المتكلم لان المتكلم لا شرفيه مطلق فافهم اه

فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا ۖ قَالَ كَبِيرُهُمْ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ أَبَاكُمْ قَدْ أَخَذَ عَلَيْكُم مَّوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ وَمِن قَبْلُ

پھر جب ان کو یوسف سے تو بالکل امید نہ رہی تو علیحدہ ہو کر باہم مشورہ کرنے لگے ان سب میں جو بڑا تھا اس نے کہا کیا تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ تم سے خدا کی قسم کھلا کر پکا قول لے چکے ہیں اور اس سے پہلے

مَا فَرَّطتُمْ فِي يُوسُفَ ۖ فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّىٰ يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي ۖ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝ ارْجِعُوا

یوسف کے بارہ میں کس قدر کوتاہی کر ہی چکے ہو سو میں تو اس زمین سے ٹلتا نہیں تاوقتیکہ میرے باپ مجھ کو اجازت نہ دیں یا اللہ تعالیٰ اس مشکل کو سلجھا دے اور وہی خوب سلجھانے والا ہے تم واپس

إِلَىٰ أَبِيكُمْ فَقُولُوا يَا أَبَانَا إِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حَافِظِينَ ۝ وَاسْأَلِ

اپنے باپ کے پاس جاؤ اور کہو کہ اے ابا آپ کے صاحبزادے نے چوری کی اور ہم تو وہی بیان کرتے ہیں جو ہم کو معلوم ہوا ہے اور ہم غیب کی باتوں کے تو حافظ تھے نہیں اور اس بستی والوں سے

الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَالْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۝ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ

پوچھ لیجئے جہاں ہم موجود تھے اور اس قافلہ والوں سے پوچھ لیجئے جن میں ہم شامل ہو کر آئے ہیں اور یقین جانئے ہم بالکل سچ کہتے ہیں یعقوب فرمانے لگے بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنا لی ہے سو صبر ہی کروں گا جس میں شکایت کا نام نہ ہوگا

عَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ وَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفَىٰ عَلَىٰ يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ

اللہ سے امید ہے کہ ان سب کو مجھ تک پہنچا دے گا وہ خوب واقف ہے بڑی حکمت والا ہے اور ان سے دوسری طرف رخ کر لیا اور کہنے لگے ہائے یوسف افسوس اور غم سے ان کی آنکھیں

عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ۝ قَالُوا تَاللَّهِ تَفْتَأُ تَذْكُرُ يُوسُفَ حَتَّىٰ تَكُونَ حَرَضًا أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ ۝

سفید پڑ گئیں اور وہ گھٹا کرتے تھے بیٹے کہنے لگے بخدا تم سدا کے سدا یوسف کی یادگاری میں لگے رہو گے یہاں تک کہ گھل گھل کر دم بلب ہو جاؤ گے یا یہ کہ بالکل مر ہی جاؤ گے۔

مفہوم ہے اور سامعین بمعنی قریب یعنی سرقہ سقایہ کا سمجھے اور توریہ یہی ہے امر دوم اس مناد ی کیساتھ تفتیش کیلئے اور لوگ بھی ہوں گے جیسا اقبلوا علیہم سے معلوم ہوتا ہے اور شاہی امور میں یہی عادت بھی ہے کہ ایک کام پر کئی کئی شخص معین و مجلین ہوتے ہیں امر سوم وہ سقایہ پانی پینے کا خاص ممتاز برتن تھا اس کو غلہ ناپنے کیلئے تجویز کیا تھا جس کی وجہ شاید یہ ہو کہ لینے والوں کا اعزاز و اکرام ظاہر ہو سائلین کے مثل ذلیل نہ سمجھے جاویں نیز غلہ تھوڑا تھوڑا بقدر ضرورت دیا جاتا تھا اس لئے چھوٹا برتن تجویز کیا چونکہ اس سے بادشاہی کام ہوتا تھا اس لئے اس کا لقب صواع الملک ہو گیا تھا یہ ضرور نہیں کہ خاص بادشاہ کے پینے کا ہو اور نہ یہ ضرور ہے کہ ملک سے مراد یوسف علیہ السلام ہوں اور صواع اور صاع سے بھی یہی مراد ہے امر چہارم من وجد فی رحلہ فہو جزاءہ میں صرف وجدان کو موجب سزا قرار دیا حالانکہ اس میں یہ بھی احتمال تھا کہ کسی اور نے رکھ دیا ہو تو جیہ اس کی یہ ہے کہ جب متہم یہ احتمال پیش نہ کرے تو ظاہرا سرقہ کو اس نے تسلیم کر لیا اس لئے جزا مرتب کی گئی امر پنجم درمنثور میں مجاہد رض سے منقول ہے کہ مصر کا بادشاہ مسلمان ہو گیا تھا لیکن ماکان لیاخذ الخ سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں ورنہ اسلام کے بعد اپنا قانون غیر شرعی کیوں جاری رکھتا البتہ اگر یہ کہا جاوے کہ عام رعایا سے مغلوب رہا ہو اس لئے قانون شرعی جاری نہ کر سکا ہو تو ممکن ہے امر ششم جب یوسف علیہ السلام اپنا شرعی قانون جاری کرنیکے مختار نہ تھے تو عہدہ حکومت کیوں لیا جواب یہ ہے کہ قانون شرعی جاری نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ غیر شرعی جاری کیا کرتے ہوں اور محل اعتراض یہ دوسرا امر ہو سکتا تھا دوسرے جہاں شرع کا حد ہو اور قانوناً تعزیر ہو اور حد کا اختیار نہ ہو تو تعزیر کے عدم سے اس کا وجود غنیمت ہے اس کو غیر مختار کیلئے حکم بغیر الشرع نہ کہیں گے امر ہفتم یوسف علیہ السلام کو عزیز باعتبار لقب عہدہ کے کہا گو اختیارات شاہی رکھتے ہوں۔

## بازگشتن برادران یوسف علیہ السلام از سفر دوم

فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا مِنْهُ سے لے کر قولہ تعالیٰ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ ۝ پھر جب ان کو یوسف علیہ السلام سے تو انکے صاف

**اللغات قولہ** خلصوا انفردوا عن غیرہم واعتزلوا الناس **قولہ** نجیا ای متناجین ووحدہ لانہ مصدر فی الاصل **قولہ** فلن ابرح تامۃ بمعنی لم اذہب وضمنت ہہنا معنی فارق فنصبت الارض علی المفعولیۃ ولا یجوز ان تکون ناقصۃ **قولہ** کظیم مملوء من الغیظ علی الاولاد ومن الحزن علی یوسف **حرضا** المریض المشفی علی الہلاک وقیل من اذابہ ہم او مرض وحبلۃ وہو ذلا یجمع ویوفی الاصل مصدر **النحو قولہ** قبل الجار والمجرور متعلق بقولہ تعالیٰ فرطتم وما فرطتم والجملۃ حالیۃ **قولہ** تفتؤا ای لا تفتؤا فحذف حرف النفی لان القسم اذا لم یکن معہ علامۃ الاثبات کان علی النفی وعلامۃ الاثبات ہی اللام ونون التاکید فاذا لم یذکرا دل علی انہ منفی کذا فی الروح **البلاغۃ قولہ** حتی تکون حرضا او تکون الخ فیہ الترتیب لو توعی والا کان الظاہر عکسہ **ملحقات الترجمۃ** قولہ فی منہ یوسف ای عن یوسف الضمیر فی نجیا مع انہا فیہ ظاہر قولا وحکم الکثرۃ وعلامۃ الکبیر المقدم را جیا علامۃ مجلسہ ۱۲

## مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وتولی عنہم وقال یا اسفی علی یوسف الآیۃ ولا یرد ان ہذا مناف لمنصب النبوۃ اذ تقتضی ذلک معرفۃ اللہ تعالیٰ ومن عرفہ سبحانہ لحبہ ومن احبہ لم یتفرغ قلبہ لحب ماسواہ لما قیل ان ہذہ محبۃ طبعیۃ ولا تابی الاجتماع مع حبہ تعالیٰ وقال الامام ان مثل ہذہ المحبۃ الشدیدۃ تزیل عن القلب الخواطر ویکون صاحبہا کثیر الرجوع الیہ تعالیٰ کثیر الدعاء والتضرع فیصیر ذلک سببا لکمال الاستغراق قلت والکاملون لا یشغلہم ہذا الحب عن اللہ تعالیٰ ورضاہ بل یعینہم فی ذلک کما یعبر عنہ قولہ علیہ السلام انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ واعلم من اللہ ما لا تعلمون

**ترجمہ - قولہ تعالیٰ** وتولی عنہم وقال یا اسفی علی یوسف یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ یہ منصب نبوت کے خلاف ہے کیونکہ معرفت کاملہ اسکے لوازم سے ہے اور اسکے لوازم سے محبت کاملہ ہے اور اسکے ساتھ غیر کی گنجائش کہاں جواب یہ ہے کہ یہ محبت طبعیہ ہے اور یہ حب حق کیساتھ جمع ہو سکتی ہے اور کاملین میں یہ محبت انکو حق تعالیٰ کی رضا سے غافل نہیں کرتی بلکہ اس میں معین ہوتی ہے جیسا یعقوب علیہ السلام کا یہ قول اس پر دال ہے انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ

37 124



قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ

یعقوب نے فرمایا کہ میں تو اپنے رنج و غم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں اور اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے — اے میرے بیٹو جاؤ، اور یوسف اور ان کے بھائی کی تلاش کرو

يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْــَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْــَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

اور اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو — بیشک اللہ کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں ؛

جواب کے سبب) بالکل امید نہ رہی (کہ بنیامین کو دینگے) تو (اس جگہ سے) علیحدہ ہوکر باہم مشورہ کرنے لگے (کہ کیا کرنا چاہئے بعض) کی یہ رائے ہوئی کہ مجبوری ہے سب کو واپس چلنا چاہئے مگر) ان سب میں جو بڑا تھا اس نے کہا کہ (تم جو سب کے سب واپس چلنے کی صلاح کر رہے ہو تو) کیا تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ تم سے خدا کی قسم کھلا کر پکا قول لے چکے ہیں (کہ تم ان کو اپنے ہمراہ لانا لیکن اگر گھر جاؤ تو مجبوری ہے سو ہم سب کے سب تو گھر نہیں کہ تدبیر کی گنجائش نہ رہتی اس لئے حتی الامکان کچھ تدبیر کرنا چاہئے) اور اس سے پہلے یوسف کے بارہ میں کسی قدر کوتاہی کر ہی چکے ہو (کہ ان کے ساتھ جو برتاؤ ہوا اس سے باپ کے حقوق بالکل ضائع ہوئے سو وہ پرانی ہی شرمندگی کیا کم ہے جو ایک نئی شرمندگی لیکر جاویں) سو میں تو اس زمین سے ٹلتا نہیں تا وقتیکہ میرے باپ مجھ کو (حاضری کی) اجازت نہ دیں یا اللہ تعالیٰ اس مشکل کو سلجھا وے اور وہی خوب سلجھانیوالا ہے (یعنی کسی تدبیر سے بنیامین چھوٹ جاوے غرض یہیں یا اس کو لے کر جاونگا یا بلایا ہوا جاؤں گا سو مجھ کو تو یہاں چھوڑو اور) تم واپس اپنے باپ کے پاس جاؤ اور (جاکر ان سے) کہو کہ ابا آپ کے صاحبزادے (بنیامین) نے چوری کی (اس لئے گرفتار ہوئے) اور ہم تو وہی بیان کرتے ہیں جو ہم کو (مشاہدہ سے) معلوم ہوا ہے اور ہم (قول و قرار دینے کے وقت) غیب کی باتوں کے محافظ تھے نہیں (کہ یہ چوری کرے گا ورنہ ہم کبھی قول نہ دیتے) اور (اگر ہمارے کہنے کا یقین نہ ہو تو) اس بستی (یعنی مصر والوں سے (کسی اپنے معتمد کی معرفت) پوچھ لیجئے جہاں ہم (اس وقت) موجود تھے (جب چوری برآمد ہوئی ہے) اور اس قافلہ والوں سے پوچھ لیجئے جن میں ہم شامل ہو کر (یہاں) آئے ہیں (معلوم ہوتا ہے وہ بھی کنعان یا آس پاس کے لوگ غلہ لینے گئے ہوں گے) اور یقین جانئے ہم بالکل سچ کہتے ہیں (چنانچہ سب نے بڑے کو وہاں چھوڑا اور خود آکر سارا ماجرا بیان کیا) یعقوب (علیہ السلام واقعہ یوسف علیہ السلام کے سبب ان سے غیر مطمئن ہو چکے تھے اسی قیاس پر مثل سابق) فرمانے لگے (کہ بنیامین چوری میں ماخوذ نہیں ہوا) بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے سو (خیر مثل سابق) صبر ہی کرونگا جس میں شکایت کا نام نہ ہو گا (مجھ کو) اللہ سے امید ہے کہ ان سب کو (یعنی یوسف اور بنیامین اور جو بڑا بھائی اب مصر میں رہ گیا ہے ان تینوں کو) مجھ تک پہنچا دیگا (کیونکہ) وہ (حقیقت حال سے) خوب واقف ہے (اس لئے اس کو سب کی خبر ہے کہ کہاں کہاں اور کس کس حال میں ہیں اور وہ) بڑی حکمت والا ہے (جب ملانا چاہے گا ہزاروں اسباب و تدابیر درست کر دے گا) اور (یہ جواب دے کر بوجہ اس کے کہ ان سے رنج پہنچا تھا) ان سے دوسری طرف رخ کر لیا اور (بوجہ اس کے کہ اس نئے غم سے وہ پرانا غم اور تازہ ہو گیا یوسف کو یاد کر کے) کہنے لگے ہائے یوسف افسوس اور غم سے (رات دن روتے روتے) ان کی آنکھیں سفید پڑ گئیں (کیونکہ زیادہ رونے سے سیاہی آنکھوں کی کم ہو جاتی ہے اور آنکھیں بے رونق یا بالکل بے نور ہو جاتی ہیں) اور وہ (غم سے جی ہی جی میں) گھٹا کرتے تھے (کیونکہ شدت غم کے ساتھ جب شدت ضبط ہو گا جیسا کہ صابرین کی شان ہے تو کظم کی کیفیت پیدا ہو گی) بیٹے کہنے لگے بخدا (معلوم ہوتا ہے) تم سدا کے سدا یوسف کی یادگاری میں لگے رہو گے یہانتک کہ گھل گھل کر دم بلب ہو جاؤ گے

### اللغات

الروح بالفتح اصلہ تنفس ثم استعیر للفرج ۱۲

### ملحقات الترجمۃ

۱ قولہ فی خلصوا زیادہ کی یہ رائے ہوئی الخ القرینۃ علیہ الجواب بقولہ الم تعلموا الخ ۱۲

۲ قولہ فی من الحزن روتے روتے لان الحزن نفسہ لا یذھب بالبصر وانما یکون سبباً للبکاء وھو سبب للابیضاض ۱۲

یا یہ کہ بالکل سر ہی جاؤ گے (تو اتنے غم سے فائدہ کیا) یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (تم کو میرے رونے سے کیا بحث) میں تو اپنے رنج و غم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں (تم سے تو کچھ نہیں کہتا) اور اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے (باتوں سے مراد یا تو لطف و کرم و رحمت اتم ہے اور یا مراد الہام ہے ان سب سے ملنے کا جو بلا واسطہ ہو یا بواسطہ خواب یوسف ؑ کی جس کی تعبیر اب تک واقع نہیں ہوئی تھی اور واقع ہونا اس کا ضرور ہے) اے میرے بیٹو (اظہار غم تو صرف اللہ کی جناب میں کرتا ہوں مسبب الاسباب وہی ہیں لیکن ظاہری تدبیر تم بھی کرو کہ ایک بار پھر سفر میں جاؤ اور یوسف ؑ اور ان کے بھائی کی تلاش کرو (یعنی ایسی فکر و تدبیر کی جستجو کرو جس سے یوسف ؑ کا نشان ملے اور بنیامین کو رہائی ہو) اور اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو بیشک اللہ کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں

**ف** اس واقعہ میں یعقوب علیہ السلام کا بل سولت لکم فرمانا ظاہراً واقع کے مطابق معلوم نہیں ہوتا لیکن چونکہ اجتہاداً فرمایا تو اجتہاد میں خطا ہو جانا منافی عصمت نبوت نہیں اس لئے اس میں کوئی اشکال نہیں اور اگر یہ شبہ ہو کہ اجتہاد سے تہمت لگانا کب جائز ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ متہم اور مشتبہ کو ظناً متہم و مشتبہ سمجھنا موجب معصیت نہیں کہ اس میں آدمی طبعاً مضطر بھی ہے البتہ تیقن جائز نہیں اور وہ منقول نہیں رہا کہ بل سولت تو صیغہ تیقن کا ہے جواب یہ ہے کہ قرائن حالیہ کے انضمام سے عدم تیقن پر دلالت کی گئی ہوگی پھر والد کو اولاد پر بہ نسبت غیروں کے حق عتاب زیادہ بھی ہے پس ایہام تیقن جبکہ تعمد بیں تیقن نہ ہو عفو ہے بالخصوص اگر مقصود اخبار نہ ہو بلکہ استکشاف ہو جیسا موقع تفتیش میں عادت ہے کہ صیغہ خبر کا تکلم کرتے ہیں تاکہ متہم سمجھے کہ ان کو خبر ہے اور اس وجہ سے واقعہ کا انکار نہ کر سکے اور مقصود اس سے استخبار ہوتا ہے یہ تقریر تو باعتبار ظاہر کے ہے اور اگر نظر غائر سے دیکھا جاوے تو یہ ارشاد مطابق واقع کے بھی ہے کیونکہ سرقہ تو واقع نہیں ہوا تھا یعقوب علیہ السلام کو نورانیت قلب سے مدرک ہو گیا کہ خبر سرقہ کی غلط ہے البتہ کشف میں اتنی کمی رہی کہ اس کارروائی کا فاعل ان کو علی التعیین معلوم نہ ہوا مجملاً اتنا معلوم ہو گیا کہ یہ کارروائی میری اولاد ہی میں سے کسی سے واقع ہوئی ہے اور لکم کے خطاب سے وہی فاعل مقصود ہوا اور لکم تغلیباً فرما دیا ہو واللہ اعلم اور عسی اللہ ان یاتینی بہم جمیعاً سے معلوم ہوتا ہے کہ بقیہ بھائیوں کے ساتھ بھی آپ کو محبت تھی اور یہ فرمانا عجب نہیں کہ اس بناء پر ہو کہ خواب یوسف ؑ کا تو صحیح ہے اور وہ ضرور واقع ہوگا اور اس کا موقوف ہے اس پر کہ یوسف ؑ بھی زندہ ہوں اور سب بھائی بھی صحیح و سالم مع میرے اور میری بی بی کے ایک جگہ جمع ہوں اور ابیضت عیناہ کی تفسیر میں جو بے رونق یا بے نور دو لفظ لائے گئے ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ اس میں علماء مختلف ہیں کہ آپ کی بینائی بالکل گم ہو گئی تھی یا کم ہو گئی تھی دوسرے قول والوں نے فارتد بصیراً کے معنی یہ کہے ہیں کہ خوشی سے توانائی آئی اور ضعف بصر بھی جاتا رہا اور یعقوب علیہ السلام نے جو یا اسفیٰ علی یوسف فرمایا حالانکہ اس وقت دوسرا غم بھی تھا وجہ اس کی یہ ہے کہ غالب غم وہی تھا اور غم کا قاعدہ ہے کہ نئے حادثہ سے پرانے حادثہ کا اثر تازہ ہو جاتا ہے اس لئے اس واقعہ تازہ نے فراق یوسف کا غم اور زیادہ کر دیا اس کے غلبہ میں یہ کلمہ کہا اور بنیامین کا غم مغلوب تھا غالب کے روبرو مغلوب کا ذکر نہیں کیا اور یہ جو فرمایا تحسسوا من یوسف واخیہ حالانکہ تیسرے بھائی بھی اس وقت غائب ہیں وجہ یہ کہ وہ اپنے اختیار سے رہ گئے تھے کسی آفت میں مبتلا تو نہیں ہوئے تھے ان کے تحسس کی کیا ضرورت ہے وہ جب موقع پائیں گے خود آجاویں گے دوسرے وہ تو ان کے ساتھ متفق ہی ہیں ان کو تو یہ خود ہی ڈھونڈ لیں گے بخلاف یوسف ؑ اور بنیامین کے کہ ان سے یہ رنج رکھتے تھے اس لئے شاید ان کے تحسس میں کمی کریں اور یعقوب علیہ السلام کا حب مخلوق میں اس قدر رونا موجب وسوسہ نہ ہو کیونکہ محبت امر اضطراری ہے اور گریہ بھی دلیل رقت قلب و ترحم ہے اور خاص کر جبکہ محبت کا سبب کوئی امر دینی ہو چنانچہ رکوع دوم کے فوائد تفسیریہ کے تحت میں اس کا بیان ہو چکا ہے اور اس مسئلہ کی تحقیق کہ رحمت الٰہیہ سے مایوس ہونا کفر ہے پارہ نہم کے رکوع اول کے فوائد تفسیریہ میں گذر چکی ہے دیکھ لیا جاوے اور یہ شبہ نہ ہو کہ جب یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تھا فصبر جمیل پھر شکایت کیوں زبان پر لائے اس کا جواب خود قرآن میں ہے انما اشکوا بثی و حزنی الی اللہ یعنی شکایت الی الخلق منافی ہے صبر جمیل کے نہ کہ شکایت الی الخالق کہ عین دعاء و التجاء مطلوب ہے۔

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ

پھر جب یوسف کے پاس پہنچے کہنے لگے اے عزیز ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو بڑی تکلیف پہنچ رہی ہے اور ہم کچھ یہ نکمی چیز لائے ہیں سو آپ پورا غلہ دیجئے اور ہم کو خیرات دیدیجئے

عَلَيْنَا ۖ إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ ۝ قَالَ هَلْ عَلِمْتُم مَّا فَعَلْتُم بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنتُمْ جَاهِلُونَ ۝

بلاشک اللہ تعالیٰ خیرات دینے والوں کو جزا دیتا ہے یوسف نے فرمایا وہ بھی تم کو یاد ہے جو کچھ تم نے یوسف اور اسکے بھائی کے ساتھ کیا تھا جبکہ تمہاری جہالت کا زمانہ تھا

قَالُوا أَإِنَّكَ لَأَنتَ يُوسُفُ ۖ قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَٰذَا أَخِي ۖ قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا ۖ إِنَّهُ مَن يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ

کہنے لگے کیا سچ مچ تم ہی یوسف ہو انہوں نے فرمایا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے ہم پر اللہ نے بڑا احسان کیا واقعی جو شخص گناہوں سے بچتا ہے اور صبر کرتا ہے تو

اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَإِن كُنَّا لَخَاطِئِينَ ۝ قَالَ لَا تَثْرِيبَ

اللہ تعالیٰ ایسے نیک کام کرنیوالوں کا اجر ضائع نہیں کرتا وہ کہنے لگے بخدا کچھ شک نہیں تم کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضیلت عطا فرمائی اور بیشک ہم خطاوار تھے یوسف نے فرمایا کہ نہیں

عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ

تم پر آج کوئی الزام نہیں اللہ تعالیٰ تمہارا قصور معاف کرے وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے اب تم میرا یہ کرتہ لیتے جاؤ اور اس کو میرے باپ کے چہرہ پر

أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ۝

ڈال دو ان کی آنکھیں روشن ہو جاویں گی اور اپنے گھر والوں کو سب کو میرے پاس لے آؤ

## ۹۸ بار سوم آمدن برادران یوسف علیہ السلام بامر یعقوب علیہ السلام بجستن یوسف و بنیامین

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ پھر (حضرت یعقوب علیہ السلام کے حکم کے موافق کہ انہوں نے فرمایا تھا تحسسوا من یوسف واخیہ مصر کو چلے کیونکہ بنیامین کو مصر ہی میں چھوڑا تھا یہ خیال ہوا ہو گا کہ جس کا نشان معلوم ہے پہلے اسکے لانے کی تدبیر کرنا چاہئے کہ بادشاہ سے مانگیں پھر یوسف ؑ بے نشان کو ڈھونڈھیں گے غرض مصر پہنچکر) جب یوسف (علیہ السلام) کے پاس (جن کو عزیز سمجھ رہے تھے) پہنچے (اور غلہ کی بھی حاجت تھی بس یہ خیال ہوا کہ غلہ کے بہانے سے عزیز کے پاس چلیں اور اس کی خرید کے ضمن میں خوشامد کی باتیں کریں جب اس کی طبیعت میں نرمی دیکھیں اور مزاج خوش پائیں تو بنیامین کی درخواست کریں اس لئے اول غلہ لینے کے متعلق گفتگو شروع کی اور) کہنے لگے اے عزیز ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو (قحط کی وجہ سے) بڑی تکلیف پہنچ رہی ہے اور (چونکہ ہم کو ناداری نے گھیر رکھا ہے اس لئے خرید غلہ کے واسطے کھرے دام نہیں میسر ہوئے) ہم کچھ یہ نکمی چیز لائے ہیں سو آپ (اس کے نکمے ہونے سے قطع نظر کر کے) پورا غلہ دیجئے (اور اس کے نکمے ہونے سے غلہ کی مقدار میں کمی نہ کیجئے) اور (ہمارا کچھ استحقاق نہیں) ہم کو خیرات (سمجھ کر) دیجئے بیشک اللہ تعالیٰ خیرات دینے والوں کو (خواہ حقیقۃً خیرات دیں خواہ تسامح و رعایت کریں کہ وہ بھی مثل خیرات کے ہے) جزائے (خیر) دیتا ہے (اگر مومن ہے تو آخرت میں بھی ورنہ دنیا ہی میں) یوسف (علیہ السلام) نے (جو ان کے یہ مسکنت آمیز الفاظ سنے رہا نہ گیا اور بے اختیار چاہا کہ اب ان سے کھل جاؤں اور عجب نہیں کہ نور قلب سے معلوم ہو گیا ہو کہ اب کی باران کو تحسس بھی مقصود ہے اور یہ بھی منکشف ہو گیا ہو کہ اب زمانہ مفارقت کا ختم ہو چکا پس تمہید تعارف کے طور پر) فرمایا (کہو) وہ بھی تم کو یاد ہے جو کچھ تم نے یوسف ؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ (برتاؤ) کیا تھا جب تمہاری جہالت کا زمانہ تھا

### اللغات

قولہ مزجاۃ ، نوعۃ من الزجی الدفع ای رویۃ قولہ تثریب من الثرب وہو الشحم الرقیق فی الجوف وعلی الکرش والتفعیل للسلب ای ازالۃ الثرب استعیر للوم الذی یظہر العیوب کما ان ازالۃ الشحم یبدی الہزال ملا یرضی قولہ یات بصیرا بمعنے یصیر ناقعنۃ ۱۲

### البلاغۃ

قولہ لا تثریب علیکم الیوم التقیید بالیوم لیس للتخصیص بل للمبالغۃ لان الیوم زمان احتمال فاذا انتفی فی الیوم انتفی فی غیرہ بالاولی ۱۲

### ملحقات الترجمۃ

قولہ فی ھل علمتم باداشارۃ الی ان المراد بالعلم استمرارہ لقرینۃ المقام ۱۲

### مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ قال لا تثریب علیکم الیوم الخ فی الروح عن شاہ الکرمانی من نظر الی الخلق بعین الحق لم یعبأ بمخالفتہم ومن نظر الیہم بعینہ افنی ایامہ بمخاصمتہم الا تری یوسف علیہ السلام لما علم مجاری القضاء کیف عذر اخوتہ اھ

### ترجمہ

قولہ تعالیٰ قال لا تثریب علیکم الیوم الخ روح میں شاہ کرمانی سے منقول ہے کہ جو شخص مخلوق کو نظر حق سے دیکھے گا وہ انکی مخالفت کی پرواہ نہ کریگا اور جو شخص ان کو اپنی نظر سے دیکھیگا اپنی عمر ان کی کاوش میں ختم کر دیگا دیکھئے یوسف علیہ السلام کو چونکہ مجاری قضاء کا علم تھا انہوں نے اپنے بھائیوں کا کس طرح عذر قبول کر لیا ۱۲

۱۰ ع ۳

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ○

اور جب قافلہ چلا تو ان کے باپ نے کہنا شروع کیا اگر تم مجھ کو بڑھاپے میں بہکی باتیں کرنے والا نہ سمجھو تو ایک بات کہوں کہ مجھ کو تو یوسف کی خوشبو آرہی ہے

(اور بُرے بھلے کی سوچ نہ تھی یہ سنکر تو چکرائے کہ عزیز مصر کو یوسف ؑ کے قصہ سے کیا واسطہ اور اس شروع زمانہ کے خواب سے غالب احتمال تھا ہی کر شاید یوسف ؑ کسی بڑے رتبہ کو پہنچیں کہ ہم سب کو ان کے سامنے گردن جھکانا پڑے اس لئے اس کلام سے شبہ ہوا اور غور کیا تو کچھ کچھ پہچانا اور زیادت تحقیق کیلئے) کہنے لگے کیا سچ مچ تم ہی یوسف ہو انہوں نے فرمایا (ہاں) میں یوسف ہوں اور یہ (بنیا مین) میرا (حقیقی) بھائی ہے (یہ اس لئے بڑھا دیا کہ اپنے یوسف ؑ ہونے کی اور تاکید ہو جاوے یا ان کے تجسس کی کامیابی کی بشارت ہے کہ جن کو تم ڈھونڈنے نکلے ہو ہم دونوں ایک جگہ جمع ہیں) ہم پر اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان کیا (کہ ہم دونوں کو اول توفیق صبر و تقوے کی عطا فرمائی پھر اس کی برکت سے ہماری تکلیف کو راحت سے اور افتراق کو اجتماع سے اور قلت مال وجاہ کو کثرت مال وجاہ سے مبدل فرمادیا) واقعی جو شخص گناہوں سے بچتا ہے اور مصائب پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتا وہ (نہایت نادم ہوئے اور گذشتہ قصوں کو یاد کرکے نادم ہوئے اور معذرت کے طور پر) کہنے لگے بخدا کچھ شک نہیں تم کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضیلت عطا فرمائی (اور تم اسی لائق تھے) اور (ہم نے جو کچھ کیا) بیشک ہم (اس میں) خطا وار تھے (اللہ معاف کردے) یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا کہ نہیں تم پر آج (میری طرف سے) کوئی الزام نہیں (بےفکر رہو میرا دل صاف ہوگیا) اللہ تعالیٰ تمہارا قصور معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے (تائب کا قصور معاف کرہی دیتا ہے اسی دعا سے یہ بھی مفہوم ہوگیا کہ میں نے بھی معاف کردیا اور لاتثریب سے بھی معلوم ہوگیا) اب تم (میرے باپ کو جاکر بشارت دو اور بشارت کے ساتھ) میرا یہ کرتہ (بھی) لیتے جاؤ اور اس کو میرے باپ کے چہرہ پر ڈال دو (اس سے) ان کی آنکھیں روشن ہو جاویں گی (اور یہاں تشریف لے آویں گے) اور اپنے (باقی) گھر والوں کو (بھی) سب کو میرے پاس لے آؤ (کہ سب ملیں اور خوش ہوں کیونکہ حالت موجودہ میں میرا جانا مشکل ہے اس لئے گھر والے ہی چلے آویں) ف تصدق علینا کی جو تفسیر کی گئی ہے اس سے دو شبہ دفع ہوگئے اول یہ کہ ان کو صدقہ کب حلال تھا بوجہ نبی ہونے یا آل نبی ہونے کے دوسرے یہ کہ ان کو سوال کرنا جو کہ ممنوع ہے کیسے درست تھا تقریر جواب ظاہر ہے کہ رعایت فی المعاملہ کو مجازاً تصدق کہہ دیا اور اس کی درخواست اور قبول نبی اور آل نبی سب کو جائز ہے اور سوال اول کا ایک جواب یہ بھی ہے کہ ان کی نبوت ثابت نہیں اور آل انبیاء کو نفل صدقہ جائز ہے اور اگر بعض علماء کا قول لیا جاوے کہ تحریم صدقہ خصوصیات آل محمدی سے ہے تو ایک اور جواب بھی حاصل ہو سکتا ہے اور تجزی المتصدقین میں جو دو شقیں مومن اور کافر کی بیان کیں وجہ یہ کہ ان کو عزیز مصر کا مومن ہونا معلوم نہ تھا اور آخرت کے ساتھ لفظ بھی اس لئے بڑھا یا کہ صدقہ کی خاصیت دفع بلاء دنیا میں مومن کے لئے واقع ہوتی ہے اور ما فعلتم بیوسف واخیہ کی تفسیر اس سے اوپر کے رکوع کی اول آیت میں بیان ہو چکی ہے اور من یتق الخ میں دعوے تقوے کا نہیں ہے کیونکہ من اللہ میں وہ بھی داخل ہے جیسا اننا کے ترجمہ میں بیان ہوا اور القوہ الخ میں اس لئے فرمایا کہ ان کو خلل بصارت کا علم ہوگیا ہوگا اور یہ بصیر ہونا بطور معجزہ کے تھا اور قمیص علی الاصح کوئی خاص نہ تھا یہی معمولی ملبوس تھا اور یعقوب علیہ السلام کے لانے کو اس لئے تصریحاً نہیں فرمایا کہ وہ تو بے آئے رہ ہی نہیں سکتے ان کا تشریف لانا یقینی تھا اور ما فعلتم بیوسف واخیہ کے ساتھ وبابیہ نہ کہا حالانکہ ان کو بھی ایذا ئیں پہنچی تھیں وجہ یہ کہ ان کو جو کچھ تکلیف ہوئی وہ بواسطہ مذکور پہنچی۔

## بازگشتن برادران یوسف علیہ السلام از سفر سوم و بشارت بردن

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ (الیٰ قولہ تعالیٰ) اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ اور جب (یوسف علیہ السلام سے بات چیت ہو چکی اور آپ

## مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولما فصلت العیر قال ابوہم انی لاجد ریح یوسف فی ارد انما وجد علیہ السلام ھذا الریح حیث بلغ الکتاب اجلہ والافلم یجد علیہ السلام لما کان یوسف فی الجب ایس بینہ و بینہ الا شیعۃ من نہار وما ذلک الالان الامور موھونۃ باوقاتہا وعلی ھذا کشوفات الاولیاء فانہم اذا تہ یکشف لہم علی ماقیل اللوح المحفوظ ولخوی لایعرفون ما تحت اقدامہم

## ترجمہ

ولما فصلت العیر قال ابوہم انی لاجد الخ حضرت یوسف مدح میں ہے کہ چونکہ ملاقات کا وقت آچکا تھا اس لئے یہ خوشبو مدرک ہوگئی اور جب وہ کنویں میں بہت ہی قریب تھے چونکہ وقت نہ آیا تھا یہ خوشبو مدرک نہ ہوئی اور یہی حال ہے اولیاء کے مکاشفات کا کہ سے گہے بر طارم اعلیٰ نشینم ✦ گہے بر پشت پائے خود نہ بینم ✦

| | |
|---|---|
| اللغات التفنید النسبۃ الی الفند وہو ضعف العقل بسبب الہرم ۱۲ البلاغۃ قولہ لولا ان تفندون جواب لقلت والمقصد التشنیع بھذا الترکیب فی نحو | ہذا المقام والالما قال ہذا القول ما لم یقولوا لا تفندکم بل یراد النہی ای لا تفندونی فانہم کذا التحی فی روح ۱۲ |

قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ ۝ فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا ۱۸

وہ کہنے لگے کہ بخدا آپ تو اپنے اسی پرانے غلط خیال میں مبتلا ہیں ۔ پس جب خوشخبری لانے والا آپہنچا تو اس نے وہ کرتہ ان کے منہ پر لاکر ڈال دیا بس فوراً ہی ان کی آنکھیں کھل گئیں

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ قَالُوْا یٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا

آپ نے فرمایا کیوں میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے سب بیٹوں نے کہا کہ اے ہمارے باپ ہمارے لئے ہماری گناہوں کی دعائے مغفرت کیجئے ہم بیشک

خٰطِـِٕیْنَ ۝ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝

خطاوار تھے ۔ یعقوب نے فرمایا عنقریب تمہارے لئے اپنے رب سے دعائے مغفرت کروں گا بے شک وہ غفور رحیم ہے ؛

کے فرمانے کے موافق کرتہ لے کر چلنے کی تیاری کی اور) قافلہ (شہر مصر سے) چلا (جس میں یہ لوگ بھی تھے) توان کے باپ نے (پاس والوں سے) کہنا شروع کیا کہ اگر تم مجھ کو بڑھاپے میں بہکی باتیں کرنے والا نہ سمجھو تو ایک بات کہوں کہ مجھ کو تو یوسف کی خوشبو آرہی ہے (یہ معجزہ تھا یعقوب علیہ السلام کا کہ اس کرتہ میں جو یوسف علیہ السلام کے بدن کا اثر تھا وہ محسوس ہوگیا اور چونکہ معجزہ اختیاری نہیں ہوتا اس سے پہلے یہ ادراک نہ ہوا) وہ (پاس والے) کہنے لگے کہ بخدا آپ تو اسی اپنے پرانے غلط خیال میں مبتلا ہیں (کہ یوسف زندہ ہیں اور ملیں گے اسی خیال کے غلبہ سے اب خوشبو کا وہم ہوگیا اور واقع میں نہ خوشبو ہے نہ کچھ ہے یعقوب علیہ السلام خاموش ہورہے) پس جب (یوسف ؑ کے صحیح سلامت ہونے کی) خوشخبری لانے والا (مع کرتہ کے یہاں) آپہنچا تو (آتے ہی) اس نے وہ کرتہ ان کے منہ پر لاکر ڈال دیا بس (آنکھوں سے لگنا تھا اور دماغ میں خوشبو پہنچنا کہ) فوراً ہی اُن کی آنکھیں کھل گئیں (اور انہوں نے آپ سے سارا بیان کیا) آپ نے (بیٹوں سے) فرمایا کیوں میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے (اور اسی لئے میں نے تم کو یوسف ؑ کے تجسس کے لئے بھیجا تھا دیکھو آخر اللہ تعالیٰ نے میری امید راست لا یا ان کا یہ قول اس سے اوپر کے رکوع میں آچکا ہے اُس وقت) سب بیٹوں نے کہا کہ اے ہمارے باپ ہمارے لئے (خدا سے) ہمارے گناہوں کی دعائے مغفرت کیجئے (ہم نے جو کچھ آپ کو یوسف علیہ السلام کے معاملہ میں تکلیف دی اس میں) ہم بیشک خطاوار تھے (مطلب یہ کہ آپ بھی معاف کردیجئے کیونکہ عادۃً کسی کے لئے استغفار وہی کرتا ہے جو خود بھی مواخذہ کرنا نہیں چاہتا) یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا عنقریب تمہارے لئے اپنے رب سے دعائے مغفرت کروں گا بے شک وہ غفور رحیم ہے (اور اسی سے ان کا معاف کردینا بھی معلوم ہوگیا اور عنقریب کا مطلب یہ ہے کہ تہجد کا وقت آنے دو جو کہ قبولیت کی ساعت ہے کذا فی الدر المنثور مرفوعاً) ف قال الم اقل لکم کی تفسیر مذکور پر لازم آتا ہے کہ جنہوں نے معجزہ یعقوبی کو مستبعد سمجھا تھا ان سے کچھ نہیں کہا اس کے چند وجہ ہیں اوّل اسی سے اس کا جواب نکل آیا دوسرے اُن کی غلطی فوراً ظاہر ہوگئی جتانے کی کوئی ضرورت نہ تھی، اور بیٹوں سے انی اعلم الخ کہنا اس پر ایک مدت گذر گئی تھی تیسرے ان مستبعدین سے زیادہ معاملہ بھی نہ تھا جتنا بیٹوں سے تھا اور انہوں نے یعقوب علیہ السلام سے صراحتہً یوں نہیں کہا کہ آپ معاف کردیجئے وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان کے ذمے دو قسم کے حقوق تھے حقوق اللہ و حقوق العباد اس لئے ایسا جامع عنوان اختیار کیا جس میں دونوں مضمون آگئے ورنہ حقوق اللہ کے لئے پھر جدا کہنا پڑتا اور غالباً اسی وجہ سے یعقوب علیہ السلام نے وعدہ استغفار کا کیا جیسا یوسف علیہ السلام نے بھی یغفر اللہ کہا کہ یہ بھی دونوں حق کا جامع ہے ؛

## اللغات

قولہ فارتد بصیرا ای صار ۱۲

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى يُوسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۝ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ

پھر جب یہ سب کے سب یوسف کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا سب مصر میں چلئے انشاء اللہ امن چین سے رہئے اور اپنے والدین کو تخت پر

عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ

اونچے بٹھایا اور سب کے سب انکے سامنے سجدہ میں گر گئے اور وہ کہنے لگے کہ اے ابا یہ ہے میرے خواب کی تعبیر جو پہلے زمانہ میں دیکھا تھا میرے رب نے اس کو سچا کر دیا۔

وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ

اور میرے ساتھ اس وقت احسان فرمایا جس وقت مجھ کو قید سے نکالا اور بعد اس کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان میں فساد ڈلوا دیا تھا تم سب کو باہر

اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝

سے لے آیا بلاشبہ میرا رب جو چاہتا ہے اس کی تدبیر لطیف کر دیتا ہے بلاشبہ وہ بڑا علم والا اور حکمت والا ہے۔

## بار چہارم آمدن برادران یوسف علیہ السلام مع والدین و اہل خود

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ (الی قولہ تعالٰی) اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ (غرض سب مصر کو تیار ہو کر چل دیئے اور یوسف علیہ السلام خبر سن کر استقبال کے لئے بیرون مصر تشریف لائے اور باہر ہی ملاقات کا سامان کیا گیا) پھر جب یہ سب کے سب یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہونچے تو انہوں نے (سب سے مل ملاکر) اپنے والدین کو اپنے پاس (تعظیماً) جگہ دی اور (بات چیت سے فارغ ہو کر) کہا سب مصر میں چلئے (اور) انشاء اللہ تعالٰی (وہاں) امن چین سے رہئے (مفارقت کا غم اور قحط کا الم سب کافور ہو گئے غرض سب مصر میں پہنچے) اور (وہاں پہنچکر تعظیماً) اپنے والدین کو تخت (شاہی) پر اونچا بٹھایا اور (اس وقت سب کے قلب پر یوسف علیہ السلام کی ایسی عظمت غالب ہوئی کہ) سب کے سب ان کے سامنے سجدہ میں گر گئے اور (یہ حالت دیکھکر) وہ کہنے لگے کہ اے ابا یہ ہے میرے خواب کی تعبیر جو پہلے زمانہ میں دیکھا تھا (کہ شمس و قمر اور گیارہ ستارے مجھ کو سجدہ کرتے ہیں) میرے رب نے اس (خواب) کو سچا کر دیا (یعنی اس کی سچائی کا ظہور کر دیا) اور (علاوہ اس شرف کے میرے رب نے مجھ پر اور انعام بھی فرمائے چنانچہ) میرے ساتھ (ایک) اس وقت احسان فرمایا جس وقت مجھ کو قید سے نکالا اور (اس زینہ سلطنت تک پہنچایا) اور (دوسرا یہ انعام فرمایا کہ) بعد اس کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان میں فساد ڈلوا دیا تھا (جس کا مقتضا یہ تھا کہ عمر بھر بھی مجتمع و متفق نہ ہوتے مگر اللہ تعالٰی کی عنایت ہے کہ وہ) تم سب کو (جن میں میرے بھائی بھی ہیں) باہر سے (یہاں) لے آیا (اور سب کو ملا دیا) بلاشبہ میرا رب جو چاہتا ہے اس کی تدبیر لطیف کر دیتا ہے بلاشبہ وہ بڑا علم اور حکمت والا ہے (اپنے علم و حکمت سے سب امور کی تدبیر درست کر دیتا ہے) ف اس امر کی وجہ کہ اول ملاقات میں سجدہ نہ کیا اور مصر میں آکر کیا شاید یہ ہو کہ وہاں محبت کا عظمت پر غلبہ تھا اس کے مناسب یہ امور ہیں ملنا جلنا معانقہ مکالمہ اور یہاں عظمت کا محبت پر غلبہ ہوا یا تو اس وجہ سے کہ محبت کے جوش کو سکون ہو گیا تھا اس لئے عظمت کا مشاہدہ ہوا اور یا یہ کہ اس جگہ یوسف علیہ السلام گویا اپنے اجلاس شاہی پر تھے اور باہر اجلاس پر نہ تھے دونوں حالتوں میں تفاوت ظاہر ہے اور یہ سجدہ بطور تحیت کے تھا جو امم سابقہ میں جائز تھا اور بعضوں کو جو یہ شبہ ہوا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین

**اللغات قولہ** احسن بی فیہ اقوال وبنی الترجمۃ علی کون الباء صلۃ لاحسن کما فی قولہ تعالٰی و بالوالدین احساناً **قولہ** البدو والظہور وما کان ذلک فی البادیۃ ظاہراً اطلق علیہ وکنعان وان لم یکن بادیۃ لکن بقری کالبادیۃ فی جنب امثال مصر **قولہ** نزغ فی القاموس افسد بینہم **النحو قولہ** لما یشاء متعلق بلطیف بمعنی لطیف تدبیرہ نافذ فی الامور و ماشی فیہا ۱۲ **البلاغۃ قولہ** من السجن لم یقل من الجب تکرماً لاخوتہ کیلا یخجلوا ولان تمام النعمۃ کان

بعد الخروج من السجن حیث تسلطن بعدہ **قولہ** نزغ الشیطان فیہ تلطف بانہ نزعیت لم یفعلوا وفعلوا بانفسہم وانما اغواہم الشیطان فمعظم الملامۃ علیہ ۱۲ **ملحقات الترجمۃ**

**لـہ قولہ** قبل فلما دخلوا باہر دل علیہ قولہ تعالٰی ادخلوا مصر وقال بعضہم فی معناہ تمکنوا فیہ بعد الدخول ۱۲

**ـــہ قولہ** فی حقاً ظہور لان کون الرؤیا حقاً حاصل من قبل وان لم یظہر ۱۲

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۫ اَنْتَ

پروردگار آپ نے مجھ کو سلطنت کا بڑا حصہ دیا — اور مجھ کو خوابوں کی تعبیر دینا تعلیم فرمایا — اے خالق آسمانوں اور زمین کے آپ

وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ○

میرے کارساز ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی مجھ کو فرمانبرداری کی حالت میں دنیا سے اٹھا لیجئے اور مجھ کو خاص نیک بندوں میں شامل کر دیجئے

لیے اپنی اتنی بڑی تعظیم کو کیونکر گوارا کیا محض ضعیف شبہ ہے ان کو تو خواب سے معلوم تھا کہ ایسا امر ہونے والا ہے پھر کیا امور کائنہ میں مزاحمت فرماتے اور ذکر اجتماع میں جو فرمایا من بعد ان نزغ الخ یہ اس لئے کہ اس کا مقتضا یہ تھا کہ نہ بھائیوں سے میل ہوتا بوجہ رنج کے اور نہ والدین سے ہوتا بوجہ نہ پہنچنے خبر کے جس کا سبب وہی فساد تھا جسنے باہم جدائی ڈالدی تھی اور اس میں علماء کے دو قول ہیں کہ یہ ان کی والدہ تھیں یا خالہ جنکو مجازاً والدہ کہہ دیا :

## ختم قصہ بر دعائے یوسف علیہ السلام برائے ختم بالخیر

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ (الی قولہ تعالیٰ) وَاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝ اس کے بعد سب ہنسی خوشی رہنے رہے یہاں تک کہ یعقوب علیہ السلام کی عمر ختم پر پہنچی اور بعد وفات حسب وصیت ملک شام میں لیجا کر اپنے بزرگوں کے پاس دفن کئے گئے پھر یوسف علیہ السلام کو بھی آخرت کا اشتیاق ہوا اور دعا کی کہ) اے میرے پروردگار آپ نے مجھ کو (ہر طرح کی نعمتیں دیں ظاہری بھی باطنی بھی ظاہری یہ کہ مثلاً) سلطنت کا بڑا حصہ دیا اور (باطنی یہ کہ مثلاً) مجھ کو خوابوں کی تعبیر دینا تعلیم فرمایا (جو کہ علم عظیم ہے خصوصاً جبکہ وہ یقینی ہو جو موقوف ہے وحی پر پس اُس کا وجود مستلزم ہوگا عطائے نبوت کو) اے خالق آسمانوں اور زمین کے آپ میرے کارساز ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی (پس جس طرح دنیا میں میرے سارے کام بنا دیئے کہ سلطنت دی علم دیا اسی طرح آخرت کے کام بھی بنا دیجئے کہ) مجھ کو فرمانبرداری کی حالت میں دنیا سے اٹھا لیجئے اور خاص نیک بندوں میں شامل کر دیجئے (یعنی میرے بزرگوں میں جو انبیاء عظام ہوئے ہیں اُن میں مجھ کو پہنچا دیجئے)

ف اشتیاق موت کا اگر شوقاً الی لقاء اللہ ہو تو جائز ہے اور حصہ سلطنت کا اس لئے کہا کہ ساری دنیا کی سلطنت تو آپ کے پاس نہ تھی اور مثلاً اس لئے بڑھا دیا گیا کہ نعمتیں ان ہی امور مذکورہ میں تو منحصر نہیں اور بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ دُعا طلب موت کے لئے نہیں تھی بلکہ مطلب یہ تھا کہ جب وفات ہو اسلام اور صلاح پر ہو اور ہر حالت میں گو انبیاء علیہم السلام کا اسلام و صلاح پر وفات پانا یقینی ہے لیکن اس کے مراتب مختلف ہیں اور متزاید ہوتے رہتے ہیں اس لئے اُس کی طلب میں کوئی اشکال نہیں اہل سیر نے لکھا ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے اپنے بھائیوں کو یا اُن کی اولاد کو وصیت فرمائی کہ اگر کبھی تم لوگ مصر کا توطن چھوڑ کر اپنے آبائی ملک شام کو جانے لگو تو میری لاش اپنے ہمراہ لے جانا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے مخفی نکلے ہیں تو حسب وحی الٰہی یوسف علیہ السلام کی نعش کا صندوق اپنے ہمراہ لے لیا تھا اور ہمارے ائمہ نے نبش و نقل کی اس صورت کے عدم جواز پر اتفاق کیا ہے کما فی الطحاوی علی مراقی الفلاح) اور بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ بعد وفات یوسف علیہ السلام کے سلطنت مصر کی سلاطین مصر ہی کی طرف منتقل ہو گئی کیونکہ یوسف علیہ السلام کو گو اختیارات سلطنت کے حاصل ہو گئے تھے مگر باضابطہ تو پہلا ہی بادشاہ بادشاہ رہا تھا اسی لئے یوسف علیہ السلام عزیز مصر کہلاتے تھے چنانچہ ان ہی سلاطین مصر کے سلسلہ میں وہ فرعون ہوا جو موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھا اور ان برادران یوسف علیہ السلام کی اولاد میں وہ بنی اسرائیل ہوئے جو موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں تھے اور بعض مفسرین نے بلا سند لکھا ہے کہ یہود نے امتحاناً پوچھا تھا کہ یعقوب علیہ السلام تو شام کے رہنے والے تھے ان کی اولاد مصر میں فرعون کے ہاتھ کہاں پہنچ گئی اس قصہ سے اس کا جواب بھی حاصل ہو گیا اور مفصل وجہ

**ملحقات الترجمہ** لے قولہ فی توضیح تاویل مستلزم و لم یصرح لعطاء النبوۃ لانہا لا تستلزم بذاتہا تاویل مذکرا التاویل دل علی الجمع بین المعنیین فافہم ۱۲

## مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ توفنی مسلماً فیہ مسئلتان الاولیٰ خوف الانبیاء مع عصمتہم وامتناع الکفر علیہم فکیف بغیرھم ان یغتر بصلاحہ والثانیۃ جواز تمنی الموت شوقاً الی لقاء اللہ تعالیٰ علی تفسیر بعضہم ۱۲

## ترجمہ قولہ تعالیٰ توفنی مسلماً

اس سے دو مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک باوجود عصمت اور امتناع کفر کے انبیاء علیہم السلام کا خوف کرنا دوسرے بعض تفاسیر پر شوق لقاء میں موت کی تمنا کرنا ۱۲

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ○ وَمَآ اَكْثَرُ

یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے ہم وحی کے ذریعہ سے آپ کو یہ قصہ بتلاتے ہیں اور آپ انکے پاس اس وقت موجود نہ تھے جبکہ انہوں نے اپنا ارادہ پختہ کرلیا تھا اور وہ تدبیریں کر رہے تھے اور اکثر

النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ○ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ع ○ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ

لوگ ایمان نہیں لاتے گو آپ کا کیسا ہی جی چاہتا ہو اور آپ ان سے اس پر کچھ معاوضہ تو چاہتے نہیں یہ تو صرف تمام جہان والوں کے لئے ایک نصیحت ہے اور بہت سی نشانیاں ہیں

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ○ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ○

آسمانوں میں اور زمین میں جن پر ان کا گذر ہوتا رہتا ہے اور وہ ان کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اکثر لوگ جو خدا کو مانتے بھی ہیں تو اس طرح کہ شرک بھی کرتے جاتے ہیں

اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

سو کیا پھر بھی اس بات سے مطمئن ہوئے بیٹھے ہیں کہ ان پر خدا کے عذاب کی کوئی ایسی آفت آپڑے جو ان کو محیط ہو جاوے یا ان پر اچانک قیامت آجاوے اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔

شام سے مصر کو آنے کی بیان فرمادی ان مفسرین نے رکوع دوم کی پہلی آیت لقد کان الخ کی تفسیر اسی سوال کے ساتھ کی ہے واللہ اعلم :

ربط آیات قصہ یوسف علیہ السلام جس طرح قصہ سے سوال کرنے والوں کا جواب ہے اسی طرح جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر بھی دلیل ہے جیسا آیت لقد کان فی یوسف الخ میں اس طرف اشارہ بھی ہے آگے ذلک من انباء الغیب الخ میں اسی دلالت کی تقریر اور آیت و مااکثر الناس الخ میں کفار کا عناد کہ باوجود دلائل کے ایمان نہیں لاتے اور آیت وما تسئلہم الخ میں اس عناد کی تقریر اور آیت وکاین الخ اور آیت ومایؤمن الخ میں مثل انکار نبوت کے ان کا انکار توحید نیز آیت و مااکثر الناس سے آخر آیات مذکورہ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ بھی کہ ناامیدی سے راحت ہو جاتی ہے جوکہ مدلول آیت و مااکثر الناس کا ہے اور اسی طرح اس امر کے معلوم ہونے سے کہ ان کے ایمان نہ لانے سے آپ کا کوئی اجر و نفع فوت نہیں ہوتا بلکہ نصیحت نہ ماننے سے ان ہی کا ضرر ہے جوکہ مدلول ہے آیت وما تسئلہم الخ کا بھی تسلی ہوتی ہے اور اسی طرح اس سننے سے بھی تسلی ہوتی ہے کہ نبوت سے بڑھ کر یہ توحید کے منکر ہیں تو نبوت کے انکار پر کیا تعجب کیا جاوے جوکہ مدلول ہے وکاین الخ اور ومایؤمن الخ کا آگے افامنوا الخ میں اس انکار توحید و رسالت پر وعید ہے آگے آیت قل ہذہ الخ میں اتمام حجت کے لئے تقریر دعوت ہے آگے وما ارسلنا الخ میں نبوت پر انکے ایک شبہ کا کہ نبی فرشتہ ہونا چاہئے جواب ہے اور اسی آیت کے آخر میں وعید کی تقریر و تاکید ہے آگے آیت حتی اذا استیئس الخ میں آپ کی اور اہل ایمان کی تسلی اور کفار کے وعید کی تقریر ہے آگے ختم کی آیت میں حکمت قصص سابقہ کی کہ تسلی اور وعید بالا ہے اور حقیقت قرآن کی کہ قصص پر مشتمل ہے جوکہ بعینہ شروع سورت کی آیتوں کا بھی یہی مضمون تھا مذکور ہے پس خلاصہ ان تمام آیات کا وہ ہوا جو عنوان آئندہ میں لکھا جاتا ہے :-

## بحث رسالت و توحید و تسلیہ حضور و وعید منکرین و حقیت قرآن

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ (الی قولہ تعالےٰ) وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ یہ قصہ جو اوپر بیان کیا گیا آپ کے اعتبار سے غیب کی خبروں

البلاغۃ قولہ وما کنت لدیہم وانما حذف الشق الاخیر ای عدم تعلمہ علیہ السلام من آخر مع ان الدال علی النبوۃ ہو المجموع اما علمہ من آیۃ اخری کقولہ تعالےٰ ماکنت تعلمہا انت ولا قومک من قبل ہذا اما للتہکم بمن کذبہ علیہ السلام وذلک من حیث انہ تعالےٰ جعل المشکوک فیہ کونہ علیہ السلام حاضرا بین یدی اولاد یعقوب علیہ السلام ماکرین منفاہ بقولہ وماکنت لدیہم مع ان الذی یمکن ان یرتاب فیہ المرتاب قبل التعرف ہو تلقیہ من اصحاب القصۃ وکان ظاہر الکلام ان ینفی ذلک فلما جعل المشکوک ما لا ریب فیہ وہو کونہ علیہ السلام لم یلق احدا ولا سمع کان عندہم کتلق النجر جاءوا التہکم البالغ وصار حاصل المعنی قد علمتم بالمکابرۃ اذ لم یکن منہ الا من تلقی من القرون الخالیۃ وانکارکم ما اخبر یقضی الی ان تکابروا بانہ قد شاہد من مضی منہم وہذا کقولہ تعالیٰ ام کنتم شہداء اذ وصاکم اللہ بہذا ومنہ یظہر فائدۃ العدول عن اسلوب ماکنت تعلمہا انت ولا قومک الی ہذا الاسلوب وہو ابلغ مما ذکر ولا ذکر لترک ذلک حکمۃ اخرے ایضا وہی ان المذکور مکرہم وما دبروہ وہو مما اخفوہ حتی لا یعلمہ غیرہم فلا یمکن تعلمہ من الغیر ولا یخلو عن حسن من الروح ۱۲

### مسائل السلوک

قولہ تعالی ومایؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون فی الروح عن الحسن انہم الذین یعملون باعمالہم الریاء ع ۵ مرائے وقیل ہم الذین یطمئنون الی الاسباب المصنوعات عن علیہا وقیل ہم الذین یطیعون الخلق بمعصیۃ الخالق وقد یقال نظرا الی مفہوم الآیۃ انہم من درج فیہم کل من اتخذ باللہ تعالیٰ وصفا شبیہ مثلا وکان ہو نکیا ما بہ شوکا کیفما کان ومن اولئک عبدۃ القبور الذین ینذرون لہا المعتقدون للنفع والضر من اللہ تعالیٰ اعلم بحالہ فیہا وہم الیوم اکثر من الدود حامل فیہ من باب الاشارۃ فی ہذہ الآیۃ قال خیرو نحن من الصوفیۃ من التفت الی غیر اللہ تعالی فہو مشرک ام

ترجمہ قولہ تعالےٰ ومایؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون بعض نے ریا مراد لی ہے اور بعض نے نظر الی الاسباب و اعتماد علی الاسباب سے تاویل کی ہے بعض نے خلق کی اطاعت خالق کی معصیت کیساتھ مراد لی ہے بعض نے ہر قسم کے شرک کو اسمیں داخل کیا ہے اس میں قبر پرستی و نذر لغیر اللہ وغیرہ شرک کے نافع و ضار ہونیکا اعتقاد بھی آگیا اور بعض صوفیہ نے مطلق التفات الی غیر اللہ کو شرک کہا ہے ۱۲

101 / 124



قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

آپ فرما دیجئے کہ یہ میرا طریق ہے میں خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل پر قائم ہوں میں بھی اور میرے ساتھ والے بھی اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۭ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

اور ہم نے آپ سے پہلے مختلف بستی والوں میں سے جتنے بھیجے سب آدمی ہی تھے جن کے پاس ہم وحی بھیجتے تھے تو کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

کہ دیکھ لیتے کہ ان لوگوں کا کیسا انجام ہوا جو ان سے پہلے ہو گذرے ہیں اور البتہ عالم آخرت ان لوگوں کے لئے نہایت بہتر ہی چیز ہے جو احتیاط رکھتے ہیں سو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے

حَتّٰٓي اِذَا اسْتَيْـــَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَاۗءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَاۗءُ ۭ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا

یہاں تک کہ پیغمبر مایوس ہو گئے اور ان کو گمان غالب ہو گیا کہ ہمارے فہم نے غلطی کی ان کو ہماری مدد پہونچی پھر ہم نے جس کو چاہا وہ بچا لیا گیا اور ہمارا عذاب

عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ○ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۭ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى

مجرم لوگوں سے نہیں ہٹتا ان کے قصہ میں سمجھدار لوگوں کے لئے عبرت ہے یہ قرآن کوئی تراشی ہوئی بات تو ہے نہیں

وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

بلکہ اس سے پہلے جو کتابیں ہو چکی ہیں یہ ان کی تصدیق کرنیوالا ہے اور ہر بات کی تفصیل کرنے والا ہے اور ایمان والوں کے لئے ذریعہ ہدایت و رحمت ہے

بلیں سے ظاہر ہے (کیونکہ آپ کے پاس کوئی ظاہری ذریعہ اس کے جاننے کا نہیں تھا صرف) ہم (ہی) وحی کے ذریعہ سے آپ کو یہ قصہ بتلاتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ) آپ ان (برادران یوسف ؑ کے پاس اس وقت موجود نہ تھے جبکہ انہوں نے اپنا ارادہ (یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالنے کا) پختہ کر لیا تھا اور وہ (اس کے متعلق) تدبیریں کر رہے تھے (کہ باپ سے یوں کہیں ان کو یوں لیجائیں وغیر ذلک اور اسی طرح یہ امر یقینی ہے کہ آپ نے کسی سے یہ قصہ سنا سنایا بھی نہیں پس یہ صاف دلیل ہے نبوت کی اور صاحب وحی ہونے کی) اور (باوجود نبوت پر دلائل قائم ہونے کے) اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے گو آپ کا کیسا ہی جی چاہتا ہو اور (ان کے ایمان نہ لانے سے آپ کا تو کوئی نقصان ہے نہیں کیونکہ) آپ ان سے اس (قرآن) پر کچھ معاوضہ تو چاہتے نہیں (جس میں یہ احتمال ہو کہ اگر یہ قرآن کو قبول نہ کریں گے تو آپ کا معاوضہ فوت ہو جاویگا)

النحو قوله على بصيرة خبر مقدم وانا مع ما عطف عليه مبتداء مؤخر ۱۲

الكلام قوله الا رجالا استدلال به على اختصاص النبوة بالرجال دون النساء وفيه ان هذا الحصر باعتبار الملائكة فلا دلالة فيه على مذكر والمسئلة ظنية والعلم عند الله تعالى نعم لم يثبت نبوة امرأة بقاطع ولم يقم القاطع على واحد من نفيه فهو محتمل الوجود والعدم ۱۲

## اختلاف القراءة

فی كذبوا قراءتان بالتخفيف والتشديد وفي كليهما احتمالات اربعة عقلية عود ضمير ظنوا وانهم كذبوا الى الرسل وعودهما الى الامم وعود الاول الى الرسل والثاني الى الامم وبالعكس فهذه ثمانية احتمالات الاول كون كذبوا بالتشديد وكون الضميرين للرسل الثاني كون الضميرين للامم مع التشديد الثالث كون الاول للرسل والثاني للامم مع التشديد الرابع بالعكس مع التشديد الخامس كون كذبوا بالتخفيف وكون الضميرين للرسل السادس كون الضميرين للامم مع التخفيف السابع كون الاول للرسل والثاني للامم مع التخفيف الثامن بعكس مع التخفيف فالاول فيه وجوه منها اكثر فائدة المتن ومنها ان يكون الظن بمعنى التيقن وفاعل التكذيب اهل الكفر واليأس من الايمان هولاء الكفرة والخامس فيه وجوه منها ما ذكر في المتن والفائدة وهو حل الكذب هذا فهم وعلمهم وشأن يكون الظن بمعنى الوسوسة التي لا اختيار لها والسادس توجيهه ان الامم ظنوا ان الرسل قد كذبوا امينا للقاعل فيما ادعوه من النبوة والوعيد والثامن توجيهه ان الامم قد ظنوا ان الرسل قد كذبوا امينا ما مفعول اي اخلفوا خلط الامر عليهم وباقي الاحتمالات محتمل عقلا لا يصح وقوعا فافهم ۱۲

## مسائل السلوك

قوله تعالى قل هذه سبيلي ادعو الى الله على بصيرة انا الخ فيه اشارة الى انه ينبغي للداعي الى الله ان يكون عارفا بطريق الايصال اليه سبحانه عالما بما يجب له تعالى وما يجوز وما يمتنع عليه جل شانه والداعي الى الله تعالى اليوم من جماعة الذين نصبوا انفسهم الى الارشاد بزعمهم اجهل من حمار الحكيم توما وهم يحرون في حلة من الحمق وجهالة يجارونها الخنزير
۱۲ ع ۶
وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا وليس ما كانوا يصنعون اھ

## ترجمہ

قولہ تعالیٰ قل هذه سبيلي ادعو الى الله على بصيرة انا الخ اس میں یہ ہے کہ داعی میں شان یہ ہے کہ داعی الی اللہ کو طریق ایصال کا ماہر حق تعالیٰ کی ذات و صفات کا عالم ہونا چاہئے ۔ الخ

027 / 124



یہ (قرآن) تو صرف تمام جہان والوں کے لئے ایک نصیحت ہے (جو نہ مانے گا اُسی کا نقصان ہوگا) اور (جیسے یہ لوگ منکر نبوت ہیں اسی طرح باوجود دلائل منکر توحید بھی ہیں چنانچہ) بہت سی نشانیاں ہیں (کہ توحید پر دال ہیں) آسمانوں میں (جیسا کواکب وغیرہ) اور زمین میں (جیسے عناصر و عنصریات) جن پر ان کا گذر ہوتا رہتا ہے (یعنی ان کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں) اور وہ اُن کی طرف (اصلاً توجہ نہیں کرتے (یعنی ان سے استدلال نہیں کرتے) اور اکثر لوگ جو خدا کو مانتے بھی ہیں تو اس طرح کہ شرک بھی کرتے جاتے ہیں (پس بدون توحید خدا کا ماننا مثل نہ ماننے کے ہے پس یہ لوگ اللہ کے ساتھ بھی کفر کرتے ہیں اور نبوت کے ساتھ بھی کفر کرتے ہیں) سو کیا (اللہ و رسول کے منکر ہوکر) پھر بھی اس بات سے مطمئن ہوئے بیٹھے ہیں کہ ان پر خدا کے عذاب کی کوئی ایسی آفت آپڑے جو ان کو محیط ہو جاوے یا ان پر اچانک قیامت آجاوے اور ان کو (پہلے سے) خبر بھی نہ ہو (مطلب یہ کہ مقتضا کفر کا عقوبت ہے خواہ دنیا میں نازل ہو جاوے یا قیامت کے دن واقع ہووے ان کو ڈرنا اور کفر کو چھوڑ دینا چاہئے) آپ فرما دیجئے کہ یہ (مضمون جو اوپر مفہوم ہوا رسالت کا حق ہونا توحید کا حق ہونا یہی) میرا طریق ہے (جس کا خلاصہ مکرر سنایا جاتا ہے کہ) میں (لوگوں کو توحید) خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں (اس توحید کی اور اپنے داعی من اللہ ہونے کی) دلیل پر قائم ہوں میں بھی اور میرے ساتھ والے بھی (یعنی میرے پاس بھی دلیل ہے توحید و رسالت کی اور میرے ساتھ والے بھی استدلال کے ساتھ مجھ پر ایمان لائے ہیں میں بے دلیل بات کی طرف کسی کو نہیں بلاتا دلیل سنو اور سمجھو پس حاصل طریق یہ ہوا کہ خدا واحد ہے اور میں داعی ہوں) اور اللہ (شرک سے) پاک ہے اور میں (اس طریق کو قبول کرتا ہوں اور) مشرکین میں سے نہیں ہوں (خلاصہ یہ ہوا کہ میرا مقصود دعوی نبوت سے اپنا بندہ بنانا نہیں بلکہ اللہ کا بندہ بنانا ہے لیکن اسکا طریق بذریعہ داعی من اللہ کے بتلایا جاتا ہے اس لئے میرا داعی ماننا جب کہ میرے پاس دلیل ہے واجب ہے) اور (یہ جو نبوت پر شبہ کرتے ہیں کہ فرشتہ ہونا چاہئے محض مہمل بات ہے کیونکہ) ہم نے آپ سے پہلے مختلف بستی والوں میں سے جتنے (رسول) بھیجے سب آدمی ہی تھے جن کے پاس ہم وحی بھیجتے تھے (کوئی بھی فرشتہ نہ تھا جنہوں نے ان کو نہ مانا اور ایسے مہمل شبہات کرتے رہے ان کو سزائیں دی گئیں اسی طرح ان کو بھی سزا ہو گی خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں اور یہ لوگ جو بے فکر ہیں) تو کیا یہ لوگ ملک میں (کہیں) چلے پھرے نہیں کہ (اپنی آنکھوں سے) دیکھ لیتے کہ اُن لوگوں کا کیسا (بُرا) انجام ہوا جو ان سے پہلے (کافر) ہو گزرے ہیں (مطلب یہ کہ اُن کی ہلاکت اور بد انجامی کے آثار مشاہدہ کر لیتے) اور (یاد رکھو کہ جس دنیا میں منہمک ہو کر تم نے کفر اختیار کر رکھا ہے یہ دنیا محض ہیچ اور فانی ہے) البتہ عالم آخرت ان لوگوں کے لئے نہایت بہبودی کی چیز ہے جو (شرک وغیرہ سے) احتیاط رکھتے ہیں (اور توحید اختیار کرتے ہیں) سو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے (کہ فانی کا اختیار کرنا بہتر ہے یا باقی کا اور اگر تم کو تاخیر عذاب سے شبہ عدم وقوع کا ہوتا ہو تو تمہاری غلطی ہے اسلئے کہ کفار امم سابقہ کو بھی بڑی بڑی مہلتیں دی گئیں) یہاں تک کہ (تطویل مدت مہلت کی وجہ سے) پیغمبر (اس بات سے) مایوس ہو گئے (کہ جو وقت اجمالی وعدہ الٰہیہ کا اپنے اجتہاد سے معین کر کے ہم نے اپنے ذہن میں قرار دے رکھا تھا اُس وقت میں ہم منصور اور کفار مقہور نہ ہوں گے) اور اُن (پیغمبروں) کو گمان غالب ہو گیا کہ (وعدہ الٰہیہ کی تحدید میں) ہمارے فہم نے غلطی کی (کہ بلا تنصیص محض قرائن یا حسب استعجال نصر سے قریب کا وقت معین کر لیا حالانکہ وعدہ مطلق ہے ایسی مایوسی کی حالت میں) ان کو ہماری مدد پہنچی (وہ مدد یہ کہ کفار پر عذاب آیا) پھر (اُس عذاب سے) ہم نے جس کو چاہا وہ بچا لیا گیا (مراد اس سے مومنین ہیں) اور (اس عذاب میں کفار ہلاک کئے گئے کیونکہ) ہمارا عذاب مجرم لوگوں سے نہیں ہٹتا (بلکہ ان پر ضرور واقع ہوتا ہے گو بدیر سہی پس یہ کفار مکہ بھی اس دھوکہ میں نہ رہیں) ان (انبیاء و امم سابقین) کے قصہ میں سمجھدار لوگوں کے لئے (بڑی) عبرت ہے (کہ اُس سے عبرت حاصل کرتے ہیں کہ اطاعت کا یہ انجام ہے اور معصیت کا یہ انجام ہے) یہ قرآن (جس میں یہ قصے ہیں) کوئی تراشی ہوئی بات تو ہے نہیں (کہ اُس سے عبرت نہ ہوتی) بلکہ اس سے پہلے جو آسمانی کتابیں ہو چکی ہیں یہ اُن کی تصدیق کرنے والا ہے اور ہر (ضروری) بات کی تفصیل کرنے والا ہے اور ایمان والوں کے لئے ذریعہ ہدایت و رحمت ہے (پس ایسی کتاب میں جو مضامین عبرت کے ہوں گے ان سے تو عبرت حاصل کرنا لازم ہی ہے ف ظنوا کے ترجمہ میں گمان غالب کا اعتبار اس صورت میں ہے جب مدت معہودہ فی الذہن کے گذرنے سے پہلے اس ظن کا اعتبار کیا جاوے کہ آثار نصرت نہ پائے

ملحقات الترجمۃ ۵۱ قولہ حتی اذا استیئس الرسل ای استیأسوا الخ اشارۃ الی تقدیرا حلو اکما فی البیضاوی ای لا تغتر بتمادیہم فان من قبلہم امہلوا الخ ۱۲۔

۵۲ قولہ فی قصصہم قصہ اشارۃ الی کونہ مصدرا بمعنی المقصوص ای جنس الشامل لجمیع ۱۲

سورة الرعد مكية وهي ثلث ‖ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ‖ واربعون اٰية وست ركوعات

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں ؛

الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

آلمرا یہ آئتیں ہیں ایک بڑی کتاب کی اور جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے یہ بالکل سچ ہے اور لیکن بہت سے آدمی ایمان نہیں لاتے

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ

اللہ ایسا ہے کہ اس نے آسمانوں کو بدوں ستون کے اونچا کھڑا کر دیا چنانچہ تم ان کو دیکھ رہے ہو پھر عرش پر قائم ہوا اور آفتاب و ماہتاب کو کام میں لگا دیا ہر ایک ایک وقت معین

سے گمان غالب ہو گیا اور اگر اس کے گذرنے کے بعد اس کا اعتبار کیا جاوے تو ظن بمعنی یقین کے ہوگا اور مایوسی بھی ایک صورت میں ظنی ہو گی اور ایک حالت میں یقینی اور یہ تفسیر کذبوا کی اسہل واسلم لقاسیر ہے اور بنا اس کی غلطی اجتہادی کا انبیاء سے جائز ہونا ہے سو حدیثوں میں یہ امر مصرح ہے خود ہمارے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا عام حدیبیہ میں خواب دیکھنا کہ طواف کرنے مکہ گئے ہیں اور اس ارادہ سے چلنا اور کامیاب نہ ہونا اس خطائے اجتہادی رسل کی نظیر ہے اور ایک قرارت کذبوا بالتشدید ہے جسکے معنے تکذیب کئے گئے اس کا حاصل معنے یہ ہے کہ رسل کو شبہ ہوا کہ کہیں اہل ایمان ہی تکذیب و شک کرنے لگیں پس ظن بمعنے توہم واحتمال ہے اور ان ہم اور کذبوا کی ضمیر رسل کیطرف اور فاعل کذبوا کا اہل ایمان اور استائیس کے وہی معنی ہیں اور دونوں قرائتوں میں اور اور توجیہات بھی ہیں مگر اسہل واسلم یہی ہیں جو بندہ نے اختیار کیں واللہ اعلم اور اسی کے قریب مضمون کی آیت پارہ دوم کے نصف پرام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ الخ آئی ہے اس کی تفسیر دیکھنے سے یہاں کی اور توضیح ہو جاوے گی، وقد تم تفسیر یوسف علیہ السلام بحمد اللہ المنعام ضحوۃ یوم الجمعۃ السابع والعشرین من جمادی الاولی ۱۳۴۲ھ من ہجرۃ خیر الانام علیہ وعلی اخوانہ من النبیین وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین مالا یعد ولا یحصے من الصلوات والتحیات الی یوم القیام۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورۃ الرعد مدنیۃ وقیل مکیۃ الاقولہ ویقول الذین کفروا الآیۃ وایہا خمس وا ربعون کذا فی البیضاوی اس سورت کا حاصل یہ مضامین ہیں توحید رسالت جواب شبہات بر رسالت تسلی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حقیت قرآن وعدہ وعید جس کی تفصیل تقریرات ربط اور معانی سے معلوم ہو گی اور یہی مضامین اجمالاً سورۂ یوسف کے آخری رکوع میں مذکور ہیں پس ربط سورت کا ماسبق سے بھی اور باہم دگر بھی اس سے ظاہر ہو گیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

## حقیت قرآن

الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ (الی قولہ تعالیٰ) لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ آلمرا (اس کے معنی اللہ کو معلوم ہیں) یہ (جو آپ سن رہے ہیں) آئتیں ہیں ایک بڑی کتاب (یعنی قرآن) کی اور جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے یہ بالکل سچ ہے اور (اس کا مقتضا یہ تھا کہ سب ایمان لاتے) لیکن بہت سے آدمی ایمان نہیں لاتے ربط اوپر حقیت قرآن کا مضمون تھا آگے توحید کا مضمون ہے جو کہ اعظم مقاصد قرآن سے ہے ؛

## توحید

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ (الی قولہ تعالیٰ) اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○ اللہ ایسا (قادر) ہے کہ اس نے آسمانوں کو بدوں ستون کے اونچا کھڑا کر دیا چنانچہ تم ان (آسمانوں) کو (اسی طرح) دیکھ رہے ہو پھر عرش پر (جو مشابہ ہے تخت سلطنت کے اس طرح) قائم (اور جلوہ فرما) ہوا جو کہ اس کی شان کے لائق ہے اور آفتاب و ماہتاب کو کام میں لگا دیا (ان دونوں میں سے) ہر ایک (اپنے مدار پر) ایک وقت معین میں چلتا رہتا ہے (چنانچہ سورج اپنے مدار کو سال بھر میں قطع کر لیتا ہے اور چاند مہینہ بھر میں) وہی (اللہ) ہر کام کی (جو کچھ عالم میں واقع ہوتا ہے) تدبیر کرتا ہے (اور) دلائل (توحید وحشر یعنی) کو صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب کے پاس جانے کا (یعنی بعث ونشر کا) یقین کر لو (اس کے امکان کا تو اس طرح

ملحقات الترجمۃ لہ قولہ فی الکتب بڑی افادۃ الاطلاق تکلہ ہو الکتاب فاخبرہ استلزم ذلک فخامۃ اللغات قولہ عمد اسم جمع قولہ تحت جعلہا طائعین لما ارید منہا۔ النحو قولہ ترونہا استیناف وقیل صفۃ عمد ثم النفی اما متوجہ الی المقید فقط ای لاعمد ولا رؤیۃ وقیل الی القید فقط والعمد مثبت بان یراد بہ القدرۃ الالٰہیۃ کقولہ تعالیٰ ان اللہ یمسک السموات الخ

لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُم بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوقِنُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ

پر چلتا رہتا ہے وہی ہر کام کی تدبیر کرتا ہے دلائل کو صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب کے پاس جانے کا یقین کر لو اور وہ ایسا ہے کہ اس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں

فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا ۖ وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ۖ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

پہاڑ اور نہریں پیدا کیں اور اس میں ہر قسم کے پھلوں سے دو دو قسم کے پیدا کئے شب سے دن کو چھپا دیا ان امور میں

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ وَجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ

سوچنے والوں کے واسطے دلائل ہیں اور زمین میں پاس پاس مختلف قطعے ہیں اور انگوروں کے باغ ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں جن میں بعضے تو ایسے ہیں کہ ایک تنہ سے اوپر جاکر دو تنے ہو جاتے ہیں اور بعضے میں

صِنْوَانٍ يُسْقَىٰ بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝

دو تنے نہیں ہوتے سب کو ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے اور ہم ایک کو دوسرے پر پھلوں میں فوقیت دیتے ہیں ان امور میں سمجھداروں کے واسطے دلائل ہیں

کہ جب اللہ تعالیٰ ایسی عظیم چیزوں کی تخلیق پر قادر ہے تو مُردوں کو زندہ کرنے پر کیوں نہیں قادر ہوگا اور اس کے وقوع کا یقین اس طرح کہ مخبر صادق نے ایک امر ممکن کے وقوع کی خبر دی لامحالہ وہ واقع ہے) اور وہ ایسا ہے کہ اس نے زمین کو پھیلایا اور اس (زمین) میں پہاڑ اور نہریں پیدا کیں اور اس میں ہر قسم کے پھلوں سے دو دو قسم کے پیدا کئے (مثلاً کھٹے اور میٹھے یا چھوٹے اور بڑے کوئی کسی رنگ کا اور کوئی کسی رنگ کا اور) شب (کی تاریکی) سے دن (کی روشنی) کو چھپا دیتا ہے (یعنی شب کی تاریکی سے دن کی روشنی پوشیدہ اور زائل ہو جاتی ہے) ان امور (مذکورہ) میں سوچنے والوں کے (سمجھنے کے) واسطے (توحید پر) دلائل (موجود) ہیں (جس کی تقریر پارۂ دوم کے رکوع چہارم کے شروع میں گذری ہے) اور (اسی طرح اور بھی دلائل ہیں توحید کے چنانچہ) زمین میں پاس پاس (اور پھر) مختلف قطعے ہیں (جن کا باوجود متلاصق کے مختلف الاثر ہونا عجیب بات ہے) اور انگوروں کے باغ ہیں اور (مختلف) کھیتیاں ہیں اور کھجور (کے درخت بھی) جن میں بعضے تو ایسے ہیں کہ ایک تنہ سے اوپر جاکر دو تنے ہو جاتے ہیں اور بعضے میں دو تنے نہیں ہوتے (بلکہ جڑ سے شاخوں تک ایک ہی تنہ چلا جاتا ہے) اور سب کو ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے اور (باوجود اس کے پھر بھی) ہم ایک کو دوسرے پر پھلوں میں فوقیت دیتے ہیں ان امور (مذکورہ) میں (بھی) سمجھداروں کے (سمجھنے کے) واسطے (توحید کے) دلائل (موجود) ہیں ؛

ف تروبہا سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ یہ جو نظر آتا ہے آسمان ہے اور فلاسفہ جو اس رنگ محسوس کو نور و ظلمت کی ترکیب کا اثر بتلاتے ہیں ہم اُس کے منکر نہیں لیکن اگر باوجود اس کے اسی میں آسمان کا رنگ بھی نظر آتا ہو تو کیا تعجب ہے خواہ وہ رنگ اسی کے مناسب ہو جیسا ظاہر حدیث ما اظلت الخضراء سے معلوم ہوتا ہے اور یا دوسرا رنگ ہو کہ امتزاج سے ایسا معلوم ہونے لگا ہو جیسا فرض کیجئے ایک سفید کپڑے کے سامنے دو آئینے ہوں ایک سفید اور ایک سیاہ تو ان دونوں کے اندر سے وہ کپڑا بھی نظر آتا ہے گو اصلی رنگ پر نہ سہی پس اس صورت میں خضراء اُس کو باعتبار عارض کے فرما دیا اور آیت دالی السماء کیف رفعت سے بھی ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ آسمان نظر آتا ہے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ یہ رویت اور نظر حکمی ہے حقیقی نہیں یعنی دلائل سے اس کا وجود اور صفت وکیفیت ایسی معلوم ہے جیسے گویا دیکھ لیا واللہ اعلم ؛ ف صنوان کے ترجمہ میں دو تنہ کی تخصیص تمثیلاً ہے ورنہ بعض میں تین چار تنے دیکھے گئے ہیں اور پھر ہر ایک میں پتے الگ الگ نکلتے ہیں اور پھر پھل الگ الگ لگتے ہیں ربط اوپر توحید کا اثبات تھا آگے جواب ہے کفار کے شبہات کا جو نبوت کے متعلق تھے مع وعید کے اور وہ تین شبہے تھے اول بعث ونشر وہ لوگ محال سمجھتے تھے اور اس سے نفی نبوت پر استدلال کرتے تھے جیسا دوسری آیت میں ہے ہل ندلکم علی رجل ینبئکم اذا مزقتم کل ممزق انکم لفی خلق جدید - دوسرا شبہ یہ تھا کہ اگر آپ نبی ہیں تو انکار نبوت پر جس عذاب کی آپ وعید سناتے ہیں وہ کیوں نہیں آتا کقولہ تعالیٰ ان کان ہذا ہو الحق من عندک الخ تیسرا شبہ یہ تھا کہ جن معجزات کی ہم فرمائش کرتے ہیں وہ کیوں نہیں ظاہر کئے جاتے آیت وان تعجب الخ میں اول شبہ کا رد ہے اور آیت ویستعجلونک الخ میں دوسرے شبہ کا جواب اور آیت یقول الذین کفروا الخ میں تیسرے شبہ کا جواب ہے کذا فی الکبیر ؛

**اللغات** قولہ یدبر بہ یُرعاقبۃ یتصرف من غیر نظر الی معنی التفکر فی العواقب **قولہ** مدہا **قولہ** ورواسی ثوابت صنوان الفرعان من اصل واحد **اختلاف القراءۃ** فی قراءۃ ذرعہ

نخیل مجرورین عطفا علی اعناب وہو کما فی الکشف من باب متقلدا سیفا ورمحا والمراد ان فی الجنات فرعا مزروعۃ بین الاشجار والا فلا یقال للمزرعۃ وحدہا جنۃ کذا فی روح المعانی وغیرہ

## مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وفی الارض قطع متجاورات الی قولہ تعالیٰ یسقی بماء واحد ونفضل بعضہا علی بعض فی الاکل فیہ بیان اختلاف القوابل فی الاستعداد مع اتحاد الفاعل یورث ثمرات مختلفۃ متفاضلۃ کذلک القلوب المختلفۃ استعداداً مع اتحاد المربی یورث حالات مختلفۃ ولیس ہذا بسبب المربی ولا دلیل نقص منہ وفی الروح عن الحسن ما یقرب من ہذا قال ہذا مثل ضربہ اللہ تعالیٰ لقلوب بنی آدم خلقوا من آدم علیہ السلام فینزل علیہم من السماء تذکرۃ فترق قلوب فتخشع وتخضع وتقسو قلوب فتلہو ولتسہو اھ وفیہ بعض ما نقل عنہ قال ابو حیان وہو شبیہ بکلام الصوفیۃ -

**ترجمہ - قولہ تعالیٰ** وفی الارض قطع متجاورات الی قولہ تعالیٰ یسقی بماء واحد ونفضل بعضہا علی بعض فی الاکل اس سے معلوم ہوا کہ اگر فاعل واحد بھی ہو تب بھی قوابل کے اختلاف فی الاستعداد سے ثمرات مختلف پیدا ہوتے ہیں ایسا ہی حال ہے قلوب مختلفۃ الاستعداد کا کہ باوجود کہ یا وجود مربی کے واحد ہونے کے ان میں حالات مختلف پیدا ہوتے ہیں اور یہ مربی کے نقص میں ہے نہ اس کے بخل کی دلیل ہے ۱۲

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ

اور اگر آپ کو تعجب ہو تو ان کا یہ قول تعجب کے لائق ہے کہ جب ہم خاک ہو گئے کیا ہم پھر از سر نو پیدا ہونگے یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا اور ایسے لوگوں کی

الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ

گردنوں میں طوق ڈالے جاویں گے اور ایسے لوگ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ لوگ عافیت سے پہلے آپ سے مصیبت کا تقاضا کرتے ہیں

وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ

حالانکہ ان سے پہلے واقعات عقوبت گذر چکے ہیں اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ کا رب لوگوں کی خطائیں باوجود انکی بیجا حرکتوں کے معاف کر دیتا ہے اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ کا رب سخت

ع الْعِقَابِ ۝ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝

سزا دیتا ہے۔ اور یہ کافر یوں کہتے ہیں کہ ان پر خاص معجزہ کیوں نہیں نازل کیا گیا آپ صرف ڈرانیوالے ہیں اور ہر قوم کے لئے ہادی ہوتے چلے آئے ہیں۔

## جواب مطاعن بر نبوت

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ (الی قولہ تعالیٰ) وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ کو (ان لوگوں کے انکار بعث سے) تعجب ہو تو (واقعی) ان کا یہ قول تعجب کے لائق ہے کہ جب ہم (مر کر) خاک ہو گئے کیا (خاک ہو کر) ہم پھر (قیامت کو) از سر نو پیدا ہونگے (تعجب کے لائق اس لئے کہ جو ذات ایسی اشیاء مذکورہ کے خلق پر ابتداءً قادر ہے اس کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے اور اسی سے جواب ہو گیا استبعاد بعث کا اور انکار نبوت کا بھی جس کا مبنیٰ وہ استبعاد تھا ایک کے جواب سے دوسرے کا جواب ہو گیا آگے انکے لئے وعید ہے کہ) وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا (کیونکہ انکار بعث سے اس کی قدرت کا انکار کیا و نیز انکار نبوت سے جو لازم تھا انکار بعث سے حق تعالیٰ کی صفت تائید الحق کا انکار کیا کہ اظہار معجزات ید کاذب پر ایک قسم ہے تائید باطل و تلبیس حق کی) اور ایسے لوگوں کی گردنوں میں (دوزخ میں) طوق ڈالے جاوینگے اور ایسے لوگ دوزخی ہیں (اور) وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ لوگ عافیت (کی میعاد ختم ہونے) سے پہلے آپ سے مصیبت (کے نازل ہونے) کا تقاضا کرتے ہیں (کہ اگر آپ نبی ہیں تو جاری عذاب منگا دیجئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عذاب کے وقوع کو بڑا بعید سمجھتے ہیں) حالانکہ ان سے پہلے (اور کفار پر) واقعات عقوبت گذر چکے ہیں (تو ان پر آجانا کیا مستبعد) اور (اللہ تعالیٰ کے غفور و رحیم ہونے کو سن کر یہ لوگ مغرور نہ ہو جاویں کہ اب ہم کو عذاب نہ ہو گا کیونکہ صرف غفور رحیم ہی نہیں ہیں اور پھر سب کیلئے غفور رحیم نہیں ہیں بلکہ دونوں باتیں اپنے اپنے موقع پر ظاہر ہوتی ہیں یعنی) یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ کا رب لوگوں کی خطائیں باوجود ان کی (ایک خاص درجہ کی) بیجا حرکتوں کے معاف کر دیتا ہے اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ کا رب سخت سزا دیتا ہے (یعنی اس میں دونوں صفتیں ہیں اور ہر ایک کے ظہور کی شرطیں اور اسباب ہیں پس انہوں نے بلا سبب اپنے کو مستحق رحمت و مغفرت کیسے سمجھ لیا بلکہ کفر کی وجہ سے ان کے لئے تو اللہ تعالیٰ شدید العقاب ہے) اور یہ کفار (قدح نبوت کی غرض سے) یوں (بھی) کہتے ہیں کہ ان پر خاص معجزہ (جو ہم چاہتے ہیں) کیوں نہیں نازل کیا گیا (اور یہ اعتراض محض حماقت ہے کیونکہ آپ مالک معجزات نہیں بلکہ) آپ صرف (عذاب خدا سے کافروں کو) ڈرانے والے (یعنی نبی) ہیں (اور نبی کیلئے مطلق معجزہ کی ضرورت ہے جو کہ ظاہر ہو چکا ہے نہ کہ خاص معجزہ کی) اور (کوئی آپ انوکھے

اللغات قولہ جمع مثلۃ کسمرۃ وسمرات وہی العقوبۃ الفاضحۃ سمیت بہا لما بین العقاب والمعاقب بہ من المماثلۃ ۱۲ النحو قولہ اذا کنا عاملہ مادل علیہ قولہ انا لفی خلق ای نبعث وتکرار الہمزۃ للتاکید قولہ قبل الحسنۃ بتقدیر المضاف ای قبل انقضاء الزمان المقدر لہا کذا فی الروح ۱۲ ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی تعجب واقعی ای لائق اشارۃ الی انقد الجزاء ای ان تعجب فحق لک التعجب لان قولہم حقیق بالتعجب

۲ قولہ قبل وقد خلت جس سے معلوم الخ اشارۃ الی توجیہ الحال والتقدیر یستعجلونک مستہزئین بانذارک منکرین لوقوع ما انذرتہم والحال انہ قد مضت العقوبات علی امثالہم کذا فی الروح ۱۲
۳ قولہ فی ظلمہم خاص درجہ المراد بہ المعصیۃ احترازاً عن الکفر ۱۲

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

اللہ تعالیٰ کو سب خبر رہتی ہے جو کچھ کسی عورت کو حمل رہتا ہے اور جو کچھ رحم میں کمی بیشی ہوتی ہے اور ہر شے اللہ کے نزدیک ایک خاص انداز سے ہے وہ تمام پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا

الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ۝

سب سے بڑا عالیشان ہے تم میں سے کوئی شخص کوئی بات چپکے سے کہے اور جو پکار کر کہے اور جو شخص رات میں کہیں چھپ جاوے اور جو دن میں چلے پھرے یہ سب برابر ہیں۔

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا

ہر شخص کیلئے کچھ فرشتے جن کی بدلی ہوتی رہتی ہے کچھ اس کے آگے اور کچھ اس کے پیچھے کہ وہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت میں تغیر نہیں کرتا جب تک وہ

بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ

لوگ خود اپنی حالت کو نہیں بدل دیتے اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مصیبت ڈالنا تجویز کر لیتا ہے تو پھر اسکے ہٹنے کی کوئی صورت ہی نہیں اور کوئی خدا کے سوا ان کا مددگار نہیں رہتا وہ ایسا ہے

خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ

جس سے ڈر بھی ہوتا ہے اور امید بھی ہوتی ہے اور وہ بادلوں کو بلند کرتا ہے جو پانی سے بھرے ہوتے ہیں اور رعد اس کی تعریف کیساتھ اسکی پاکی بیان کرتا ہے اور فرشتے بھی اسکے خوف سے اور وہ بجلیاں بھیجتا ہے

نبی نہیں ہوسے بلکہ ہر قوم کے لئے (امم ماضیہ میں) ہادی ہوتے چلے آئے ہیں (ان میں بھی یہی قاعدہ ہوتا چلا آیا ہے کہ دعوے نبوت کیلئے مطلق دلیل کو کافی قرار دیا گیا خاص دلیل کا التزام نہیں ہوا) ف آیت میں ہادی عام ہے نبی اور نائب نبی کو پس ہند میں مطلق نبی کے آنے سے اس کا نبی ہونا لازم نہیں البتہ محتمل ہے اس میں زیادہ بحث ضرور نہیں ربط اوپر بحث نبوت سے پہلے توحید کا مضمون تھا آگے پھر عود ہے اسی طرف کہ اللہ یعلم الخ میں اپنا وسیع العلم ہونا اور لہ معقبت الخ میں اپنا حافظ خلق ہونا اور ہو الذی یریکم الخ میں اپنا عظیم الشان ہونا اور لہ دعوۃ الخ میں اپنا مجیب الدعوات ہونا اور للہ یسجد الخ میں اپنا قادر مطلق ہونا اور کل من رب الخ میں اپنا خالق ہونا مذکور ہے ؛

## عود بسوئے توحید

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ اللہ تعالیٰ (کا علم ایسا وسیع ہے کہ اس) کو سب خبر رہتی ہے جو کچھ کسی عورت کو حمل رہتا ہے (یعنی لڑکا ہے یا لڑکی ہے) اور جو کچھ (ان عورتوں کے) رحم میں کمی بیشی ہوتی ہے (بچہ میں یا مدت میں مثلاً کبھی ایک بچہ ہوتا ہے کبھی زیادہ کبھی جلدی ہوتا ہے کبھی دیر میں) اور ہر شے اللہ کے نزدیک (یعنی اس کے علم میں) ایک خاص انداز سے (مقرر) ہے وہ تمام پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے سب سے بڑا (اور) عالیشان ہے تم میں سے جو شخص کوئی بات چپکے سے کہے اور جو پکار کر کہے اور جو شخص رات میں کہیں چھپ جاوے اور جو دن میں چلے پھرے یہ سب (خدا کے علم میں) برابر ہیں (یعنی سب کو یکساں جانتا ہے اور جیسا تم میں سے ہر شخص کو جانتا ہے اسی طرح ہر ایک کی حفاظت بھی کرتا ہے چنانچہ تم میں سے) ہر شخص (کی حفاظت) کیلئے کچھ فرشتے (مقرر) ہیں جن کی بدلی ہوتی ہے کچھ اس کے آگے اور کچھ اس کے پیچھے کہ وہ بحکم خدا (بہت بلاؤں سے) اس کی حفاظت کرتے ہیں (اور اس سے کوئی یوں نہ سمجھ جاوے کہ جب فرشتے ہمارے محافظ ہیں پھر جو چاہے کرو مصیبت خواہ کفر کسی طرح عذاب نازل ہی نہ ہو گا یہ سمجھنا بالکل غلط ہے کیونکہ) واقعی اللہ تعالیٰ (ابتداءً تو کسی کو عذاب دینا نہیں چنانچہ اس کی عادت ہے کہ وہ) کسی قوم کی (اچھی) حالت میں تغیر نہیں کرتا جب تک وہ لوگ خود اپنی (صلاحیت کی) حالت کو نہیں بدل دیتے (مگر اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ جب وہ اپنی

| ملحقات الترجمۃ | اللغات |
| --- | --- |
| لے قولہ فی تغیض رحم میں اشارۃ الی الاسناد المجازی والفاعل ایلا لبس الرحم من الولد او المدۃ ان کان الغیض والازدیاد لازمین او الفاعل ہو اللہ تعالیٰ ان کانا متعدیین ۱۲ | اللغات قولہ سارب ذاہب من القاموس ۱۲ قولہ معقبت بمعنے متعقبات لایابہا وذہابہا تناوبین البلاغۃ قولہ سواء منکم تخصیص بعد تعمیم لتنفید من عالم الغیب الخ وفی تقیید المستخفی باللیل مبالغۃ ۱۲ |

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم فی الروح قال النصرآبادی ان ہذا الحکم عام لکن مناقشۃ الخواص فوق مناقشۃ العوام وعن بعض السلف انہ قال ان الفارۃ مزقت خفی وما اعلم ذلک الا بذنب اتیتہ والا لما سلط علی وتمثل بقول الشاعر ؎ لو کنت من مازن لم تستبح ابلی ۔ بنو اللقیطۃ من ذہل بن شیبانا ۱۲

ترجمۃ قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم ۔ روح میں نصرآبادی سے منقول ہے کہ یہ حکم عام ہے سب کو اور خواص کیلئے زیادہ کاوش ہوتی ہے ۱۲

فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ ۚ وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ ۝ لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۚ وَالَّذِينَ

پھر جس پر چاہے گرادیتا ہے اور وہ لوگ اللہ کے باب میں جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ بڑا شدید القوت ہے سچا پکارنا اسی کیلئے خاص ہے اور خدا کے سوا جن کو یہ

يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ ۚ وَمَا

لوگ پکارتے ہیں وہ ان کی درخواست کو اس سے زیادہ منظور نہیں کرسکتے جتنا پانی اس شخص کی درخواست کو منظور کرتا ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کیطرف پھیلائے ہوتا ہو کہ وہ اسکے منہ تک آجاوے

دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۝ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَظِلَالُهُمْ بِالْغُدُوِّ

کافروں کی درخواست کرنا محض بے اثر ہے اور اللہ ہی کے سامنے سب سرخم کئے ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں خوشی سے اور مجبوری سے اور ان کے سائے بھی صبح

وَالْآصَالِ ۩ ۝ قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلِ اللَّهُ ۚ قُلْ أَفَاتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُونَ

اور شام کے وقتوں میں آپ کہئے کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے آپ کہدیجئے کہ اللہ ہی آپ یہ کہئے کہ کیا پھر بھی تم نے خدا کے سوا دوسرے مددگار قرار دے رکھے ہیں جو خود

لِأَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۝ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ ۗ أَمْ جَعَلُوا

اپنی ذات کے نفع نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے آپ یہ کہئے کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہوسکتا ہے یا کہیں تاریکی اور روشنی برابر ہوسکتی ہے یا انہوں نے اللہ

لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۚ قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝

کے ایسے شریک قرار دے رکھے ہیں کہ انہوں نے بھی پیدا کیا ہو جیسا خدا پیدا کرتا ہے پھر ان کو پیدا کرنا ایک سا معلوم ہوا ہو آپ کہدیجئے کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی واحد ہے غالب ہے

صلاحیت میں خلل ڈالنے لگتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی انپر مصیبت وعقوبت تجویز کی جاتی ہے) اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مصیبت ڈالنا تجویز کرلیتا ہے تو پھر اس کے ہٹنے کی کوئی صورت ہی نہیں (وہ واقع ہو ہی جاتی ہے) اور (ایسے وقت میں) کوئی خدا کے سوا جن کی حفاظت کا ان کو زعم ہے) ان کا مددگار نہیں رہتا ہے (حتی کہ فرشتے بھی ان کی حفاظت نہیں کرتے اور اگر کرتے بھی تو حفاظت ان کی کام نہ آسکتی) وہ ایسا عظیم الشان) ہے کہ تم کو (بارش کے وقت) بجلی (چمکتی ہوئی) دکھلاتا ہے جس سے (اس کے گرنے کا) ڈر بھی ہوتا ہے اور (اس سے بارش کی) امید بھی ہوتی ہے اور وہ بادلوں کو (بھی) بلند کرتا ہے جو پانی سے بھرے ہوتے ہیں اور رعد (فرشتہ) اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتا ہے اور (دوسرے) فرشتے بھی اس کے خوف سے (اس کی تحمید وتسبیح کرتے ہیں) اور وہ (زمین کی طرف) بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہے گرادیتا ہے اور وہ لوگ اللہ کے باب میں (یعنی اس کی توحید میں باوجود اس کے ایسے عظیم الشان ہونیکے) جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ بڑا شدید القوت ہے (کہ جس سے ڈرنا چاہئے مگر یہ لوگ ڈرتے نہیں اور اس کے ساتھ شریک ٹھیراتے ہیں اور وہ ایسا مجیب الدعوات ہے کہ) سچا پکارنا اسی کیلئے خاص ہے (کیونکہ اس کو قبول کرنے کی قدرت ہے) اور خدا کے سوا جن کو یہ لوگ (اپنے حوائج ومصائب میں) پکارتے ہیں وہ (بوجہ عدم قدرت کے) ان کی درخواست کو اس سے زیادہ منظور نہیں کرسکتے جتنا پانی اس شخص کی درخواست کو منظور کرتا ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوا ہو (اور اس کو اشارہ سے اپنی طرف بلا رہا ہو) تاکہ وہ (پانی) اس کے منہ تک (اڑکر) آجاوے اور وہ (از خود) اس کے منہ تک (کسی طرح) آنیوالا نہیں (پس جس طرح پانی اس کی درخواست قبول کرنے سے عاجز ہے اسی طرح ان کے معبود عاجز ہیں اگر وہ غیر ذی روح ہیں تب تو ظاہر ہے اور اگر وہ ذی روح ہیں تب بھی قادر حقیقی کے روبرو تو عاجز ہی ہیں) اور (چونکہ وہ معبودین ان کی درخواست کے قبول کرنے سے عاجز ہیں اس لئے) کافروں کی (ان سے) درخواست کرنا محض بے اثر ہے اور اللہ ہی (ایسا قادر مطلق ہے کہ اسی) کے سامنے سب سرخم کئے ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں (بعضے) خوشی سے اور (بعضے) مجبوری سے (خوشی سے یہ کہ باختیار خود عبادت کرتے ہیں اور مجبوری کے یہ معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس مخلوق میں جو تصرف کرنا چاہتے ہیں وہ اس کی مخالفت نہیں کرسکتا) اور ان (زمین والوں) کے سائے بھی (سرخم کئے ہیں) صبح اور شام کے وقتوں میں (یعنی سایہ کو جتنا چاہیں بڑھائیں جتنا چاہیں گھٹائیں اور صبح وشام کے وقت چونکہ امتداد اور تنقص ان کا زیادہ ظاہر ہوتا ہے

اللغات قوله المحال - من المحل وهو المكر والتدبير والمراد القوة ۱۲ النحو قوله دعوة الحق اي الدعوة الحق اي الذي يترتب عليه الاثر قوله الا كباسط تقديره الا كاستجابة الماء باسط كفيه

قوله طوعا وكرها خائفين وطامعين حال من ضمير المفعول قوله الثقال جمع لكون السحاب جنسا ۱۲

مسائل السلوک

قوله تعالیٰ والذين يدعون لا يستجيبون لهم بشيء الا كباسط كفيه الى الماء ليبلغ فاه وما هو ببالغه
يعلم بخيبة المستغيثين بغير الله و لو كان وليا حيا او ميتا وقد شاع من البلاء وعم البلوى قوله تعالى ولله يسجد من في السموات والارض طوعا وكرها الاول القيا د تشريعي والثاني تكويني۔ ترجمہ قولہ تعالے والذين يدعون لا يستجيبون لهم بشيء الا كباسط كفيه الى الماء ليبلغ فاه وما هو ببالغه اس سے غیر اللہ احیاء واموات سے ستغاثہ کرنیوالوں کا خسران معلوم ہوتا ہے اور یہ بلا کثرت سے پھیل گئی قولہ تعالیٰ ولله يسجد من في السموات والارض طوعا وكرها اول انقیاد تشریعی ہے دوسرا انقیاد تکوینی ۱۲

السجدة ۲

اردو ۱۵ کا معنی علیٰ قرۃ الاعین بمسائل السلوک ۔۔۔

اس لیے تخصیص کی گئی ورنہ سایہ بھی بایں معنی ہر طرح مطیع ہے اور چونکہ مثل صفات بالا کے وہ تمام عالم کا خالق بھی ہے اس لئے اس مضمون کی تقریر وتحقیق کے لئے) آپ (ان سے یوں) کہیے کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار (یعنی موجد و مبقی یعنی خالق وحافظ) کون ہے (اور چونکہ اس کا جواب متعین ہے اس لئے جواب بھی) آپ (ہی) کہئے کہ اللہ ہے (پھر) آپ یہ کہئے کہ کیا (یہ دلائل توحید سنکر) پھر بھی تم نے خدا کے سوا دوسرے مددگار (یعنی معبود) قرار دے رکھے ہیں جو (بوجہ غایت عجز کے) خود اپنی ذات کے نفع نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے (اور پھر شرک کے ابطال اور توحید کے احقاق کے بعد اہل توحید و اہل شرک اور خود توحید و شرک کے درمیان اظہار فرق کے لئے) آپ یہ (بھی) کہئے کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتا ہے (یہ مثال ہے مشرک اور موحد کی) یا کہیں تاریکی اور روشنی برابر ہو سکتی ہے (یہ مثال ہے شرک اور توحید کی) یا انہوں نے اللہ کے ایسے شریک قرار دے رکھے ہیں کہ انہوں نے بھی (کسی چیز کو) پیدا کیا ہو جیسا خدا (انکے اعتراف کے موافق بھی) پیدا کرتا ہے پھر (اس وجہ سے) ان کو (دونوں کا) پیدا کرنا ایکسا معلوم ہوا ہو (اور اس سے استدلال کیا ہو کہ جب دونوں یکساں خالق ہیں تو دونوں یکساں معبود بھی ہونگے سو اس کے متعلق بھی) آپ (یہی) کہہ دیجئے کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی (اپنی ذات وصفات کمال میں) واحد ہے (اور سب مخلوقات پر) غالب ہے ف لہ معقبٰت الخ سے جو شبہ پیدا ہوا تھا اس کے جواب کیلئے گو صرف واذا اراد اللہ بقوم سوءا الخ کافی ہے مگر ان اللہ لا یغیر الخ کا فائدہ یہ ہے کہ یہ بھی ایک ملتفار تھا اسی اشتباہ کا جو لہ معقبٰت سے پیدا ہوا تھا یعنی بعض صورتوں میں عدم تغییر کو دیکھ کر بھی دھوکہ ہو سکتا تھا کہ کسی صورت میں تغییر واقع نہ کیا جاویگا اس لئے تغییر کے یقینی انتفار کی ایک حد بیان فرما دی گئی جیسا کہ یہ سب ترجمہ کی تقریر سے ظاہر ہے اور بعض لوگوں کو وسوسہ ہوا ہے کہ باوجود حفاظت ملائکہ کے پھر کیوں بعض حوادث کا وقوع ہوتا ہے جواب ظاہر ہے کہ من امر اللہ الخ کی اس میں قید ہے پس جب کسی حکمت کی وجہ سے جس کا تعیین کا علم ہونا ہم کو ضرور نہیں حکم حفاظت کا نہیں ہوتا وہ ملائکہ اپنا کام نہیں کرتے اور اگر کسی کو یہ وسوسہ ہو کہ حفاظت تو ویسے بھی ہو سکتی تھی ملائکہ کے مقرر ہونے کی کیا ضرورت جواب یہ ہے کہ ضرورت کی نفی سے حکمت کی نفی لازم نہیں آتی مثل دوسرے اسباب کے اس میں بھی حکمتیں ہونگی اور اگر کسی کو یہ وسوسہ ہو کہ بعض اوقات دیکھا جاتا ہے کہ باوجود ارتکاب معاصی کے عافیت اور نعمت زائل نہیں ہوتی اور بعض اوقات باوجود اجتناب معاصی کے عافیت اور نعمت زائل ہو جاتی ہے اور یہ دونوں امر مقتضائے ان اللہ لا یغیر الخ کے منافی ہیں جواب یہ ہے کہ اول امر تو ظاہراً بھی منافی نہیں کیونکہ آیت کا مدلول یہ نہیں کہ ان کی تغییر حالت سے ہم ضرور تغییر کر دیں گے بلکہ اس کا مدلول یہ ہے کہ بدون ان کی تغییر کے ہم تغییر نہ کرینگے سو امر اول ظاہر ہے کہ اس مدلول کے منافی نہیں اور امر ثانی بھی تامل کے بعد منافی نہیں کیونکہ ما بقوم سے مراد رحمت الٰہیہ اور اس کی تغییر سے مراد غضب اور ناراضی ہے جیسا ما بانفسہم سے مراد طاعۃ اور اس کی تغییر سے مراد معصیت ہے پس حاصل مدلول آیت یہ ہوا کہ بدون معصیت کے ہم ناراض نہیں ہوتے پس اجتناب معاصی میں ناراضی کی نفی یقینی ہے نعمت اور عافیت کی نفی کا وعدہ نہیں پس امر ثانی کو مدلول آیت سے کوئی تنافی نہیں اور اس بناء پر امر اول کے عدم تنافی کی اور بھی تقریر ممکن ہے وہ یہ کہ ارتکاب معاصی سے گو نعمت اور عافیت ظاہری زائل نہ ہو لیکن حق تعالیٰ کی ناراضی کسی درجہ میں تو ضرور مرتب ہو جاتی ہے چنانچہ روح المعانی میں بروایت ابن ابی شیبہ والوالشیخ وابن مردویہ حضرت علیؓ سے مرفوعاً ایک حدیث قدسی نقل کی ہے جس میں یہ مضمون مصرح ہے اس کے الفاظ یہ ہیں وعزتی وجلالی وارتفاعی فوق عرشی ما من اہل قریۃ ولا اہل بیت ولا رجل ببادیۃ کانوا علی ما کرہت من معصیتی ثم تحولوا عنہا الی ما احببت من طاعتی الا تحولت لہم عما یکرہون من عذابی الی ما یحبون من رحمتی ولا من اہل قریۃ ولا اہل بیت ولا رجل ببادیۃ کانوا علی ما احببت من طاعتی ثم تحولوا عنہا الی ما کرہت من معصیتی الا تحولت لہم عما یحبون من رحمتی الی ما یکرہون من عذابی اور اس تفسیر سے ایک اور وسوسہ زائل ہو گیا وہ یہ کہ بعض آیات واحادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ذنوب خاصہ سے کبھی مواخذہ عامہ بھی ہوتا ہے تو غیر عاصی کا ماخوذ ہونا بظاہر منافی ہے مدلول ان اللہ لا یغیر الخ کے وجہ زوال ظاہر ہے کہ اگر یہ ماخوذین باوجود قدرت کے مداہنت کرتے تھے تب تو یہ بھی معصیت کے مرتکب تھے تو کچھ

ملحقات الترجمۃ لہ قولہ فی رب السمٰوٰت خالق کذا فی الروح ۱۲

أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَابِيًا ۚ وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ

اللہ تعالےٰ نے آسمان سے پانی نازل فرمایا پھر نالے اپنی مقدار کے موافق چلنے لگے پھر وہ سیلاب خس و خاشاک بہالایا جو اسکے اوپر ہے اور جن چیزوں کو آگ کے اندر زیور یا اور اسباب بنانیکی

ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِثْلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ فَأَمَّا الزَّبَدُ

غرض سے تپاتے ہیں اس میں بھی ایسا ہی میل کچیل ہے اللہ تعالیٰ حق اور باطل کی اسی طرح مثال بیان کر رہا ہے سو جو میل کچیل تھا

فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۖ وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ۝

وہ تو پھینک دیا جاتا ہے اور جو چیز لوگوں کے کارآمد ہے وہ دنیا میں رہتی ہے اللہ تعالےٰ اسی طرح مثالیں بیان کرتے ہیں

اشکال ہی نہیں اور اگر اس سے بھی محفوظ تھے تو وہ مواخذہ صوریہ ہے غضب اور ناراضی نہیں ہے پس دونوں میں کچھ تنافی نہ ہوئی اور ظاہر آیت سے کہ رعد کا ذکر ملائکہ کے ساتھ کیا گیا اور ترمذی کی حدیث مرفوع کی تصریح سے رعد کا ایک فرشتہ ہونا معلوم ہوتا ہے اور اسی حدیث سے برق کا اُس فرشتہ کے ہاتھ میں ایک ناری تازیانہ معلوم ہوتا ہے اس میں بعض نے ایک اشکال نقلی کیا ہے اور ایک اشکال عقلی اوّل یہ کہ سورۂ بقرہ میں رعد نکرہ آیا ہے سو اگر علَم ہوتا تو نکرہ نہ آتا دوسرا یہ کہ فلاسفہ نے اس کے خلاف ذکر کیا ہے اول کا جواب یہ ہے کہ رعد جیسا فرشتہ کا نام ہے ایسا ہی رعد اس فرشتہ کی آواز کو بھی کہتے ہیں پس نکرہ سے مراد اُس کی صوت ہے اور دوسرے کا جواب یہ ہے کہ اگر اُس آواز کا سبب ظاہری فلاسفہ کے قول کے موافق ہو اور سبب حقیقی اخبار شرع کے مطابق ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں چنانچہ انسان کی آواز کا ظاہری سبب قلع و قرع خاص ہے اور حقیقی سبب اس کی روح ہے اسی طرح یہاں ہونا بھی مستبعد نہیں اور یہ بھی کہنا مضائقہ نہیں کہ گاہے یہ سبب ہو اور گاہے وہ ہو کیونکہ مسبب واحد کے اسباب کا متعدد ہونا جائز ہے اسی طرح برق کی حقیقت تو وہی ہو جو فلاسفہ کہتے ہیں مگر وہ اُس فرشتہ کے قبضہ میں ہو تو اس میں کوئی استبعاد نہیں یا گاہے یہ ہو گاہے وہ ہو خوب سمجھ لو واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم ؛ ربط اوپر توحید کا حق ہونا اور شرک کا باطل ہونا مذکور تھا آگے اس حق اور اس باطل کی دو مثالیں مذکور ہیں جیسا اوپر بھی ایک تمثیل نور وظلمات کے ساتھ مذکور ہوئی ہے :۔

## مثال حق و باطل

أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ (الی قولہ تعالیٰ) كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ۝ اللہ تعالےٰ نے آسمان سے پانی نازل فرمایا پھر (اس پانی سے) نالے (بھر کر) اپنی مقدار کی موافق چلنے لگے (یعنی چھوٹے نالے میں تھوڑا پانی اور بڑے نالے میں زیادہ پانی) پھر وہ سیلاب (کا پانی) خس و خاشاک کو بہالایا جو اس (پانی) کی (سطح کے) اوپر (آرہا) ہے (ایک کوڑا کرکٹ تو یہ ہے) اور جن چیزوں کو آگ کے اندر (رکھکر) زیور یا اور اسباب (ظروف وغیرہ) بنانے کی غرض سے تپاتے ہیں اُس میں بھی ایسا ہی میل کچیل (اوپر آجاتا) ہے (پس ان دو مثالوں میں دو چیزیں ہیں ایک کار آمد چیز کہ اصل پانی اور اصل مال ہے اور ایک ناکارہ چیز کہ کوڑا کرکٹ میل کچیل ہے غرض) اللہ تعالیٰ حق (یعنی توحید و ایمان وغیرہ) اور باطل (یعنی کفر و شرک وغیرہ) کی اسی طرح کی مثال بیان کر رہا ہے (جس کی تکمیل اگلے مضمون سے ہوتی ہے) سو (ان دونوں مذکورہ مثالوں میں) جو میل کچیل تھا وہ تو پھینک دیا جاتا ہے اور جو چیز لوگوں کے کارآمد ہے وہ دنیا میں (نفع رسانی کے ساتھ) رہتی ہے (اور جس طرح اس حق و باطل کی مثال بیان کی گئی) اللہ تعالیٰ اسی طرح (ہر ضروری مضمون میں) مثالیں بیان کیا کرتے ہیں ف حاصل دونوں مثالوں کا یہ ہے کہ جیسا ان مثالوں میں میل

اللغات قولہ ادویۃ جمع وادی الموضع الذی یسیل فیہ الماء بکثرۃ قولہ فاحتمل قولہ السیل الماء الجاری فی الاودیۃ قولہ زبدًا ہو الغثاء الذی یطرا کالوادی قولہ رابیا عالیا منتفیا فوق الماء قولہ جفاءً جفاءً الماء بالزبد اذا قذفہ ۱۲
النحو قولہ بقدرہا متعلق بسالت قولہ ومما یوقدون ای الناس بدلالۃ المقام

خبر مقدم وابتغاء مفعول لہ وزبد مبتداء موخر قولہ جفاء حال ۱۲
البلاغۃ تنکیر ودیۃ لان الاستیعاب غیر واقع وزیادۃ قولہ فی النار قیل للاشعار بالمبالغۃ فی الاحتمال للاذابۃ وحصول الزبد ۱۲

لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ۚ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ

جن لوگوں نے اپنے رب کا کہنا مان لیا ان کے واسطے اچھا بدلا ہے اور جن لوگوں نے اس کا کہنا نہ مانا انکے پاس اگر تمام دنیا بھر کی چیزیں ہوں اور اس کے ساتھ اُسی کی برابر اور بھی ہو

لَافْتَدَوْا بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ سُوْۗءُ الْحِسَابِ ڏ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

تو وہ سب اپنی رہائی کیلئے دے ڈالیں ان لوگوں کا سخت حساب ہوگا اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ برا قرار گاہ ہے جو شخص یقین رکھتا ہو کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ

مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۝

نازل ہوا ہے وہ سب حق ہے کیا ایسا شخص اُسکی طرح ہو سکتا ہے جو کہ اندھا ہے پس نصیحت تو سمجھدار ہی لوگ قبول کرتے ہیں یہ لوگ ایسے ہیں کہ اللہ سے جو کچھ انہوں نے عہد کیا ہے اس کو پورا کرتے ہیں

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْۗءَ الْحِسَابِ ۝ۭ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا

اور یہ ایسے ہیں کہ اللہ نے جن علاقوں کے قائم رکھنے کا حکم کیا ہے ان کو قائم رکھتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں اور سخت عذاب کا اندیشہ رکھتے ہیں اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ

ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰۗىِٕكَ

اپنے رب کی رضا مندی کے جویاں رہکر مضبوط رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو روزی دی ہے اس میں سے چپکے بھی اور ظاہر کرکے بھی خرچ کرتے ہیں اور بدسلوکی کو حسن سلوک سے

لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ

ٹالدیتے ہیں اس جہان میں نیک انجامی اُن لوگوں کے واسطے ہے یعنی ہمیشہ رہنے کی جنتیں جنمیں وہ لوگ بھی داخل ہونگے اور ان کے ماں باپ اور بیبیوں اور اولاد میں جو لائق ہونگے وہ بھی داخل ہونگے اور فرشتے

يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ۚ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝ۭ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ

ان کے پاس ہر دروازہ سے آتے ہونگے کہ تم صحیح سلامت رہو گے بدولت اسکے کہ تم مضبوط رہے تھے سو اس جہان میں تمہارا انجام بہت اچھا ہے اور جو لوگ خدا تعالیٰ کے معاہدوں

مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ ۝

ان کی پختگی کے بعد توڑتے ہیں اور خدا تعالےٰ نے جن علاقوں کے قائم رکھنے کا حکم فرمایا ہے ان کو قطع کرتے ہیں اور دنیا میں فساد کرتے ہیں ایسے لوگوں پر لعنت ہوگی اور انکے لئے اُس جہان میں خرابی ہوگی

کچیل برائے چندے اصلی چیز کے اوپر نظر آتا ہے لیکن انجام کار وہ پھینک دیا جاتا ہے اور اصلی چیز رہجاتی ہے اسی طرح باطل گو برائے چندے حق کے اوپر غالب نظر آوے لیکن آخر کار باطل محو اور مغلوب ہو جاتا ہے اور حق باقی اور ثابت رہتا ہے کذا فی الجلالین ربط اوپر مثالوں کے ضمن میں حق اور باطل کا حال بیان فرمایا تھا آگے اہل حق اور اہل باطل کا باعتبار صفت یعنی ہدایت وضلالت وبعض اعمال حسنہ وسیئہ کے اور نیز باعتبار جزا یعنی ثواب وعقاب کے مذکور ہے جیساکہ اوپر تمثیل باعمی وبصیر میں بھی ان کا حال ہدایت وضلالت کا اجمالاً مذکور ہوا تھا:۔

## بعضے صفات وعواقب محقین ومبطلین

لِلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى (الی قولہ تعالے) وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّار جن لوگوں نے اپنے رب کا کہنا مان لیا اور توحید اور طاعت کو اختیار کر لیا) انکے واسطے اچھا بدلہ (یعنی جنت مقرر) ہے اور جن لوگوں نے اس کا کہنا نہ مانا اور کفر ومعصیت پر قائم رہے) انکے پاس (قیامت کے دن) اگر تمام دنیا بھر کی چیزیں (موجود) ہوں اور (بلکہ) اُس کے ساتھ اُسی کی برابر اور بھی (مال ودولت) ہو تو سب اپنی رہائی کے لئے دے ڈالیں ان لوگوں کا سخت حساب ہوگا (جس کو دوسری آیت میں بحساب عسیر فرمایا ہے) اور ان کا ٹھکانا (ہمیشہ کے لئے) دوزخ اور وہ برا قرار گاہ ہے

البلاغۃ قولہ افمن یعلم الخ قال البیضاوی الہمزۃ لانکاران یقع شبہۃ فی تشابہہما بعدما ضرب المثل اھ قلت وبہ ظہر معنے الہمزۃ والفاء ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ انما یتذکر اولوا الالباب الذین یوفون بعہد اللہ الخ وصف اولی الالباب بھذہ الجمل دلیل علی ان العقل المعتبر ھو عقل الاخادہ صاحبہ حتی یسمی عاقلا وان کان عن الدین بمعزل فافہم قولہ تعالیٰ الذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل فی الروح الظاہر العموم فی کل ما امر اللہ تعالیٰ بہ ومن ذہب الی العموم ادخل فی ذلک الانبیاء علیہم السلام ووصلہم ان یومن بہم جمیعا وادخل الناس علی اختلاف طبقاتہم ووصلہم بمراعاۃ حقوقہم بل ادخل الحیوانات ووصلہا بمراعاۃ ما یطلب فی حقہا وجوبا او ندبا وعن الفضیل بن عیاض عن جماعۃ دخلوا علیہ بمکۃ فقال من این انتم قالوا من اہل خراسان قال اتقوا اللہ وکونوا من حیث شئتم واعلموا ان العبد لو احسن الاحسان کلہ وکانت لہ دجاجۃ فاساء الیہا لم یکن محسنا اھ قلت فاذا کان ھذا من حق الدجاجۃ فکیف بحق المشیخ الذین ہم مصابیح فی دجی ہمتہ وقد قصر المتکبرون فی حقوقہم ما قصروا اذ بعدوا الطریق وغیروا

ترجمہ قولہ تعالیٰ انما یتذکر اولوا الالباب الذین یوفون بعہد اللہ الخ اولوا الالباب کو ان جملوں سے موصوف کرنا اس دلیل ہے کہ عقل معتبر عقل معاد ہی ہے اور ایسا ہی شخص عاقل کہنے کے لائق ہے گو دنیا سے ناواقف ہو قولہ تعالیٰ الذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل روح میں ہے کہ ...

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۠

اللہ جس کو چاہے زیادہ رزق دیتا ہے اور تنگی کر دیتا ہے اور یہ لوگ دنیوی زندگانی پر اتراتے ہیں اور یہ دنیوی زندگی آخرت کے مقابلہ میں بجز ایک متاع قلیل کے اور کچھ بھی نہیں

جو شخص یہ یقین رکھتا ہو کہ جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل ہوا ہے وہ سب حق ہے کیا ایسا شخص اس کی طرح ہو سکتا ہے جو کہ (اس علم سے محض) اندھا ہے (یعنی کافر و مومن برابر نہیں) پس نصیحت تو سمجھدار ہی لوگ قبول کرتے ہیں (اور) یہ (سمجھ دار لوگ) ایسے ہیں کہ اللہ سے جو کچھ انہوں نے عہد کیا ہے اُس کو پورا کرتے ہیں اور (اُس) عہد کو توڑتے نہیں اور یہ ایسے ہیں کہ اللہ نے جن علاقوں کے قائم رکھنے کا حکم کیا ہے اُن کو قائم رکھتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں اور سخت عذاب کا اندیشہ رکھتے ہیں (جو کہ کفار کے ساتھ ہوگا اس لئے کفر سے بچتے ہیں) اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ اپنے رب کی رضامندی کے جویاں رہکر (دین حق پر) مضبوط رہتے ہیں[2] اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو روزی دی ہے اس میں سے چپکے بھی اور ظاہر کرکے بھی (جیسا موقع ہوتا ہے) خرچ کرتے ہیں اور (لوگوں کی) بدسلوکی کو (جو ان کے ساتھ کی جاوے) حسن سلوک سے ٹال دیتے ہیں (یعنی کوئی اُن کے ساتھ بدسلوکی کرے تو کچھ خیال نہیں کرتے بلکہ اس کے ساتھ سلوک کرتے ہیں) اس جہان میں (یعنی آخرت میں) نیک انجامی ان لوگوں کے واسطے ہے یعنی ہمیشہ رہنے کی جنتیں جن میں وہ لوگ بھی داخل ہونگے اور اُنکے ماں باپ[3] اور بیبیوں اور اولاد میں جو (جنت کی) لائق (یعنی مومن) ہونگے (گو ان موصوفین کے درجہ کے نہوں) وہ بھی (جنت میں اُن کی برکت سے ان ہی کے درجوں میں) داخل ہونگے اور فرشتے انکے پاس ہر (سمت کے) دروازہ سے آتے ہونگے (اور یہ کہتے ہونگے) کہ تم (ہر آفت اور خطرہ سے) صحیح سلامت رہو گے بدولت اس کے کہ تم (دین حق پر) مضبوط رہے تھے سو اس جہان میں تمہارا انجام بہت اچھا ہے (یہ تو عمل اور مآل ہوا مطیعین کا آگے ان کے اضداد کا ذکر ہے) اور جو لوگ خدا تعالے کے معاہدوں کو ان کی پختگی کے بعد توڑتے ہیں اور خدا تعالے نے جن علاقوں کے قائم رکھنے کا حکم فرمایا ہے اُن کو قطع کرتے ہیں اور دنیا میں فساد کرتے ہیں ایسے لوگوں پر لعنت ہو گی اور ان کے لئے اس جہان میں خرابی ہو گی ف چونکہ ایسے مضامین مؤمنین اور کفار کے متعلق قرآن میں اب تک متعدد مواقع پر آچکے ہیں اس لئے مزید تفصیل کی ضرورت نہ سمجھی گئی البتہ یہ بات شاید اب تک کہیں مذکور نہیں ہوئی کہ مقربین کی برکت سے انکے آباء وازواج واولاد بھی اُسی درجہ میں بالتبع داخل ہونگے سو یہ مضمون اس آیت کی تفسیر میں ابن جبیرؓ سے منقول ہے کذا فی الروح عن ابن ابی حاتم وابی الشیخ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں یدخل الرجل الجنۃ فیقول این امی این ولدی این زوجتی فیقال لم یعملوا مثل عملک فیقول کنت اعمل لی ولہم ثم قرأ الآیۃ اور ومن صلح کی تفسیر من آمن نقل کی ہے اور مراد آباء واولاد سے وہ ہیں جو بلاواسطہ ہوں ورنہ تمام اہل جنت کا ایک ہی درجہ میں ہونا لازم آتا ہے اور وہ منتفی بالنصوص ہے اگر کسی کو شبہ ہو کہ بلاواسطہ میں بھی یہی امر لازم آتا ہے کیونکہ ان تابعین کے بھی آباء واولاد کچھ بلاواسطہ ہونگے وعلی ہذا جواب یہ ہے کہ جو شخص بالتبع صاحب درجہ ہو گا اس کی تبعیت سے دوسرا صاحب درجہ نہ ہو گا ربط اوپر کفار کا ملعون یعنی رحمت سے بعید ہونا مذکور ہوا ہے چونکہ اکثر کفار باعتبار ثروت دنیوی کے خوش حال تھے اس لئے خود ان کو یا دوسرے دیکھنے والوں کو یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ اگر یہ لوگ رحمت سے بعید ہوتے تو آثار رحمت یعنی دولت و ثروت سے کیوں کامیاب ہوتے آگے اس شبہ کا جواب ہے

## جواب شبہ عدم مبغوضیت کفار از وسعت رزق

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ (الی قولہ تعالیٰ) فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۠ یعنی ظاہری دولت و ثروت کو دیکھ کر یہ دھوکہ نہ کھانا چاہئے کہ یہ لوگ مورد رحمت ہیں کیونکہ رزق کی تو یہ کیفیت ہے کہ) اللہ جس کو چاہے زیادہ رزق دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگی کر دیتا ہے (رحمت و غضب کا

### ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی الذین یوفون یہ لوگ ایسے اشارۃ الی ان الموصول مبتداء وجوابالا دفق بقولہ تعالے والذین ینقضون فانہ مقابل لہ وہو مبتداء ۱۲

[2] قولہ فی صبروا ما بعدہ رہتے ہیں دنحوہ اشارۃ الی ارادۃ المستقبل بالماضی بقرینۃ اخواتہا [3] قولہ فی ابائہم ماں باپ ففیہ تغلیب ۱۲

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۗ قُلْ إِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ ۝

اور یہ کافر لوگ کہتے ہیں کہ ان پر کوئی معجزہ انکے رب کی طرف سے کیوں نہیں نازل کیا گیا آپ کہدیجئے کہ واقعی اللہ تعالےٰ جسکو چاہیں گمراہ کر دیتے ہیں اور جو شخص ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس کو اپنی طرف ہدایت کر دیتے ہیں

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے اُن کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے

طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ ۝ كَذَٰلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهَا أُمَمٌ لِّتَتْلُوَ عَلَيْهِمُ الَّذِي

ان کے لئے خوشحالی اور نیک انجامی ہے اسی طرح ہم نے آپکو ایسی امت میں رسول بنا کر بھیجا ہے کہ اس سے پہلے اور بہت سی امتیں گذر چکی ہیں تاکہ آپ اُن کو وہ کتاب پڑھ کر سنا دیں جو ہم نے آپ کے

أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَٰنِ ۚ قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ ۝

پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہے اور وہ لوگ ایسے بڑے رحمت والے کی ناسپاسی کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ میرا مربی ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کر لیا اور اسی کے پاس مجھکو جانا ہے

وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَىٰ ۗ بَل لِّلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا ۗ

اور اگر کوئی ایسا قرآن ہوتا جسکے ذریعہ سے پہاڑ ہٹا دیئے جاتے یا اس کے ذریعہ سے زمین جلدی جلدی طے ہو جاتی یا اس کے ذریعہ سے مردوں کے ساتھ کسیکو باتیں کرا دی جاتیں تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے بلکہ سارا اختیار خاص اللہ ہی کو ہے

أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ آمَنُوا أَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا ۗ

کیا پھر بھی ایمان والوں کو اس بات میں دلجمعی نہیں ہوئی کہ اگر خدا تعالےٰ چاہتا تو تمام آدمیوں کو ہدایت کر دیتا

کا یہ معیار نہیں) اور یہ (کفار) لوگ دُنیوی زندگانی پر (اور اُس کے عیش و عشرت پر) اتراتے ہیں اور (اُن کا اترانا بالکل فضول اور غلطی ہے کیونکہ) یہ دُنیوی زندگی (اور اس کا عیش و عشرت) آخرت کے مقابلہ میں بجز ایک متاع قلیل کے اور کچھ بھی نہیں ربط اوپر ذکر جزائے منکرین و بیان توحید پہلے آیات وان تعجب الخ میں نبوت کے متعلق تھا آگے پھر عود ہے اُسی طرف

## عود بہ مبحث نبوت

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنزِلَ (الی قولہ تعالےٰ) ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ اور یہ کافر لوگ (آپ کی نبوت میں طعن و اعتراض کرنے کے لئے یوں) کہتے ہیں کہ ان (پیغمبر) پر کوئی معجزہ (ہمارے فرمائشی معجزوں میں سے) ان کے رب کی طرف سے کیوں نہیں نازل کیا گیا آپ کہدیجئے کہ واقعی (تمہاری ان بیہودہ فرمائشوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ) اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں گمراہ کر دیتے ہیں (وجہ معلوم ہونے کی ظاہر ہے کہ باوجود معجزات کافیہ کے جن میں سب سے اعظم قرآن ہے پھر بھی فضول باتیں کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قسمت ہی میں گمراہی لکھی ہے) اور (جس طرح ان معاندین کو قرآن جو اعظم معجزات ہے ہدایت کیلئے کافی نہ ہوا اور گمراہی ان کو نصیب ہوئی اسی طرح) جو شخص ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے (اور طریق حق کا طالب ہوتا ہے جس کا مصداق آگے آتا ہے الذین آمنوا وتطمئن الخ) اس کو اپنی طرف (رسائی دینے کیلئے) ہدایت کر دیتے ہیں (اور گمراہی سے بچا لیتے ہیں)

### اللغات

**قولہ** طوبٰی کبشرٰی مصدر طاب **قولہ** افلم ییئس فی الروح الم یعلموا وہی لغۃ ہوازن والظاہر ان استعمال الیاس فی ذلک حقیقۃ وقیل مجاز لانہ متضمن للعلم فان الآیس عن الشیء عالم بانہ لایکون فاستعمل المقید وہو علم العدم فی المطلق وہو مطلق العلم ۱۲

**الروایات قولہ** ویقول الذین کفروا **قولہ** لا یزال الذین کفروا ای اہل مکۃ کذا فی الروح المعانی **قولہ** ولو ان قرآنا الخ فی الروح اخرج ابن ابی شیبۃ وابن المنذر وغیرہما عن الشعبی قال قالت قریش لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کنت نبیا کما تزعم فباعد جبلی مکۃ اخشبیہا ہذین مسیرۃ اربعۃ ایام او خمسۃ فانہا ضیقۃ حتی نزرع فیہا ونرعی وابعث لنا آباءنا من الموتی حتی نکلمہم ویخبرونا انک نبی او احملنا الی الشام او الی الیمن او الی الحیرۃ حتی نذہب ونجیئ فی لیلۃ کما زعمت انک فعلتہ فنزلت ہذہ الآیۃ واخرج ابن جریر وابو الشیخ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قالوا سیر بالقرآن الجبال قطع بالقرآن الارض اخرج بہ موتانا فنزلت **قولہ** افلم ییئس روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان الکفار لما سألوا الآیات ود المؤمنون ان یظہرہا اللہ تعالےٰ لیجتمعوا علی الایمان اھ قلت وہذہ ان کانت بلا سند لکن ظاہر الفاظ القرآن یؤید وقوع القصۃ واللہ اعلم ۱۲

### ملحقات الترجمۃ

لہ **قولہ** فی الآخرۃ مقابلات لہ ای التقدیر بکذا فی جنب الآخرۃ ۱۲

لہ **قولہ** فی متاع قلیل افادہ التنوین ۱۲

### مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب فی الروح ان سبب الطمانینۃ نور یفیضہ اللہ تعالیٰ علی قلوب المؤمنین فیذہب ما بہا من القلق والوحشۃ ہم ولا تنافی بین ہذہ الآیۃ وبین قولہ تعالیٰ اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم لان المراد اذا وجلت من ہیبتہ تعالیٰ واستعظاما وجلت عظمۃ اھ قلت والہیبۃ غیر الوحشۃ الا تری ان للمشوق ہیبۃ ولا یوحش منہ وفی الروح بالاشارۃ قال الھزجوری قلوب الاولیاء مطمئنۃ لا تتحرک دائما خشیۃ من تجلی اللہ تعالیٰ علیہا فجاءۃ فیغیبہا غیر متصفۃ بالادب ہم قلت وہذا من الحسن بمکان ای مکان وہذا الحکمۃ الاطمینان تعلق ضروری لاجل الآیۃ ہم بشرح الآیۃ ترجمہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب روح میں ہے کہ اس اطمینان کا سبب ایک نور ہے جس کو اللہ تعالےٰ مومنین کے قلب پر فائض فرماتا ہے جس سے پریشانی اور وحشت جاتی رہتی ہے ۱۲

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُم بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّن دَارِهِمْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ

اور یہ کافر تو ہمیشہ اس حالت میں رہتے ہیں کہ ان کے کردار (بد) کے سبب ان پر کوئی نہ کوئی حادثہ پڑتا رہتا ہے یا ان کی بستی کے قریب نازل ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آجاوے گا یقیناً اللہ تعالیٰ

ع ۱۵ ۱۰ الْمِيعَادَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝

وعدہ خلاف نہیں کرتے۔ اور بہت سے پیغمبروں کے ساتھ جو آپ کے قبل ہوچکے ہیں استہزا ہوچکا ہے پھر میں ان کافروں کو مہلت دیتا رہا پھر میں نے ان پر دار و گیر کی سو میری سزا کس طرح کی تھی

مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے (جس کی بڑی فرد قرآن ہے) اُن کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے (جس کی بڑی فرد ایمان ہے یعنی وہ قرآن کے اعجاز کو دلالت علی النبوۃ کے لئے کافی سمجھتے ہیں اور واہی تباہی فرمائش نہیں کرتے پھر خدا کی یاد اور اطاعت میں اُن کو ایسی رغبت ہوتی ہے کہ متاع حیوٰۃ دنیا سے مثل کفار کے ان کو رغبت اور فرحت نہیں ہوتی اور) خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر (میں ایسی ہی خاصیت ہے کہ اُس) سے دلوں کو اطمینان ہوجاتا ہے (یعنی جس مرتبہ کا ذکر ہو اسی مرتبہ کا اطمینان چنانچہ قرآن سے ایمان اور ایمان صالحہ سے وطاعت سے شدت تعلق و توجہ الی اللہ میسر ہوتا ہے غرض) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے (جن کا اوپر ذکر ہوا) اُن کے لئے (دنیا میں) خوشحالی اور (آخرت میں) نیک انجامی ہے (جس کو دوسری آیت میں فلنحیینہ حیوٰۃ طیبۃ ولنجزینھم اجرھم الخ سے تعبیر فرمایا ہے خلاصہ یہ کہ کفار کے لئے قرآن کے اعجاز کو ناکافی سمجھنا اور ضلال اور اس کے قبل رغبت الی الدنیا اور اس کے حظ کا فنا اور اس کے مقابلہ میں مومنین کیلئے قرآن کو کافی سمجھنا اور ہدایت اور رغبت الی الآخرۃ اور اس کے ثمرہ کا بقا ثابت فرمایا ہے اور اصل مقصود مقام کا بحث رسالت ہے آگے اسی بحث کا تتمہ ہے یعنی یہ لوگ جو آپ کی رسالت پر شبہات کرتے ہیں تو آپ کی رسالت کوئی انوکھی چیز تو ہے نہیں پہلے بھی رسول ہوتے آئے ہیں اور جس طرح ہم نے پہلے رسولوں کو انکی امتوں کی طرف رسول بناکر بھیجا تھا) اسی طرح ہم نے آپ کو ایک ایسی امت میں رسول بناکر بھیجا ہے کہ اس (امت) سے پہلے اور بہت سی امتیں گذر چکی ہیں (اور آپ کو ان کی طرف اسلئے رسول بناکر بھیجا ہے) تاکہ آپ انکو وہ کتاب پڑھ کر سنادیں جو ہم نے آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہے اور (ان کو چاہئے تھا کہ اس نعمت عظمیٰ کی قدر کرتے اور اس کتاب پر کہ وہ معجز بھی ہے ایمان لے آتے مگر) وہ لوگ ایسے بڑے رحمت والے کی ناسپاسی کرتے ہیں (اور قرآن پر ایمان نہیں لاتے) آپ فرما دیجئے کہ (تمہارے ایمان نہ لانے سے میرا کوئی ضرر نہیں کیونکہ بیش برین نیست کہ میرے ساتھ مخالفت کرو گے سو اس سے مجھ کو اس لئے اندیشہ نہیں کہ) وہ میرا مربی (اور نگہبان) ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں (پس لامحالہ وہ کامل الصفات ہوگا پس وہ حفاظت کیلئے بھی کافی ہوگا اس لئے) میں نے اسی پر بھروسہ کرلیا اور اسی کے پاس مجھ کو جانا ہے (اس لئے توکل کی جزاء کی بھی توقع ہے یعنی مبداء و معاد دونوں مقتضی ہیں توکل کو خلاصہ یہ کہ میری حفاظت کے لئے تو اللہ تعالیٰ کافی ہے تم مخالفت کرکے میرا کچھ نہیں کرسکتے البتہ تمہارا ہی ضرر ہے) اور (اے پیغمبر اور اے مسلمانان کافروں کے عناد کی کیفیت ہے کہ قرآن کی جو موجودہ حالت ہے کہ اس کا معجز ہونا محتاج تدبر ہے بجائے اسکے) اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا (خواہ تو وہی ہوتا جو معجزات آئندہ کا بھی مظہر ہوجاتا یا کوئی دوسرا قرآن ہوتا) جس کے ذریعہ سے پہاڑ (اپنی جگہ سے) ہٹا دیئے جاتے یا اُس کے ذریعہ سے زمین جلدی جلدی طے ہوجاتی یا اس کے ذریعہ سے مردوں کے ساتھ کسی کو باتیں کرادی جاتیں (یعنی مردہ زندہ ہوجاتا اور کوئی اس سے باتیں کرلیتا اور یہ وہ معجزے ہیں جن کی فرمائش اکثر کفار کیا کرتے تھے بعضے مطلقاً بعضے اس طرح کہ قرآن کو بحالت موجودہ تو ہم معجزہ مانتے نہیں البتہ اگر قرآن سے ان خوارق کا ظہور ہو تو ہم اس کو معجزہ مان لیں مطلب یہ کہ اگر قرآن سے ایسے ایسے معجزات کا بھی ظہور ہوتا جس سے دونوں طرح کے لوگوں کی

**ملحقات الترجمۃ**

لہ قولہ فی الذین آمنوا وتطمئن مراد اس سے اشارہ الی کون الموصول خبر مبتداء مقدر ای ہم ۱۲

سہ قولہ ذکر اللہ بڑی فرد قرآن کما فی قولہ تعالیٰ نزلنا الذکر ۱۲

سہ قولہ فی قطعت جلدی جلدی افاد التفعیل التکثیر ولم اختر فی تفسیرہ تشقیق الارض عیونا او جعلہا قطائع للزرع لان فیہما تکلف التقدیر وما اخترتہ لا تکلف فیہ ۱۲

کہ قولہ بعد کلہ جس سے دونوں طرح وبہ علم بوجہ تخصیص القرآن فی ذکر ہذہ الخوارق ۱۲

أَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا

پھر کیا جو ہر شخص کے اعمال پر مطلع ہو اور ان لوگوں کے شرکا برابر ہو سکتے ہیں اور ان لوگوں نے خدا کیلئے شرکا تجویز کئے ہیں آپ کہئے کہ ان کا نام تو لو کیا تم اللہ تعالےٰ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو

لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ

کہ دنیا میں اس کی خبر اللہ تعالےٰ کو نہ ہو یا محض ظاہری لفظ کے اعتبار سے ان کو شریک کہتے ہو بلکہ ان کافروں کو اپنے مغالطہ کی باتیں مرغوب معلوم ہوتی ہیں اور یہ لوگ راہ سے محروم رہ گئے ہیں

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝

اور جس کو خدا تعالیٰ گمراہی میں رکھے اس کا کوئی راہ پر لانیوالا نہیں

فرمائش پوری ہو جاتی یعنی جو نفس خوارق کے مستدعی تھے اور جوان کا ظہور قرآن سے چاہتے تھے، تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے کیونکہ یہ اسباب موثر حقیقی نہیں، بلکہ سارا اختیار خاص اللہ ہی کو ہے وہ جس کو توفیق عطا فرماتے ہیں وہ ہی ایمان لاتا ہے اور اُن کی عادت ہے کہ طالب کو توفیق دیتے ہیں اور معاند کو محروم رکھتے ہیں اور چونکہ بعضے مسلمانوں کا جی چاہتا ہے کہ ان معجزات کا ظہور ہو جاوے شاید یہ ایمان لے آویں اس لیئے آگے اُن کا جواب ہے کہ، کیا (یہ سُن کر کہ یہ معاند ہیں ایمان نہ لاویں گے اور یہ کہ سب اختیار خدا ہی کو ہے اور یہ کہ اسباب موثر حقیقی نہیں ہیں کیا یہ سب سُن کر، پھر بھی ایمان والوں کو اس بات میں دلجمعی نہیں ہوئی کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو تمام (دنیا بھر کے) آدمیوں کو ہدایت کر دیتا دمگر بعض حکمتوں سے مشیت نہیں ہوئی تو سب ایمان نہ لاویں گے جس کی علت قریبہ عناد ہے پھر ان معاندین کے ایمان کی فکر میں کیوں لگے ہیں) اور (جب محقق ہو گیا کہ یہ لوگ ایمان نہ لاویں گے تو اس امر کا خیال آسکتا ہے کہ پھر ان کو سزا کیوں نہیں دی جاتی اُسکے متعلق ارشاد ہے کہ) یہ (مکہ کے) کافر تو ہمیشہ (آئے دن) اس حالت میں رہتے ہیں کہ اِن کے (بد) کردار ول کے سبب اُنپر کوئی نہ کوئی حادثہ پڑتا رہتا ہے (کہیں قتل کہیں قید کہیں ہزیمت) یا (بعض حادثہ اگر اُنپر نہیں بھی پڑتا مگر) ان کی بستی کے قریب نازل ہوتا رہتا ہے (مثلاً کسی قوم پر آفت آئی اور ان کو خوف پیدا ہوا کہ کہیں ہم پر بھی یہ بلا نہ آوے) یہانتک کہ (اسی حالت میں) اللہ کا وعدہ آجاوے گا (یعنی آخرت کے عذاب کا سامنا ہو جاوے گا جو کہ مرنے کے بعد شروع ہو جاوے گا اور) یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ خلاف نہیں کرتے (پس عذاب کا وقوع اُنپر یقینی ہے گو بعض اوقات توقف سے سہی) اور (ان لوگوں کا یہ معاملہ تکذیب و استہزاء کچھ آپ کے ساتھ خاص نہیں اور اسی طرح ان کے عذاب میں توقف ہونا کچھ ان کے ساتھ خاص نہیں بلکہ پہلے رسل اور پہلی اُمم کے ساتھ بھی ایسا ہو چکا ہے چنانچہ) بہت سے پیغمبروں کے ساتھ جو کہ آپ کے قبل ہو چکے ہیں (کفار کی طرف سے) استہزاء ہو چکا ہے پھر میں اُن کافروں کو مہلت دیتا رہا پھر میں نے ان پر دار وگیر کی سو (سمجھنے کی بات ہے کہ) میری سزا کس طرح کی تھی (یعنی نہایت سخت تھی) ؛

ف ایک آیت میں ذکر اللہ کی خاصیت میں خوف کو بیان کیا ہے اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم اور یہاں اطمینان قلب بیان کیا ہے سو اس میں تعارض نہ سمجھا جاوے کیونکہ اطمینان کے جو معنی بیان کئے گئے ہیں کہ دوسری چیز کی طرف رغبت و توجہ کرنے سے کافی ہو جاوے یہ خوف کے ساتھ ممکن الاجتماع ہے ربط اوپر اثنائے ذکر رسالت میں بل اللہ الامر جمیعا میں توحید کا ذکر آگیا تھا آگے اس کے مقابلہ میں شرک اور اہل شرک کی تقبیح ہے

## تقبیح شرک و اہل آن

اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ (الی قولہ تعالیٰ) فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ جب حق تعالیٰ کی شان معلوم ہو گئی کہ وہی مختار کل ہیں تو اُس کے معلوم

| النحو | ملحقات الترجمة |
| --- | --- |
| الفاء فی فمن للترتیب علی ما سبق من قولہ بل للہ الامر والموصول مبتداء وخبرہ کمن لیس کذلک مقدر وام بمعنے الہمزۃ والمستفہم عنہ مقدر والمذکور من قولہ بمعلومہ من لوازمہ اقیم مقامہ والباء فی بظاہر متعلق بتسمونہم المقدر والمضرب عنہ قبل بل مقدر ای ما آمنوا | ۱ے قولہ فی جزاء لوان قرآنا ایمان نہ لاتے اشارۃ الی تقدیر لما آمنوا، ۲ے قولہ قبل بل للہ کیونکہ یہ اسباب، اشارۃ الی تقدیر ما اضرب عنہ وحصلہ ظاہر ۳ے قولہ فی فلم یایئس والیمی یستعمل فی الیاس والیقین وکذلک الکلمۃ الاصلیۃ، |

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ○ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ

ان کے لئے دنیوی زندگانی میں عذاب ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بدرجہا زیادہ سخت ہے اور اللہ سے ان کا بچانیوالا نہیں ہوگا جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے اسکی کیفیت یہ ہے

الْمُتَّقُوْنَ ۭ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اُكُلُهَا دَاۗىِٕمٌ وَّظِلُّهَا ۭ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ڰ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ○ ۱۱

کہ اس کے نیچے سے نہریں جاری ہونگی اس کا پھل اور اس کا سایہ دائم رہیگا یہ تو انجام ہوگا متقیوں کا اور کافروں کا انجام دوزخ ہوگا۔

اور ثابت ہونے کے بعد) پھر (بھی) کیا جو (خدا) ہر شخص کے اعمال پر مطلع ہو اور ان لوگوں کے شرکا برابر ہوسکتے ہیں اور (باوجود اس کے) ان لوگوں نے خدا کیلئے شرکاء تجویز کئے ہیں آپ کہئے کہ (ذرا) ان (شرکاء) کا نام تو لو (ہمیں بھی سنوں کون ہیں اور کیسے ہیں) کیا (تم حقیقۃً ان کو شرکا سمجھ کر دعوے کرتے ہو تب تو یہ لازم آتا ہے کہ) تم اللہ تعالیٰ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو کہ دنیا (بھر) میں اس (کے وجود) کی خبر اللہ تعالیٰ کو نہ ہو (کیونکہ اللہ تعالیٰ تو اسی کو موجود جانتے ہیں جو واقع میں موجود ہو اور معدوم کو موجود نہیں جانتے کیونکہ اس سے علم کا غلط ہونا لازم آتا ہے گو انکشاف میں دونوں یکساں ہیں غرض ان کو حقیقی شریک کہنے سے یہ امر لازم آتا ہے اور وہ محال ہے پس ان کا شریک ہونا بھی محال ہے) یا (یہ کہ ان کو حقیقۃً شریک نہیں کہتے بلکہ) محض ظاہری لفظ کے اعتبار سے ان کو شریک کہتے ہو (اور مصداق واقعی اس کا کہیں نہیں ہے اگر یہ شق ثانی ہے تو ان کے شریک نہ ہونے کو از خود تسلیم کرتے ہو پس مطلوب کہ بطلان اشتراک ہے دونوں شقوں پر ثابت ہوگیا اول شق میں دلیل سے دوسری شق میں تمہاری تسلیم سے اور یہ تقریر باوجودیکہ اعلیٰ درجہ میں کافی ہے مگر یہ لوگ نہ مانیں گے) بلکہ ان کافروں کو اپنے مغالطے کی باتیں (جن سے تمسک کر کے مبتلائے شرک ہیں) مرغوب معلوم ہوتی ہیں اور (اسی وجہ سے) یہ لوگ راہ (حق) سے محروم رہ گئے ہیں اور (اصل وہی بات ہے جو اوپر بل للہ الامر سے مفہوم ہو چکی ہے یعنی) جس کو خدا تعالیٰ گمراہی میں رکھے اس کا کوئی راہ پر لانیوالا نہیں (البتہ وہ اسی کو گمراہ رکھتا ہے جو باوجود وضوح حق کے عناد کرتا رہے) ف فی الارض اس لئے کہا کہ آسمان میں وجود شرکاء کے وہ بھی قائل نہ تھے :: ربط اوپر طریقہ مشرکین کی تقبیح تھی آگے ان کی سزا کا بیان ہے اور مقابلہ کے لئے مومنین کی جزا و صلہ کا بیان ہے

## سزائے مشرکین و جزائے مومنین

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ○ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اُكُلُهَا دَاۗىِٕمٌ وَّظِلُّهَا ۭ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ڰ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ○

ان کافروں کے لئے دنیوی زندگانی میں (بھی) عذاب ہے (وہ قتل و قید و ذلت یا امراض و مصائب ہے) اور آخرت کا عذاب اس سے بدرجہا زیادہ سخت ہے (کیونکہ شدید بھی ہے اور دائم بھی ہے) اور اللہ (کے عذاب) سے ان کو کوئی بچانیوالا نہیں ہوگا (اور) جس جنت کا متقیوں سے (یعنی شرک و کفر سے بچنے والوں سے) وعدہ کیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس (کے عمارات اور اشجار) کے نیچے سے نہریں جاری ہونگی اس کا پھل اور اس کا سایہ دائم رہیگا یہ تو انجام ہوگا متقیوں کا اور کافروں کا انجام دوزخ ہوگا ف عذاب دنیوی کی تفسیر میں جو امراض و مصائب کہا گیا تو کافروں کے حق میں یہ امور عقوبت ہیں اور مومنین کے لئے رحمت کہ انکے لئے رفع درجات و کفارہ سیئات کا سبب ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اور میووں کے دائم رہنے سے مراد یہ ہے کہ نوع ان کی باقی رہیگی گو بعض افراد فنا ہو جاویں یعنی اگر ایکبار میوہ کھالیا دوسرا اس کی عوض درخت پر اور لگ جاویگا اور سایہ کے دوام کی وجہ یہ ہے کہ وہاں آفتاب نہ ہوگا اور اس سے یہ وسوسہ نہو کہ کوئی اور روشنی بھی نہو گی کیونکہ نور منحصر آفتاب میں نہیں ربط اوپر آیت وان تعجب الخ اور آیت ویقول الذین کفروا لولا انزل علیہ آیۃ الخ میں نبوت کی بحث آچکی ہے آگے اسی کے متعلق اہل کتاب کی حالت

| ملحقات الترجمۃ | اللغات |
| --- | --- |
| ۱ قولہ فی المتقون شرک و کفر الخ قرینۃ علیہ انیا نہ مقابلا لقولہ و عقبی الکافرین ۱۲ | قولہ اکلہا یا بوکل وہو ثمر کذا فی الروح قلت وما کان المراد الجنس لم یفرد الافراد ۱۲ |

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ

اور جن لوگوں کو ہمنے کتاب دی ہے وہ اُس سے خوش ہوتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی ہے اور ان ہی کے گروہ میں بعضے ایسے ہیں کہ اُسکے بعض حصہ کا انکار کرتے ہیں آپ فرمائیے کہ مجھکو صرف یہ حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں

وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ

اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھیراؤں میں اللہ ہی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھکو جانا ہے اور اسیطرح ہمنے اس کو اس طور پر نازل کیا کہ وہ ایک خاص حکم ہے عربی زبان میں اور اگر آپ انکے نفسانی خیالات کا اتباع کرنے لگیں بعد

مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ وَ

اس کے کہ آپکے پاس علم پہونچ چکا ہے تو اللہ کے مقابلہ میں نہ کوئی آپ کا مددگار ہوگا اور نہ کوئی بچانیوالا اور ہمنے یقیناً آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بیبیاں اور بچے بھی دیئے اور

مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ۝ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۖۚ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ۝

کسی پیغمبر کے اختیار میں یہ امر نہیں کہ ایک آیت بھی بدون خدا کے حکم کے لاسکے ہر زمانہ کے مناسب خاص خاص احکام ہوتے ہیں خدا تعالیٰ جس حکم کو چاہیں موقوف کر دیتے ہیں اور جس حکم کو چاہیں قائم رکھتے ہیں اور اصل کتاب انہیں کے پاس ہے

اور اُنکے بعض شبہات کا جواب مذکور ہے

## کلام با اہل کتاب متعلق نبوتؐ

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ (الی قولہ تعالیٰ) وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ اور جن لوگوں کو ہم نے (آسمانی) کتاب (یعنی توراۃ وانجیل) دی ہے (اور وہ اُس کو پورے طور سے مانتے تھے) وہ اس (کتاب) سے خوش ہوتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی ہے (کیونکہ اس کی خبر اپنی کتابوں میں پاتے ہیں اور خوش ہو کر مان لیتے ہیں اور ایمان لے آتے ہیں جیسے یہود میں عبداللہ بن سلامؓ اور اُن کے ساتھی اور نصاریٰ میں نجاشیؓ اور اُن کے فرستادے جن کا ذکر اور آیات میں بھی ہے) اور ان ہی کے گروہ میں بعضے ایسے ہیں کہ اس (کتاب) کے بعض حصہ کا (جس میں انکی کتاب کے خلاف احکام ہیں) انکار کرتے ہیں (اور کفر کرتے ہیں) آپ (اُن سے) فرمائیے کہ (احکام دو قسم کے ہیں اصول اور فروع اگر تم اصول میں مخالف ہو سو وہ تو سب شرائع میں مشترک ہیں چنانچہ) مجھکو (توحید کے متعلق) صرف یہ حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھیراؤں (اور نبوت کے متعلق یہ بات ہے کہ) میں (لوگوں کو) اللہ ہی کی طرف بلاتا ہوں (یعنی نبوت کا حاصل یہ ہے کہ میں داعی الی اللہ ہوں) اور (معاد کے متعلق میرا یہ عقیدہ ہے کہ) اسی کی طرف مجھ کو (دنیا سے لوٹ کر) جانا ہے (یعنی اعظم اصول یہ تین ہیں سو ان میں سے ایک بات بھی قابل انکار نہیں چنانچہ توحید سب کے نزدیک مسلم ہے جیسا یہی مضمون دوسری آیت میں ہے تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا الخ اور نبوت میں بانیے لائل وجاہ نہیں چاہتا جسپر انکار کی گنجائش ہو محض دعوت الی اللہ کرتا ہوں سو ایسے لوگ پہلے بھی ہو گئے ہیں جس کو تم بھی مانتے ہو جیسا یہی مضمون دوسری جگہ بھی

### اللغات

قولہ الاحزاب جمع حزب وہو الطائفۃ المجتمعۃ لامر ما کعداوۃ وحرب قولہ اجل فی الروح ای لکل وقت ومدۃ من الاوقات والمدد قولہ کتاب حکم معین یکتب ۱۲

الروایات فی الدر منثور اخرج ابن جریر وابو الشیخ عن الضحاک فی قولہ لکل اجل کتاب یقول لکل کتاب ینزل من السماء اجل فیمحو اللہ ما یشاء الخ واخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والبیہقی فی المدخل عن ابن عباسؓ فی قولہ تعالیٰ یمحو اللہ ما یشاء قال یبدل اللہ ما یشاء من القرآن فینسخہ ویثبت ما یشاء فلا یبدلہ وعندہ ام الکتاب یقول وجملۃ ذلک عندہ فی ام الکتاب الناسخ والمنسوخ وما یبدل ویثبت کل ذلک فی کتاب اللہ تعالیٰ وعن ابن زید فی الآیۃ قال یمحو اللہ ما یشاء مما ینزل علی الانبیاء ویثبت ما یشاء مما ینزل علی الانبیاء وعندہ ام الکتاب لا یبدل ولا یغیر اقول وما نقل عن السلف انہم دعوا اللہ تعالیٰ بمحو الشقاوۃ واثبات السعادۃ وتلاوتہم الآیۃ فانما بنی علی تفسیرہم الآیۃ بتعبیر ما ذکر ادخل فیہا ہم محوا علی محوا واثبا علی اثبات واما اشکال التغیر فی القدر فالجواب عنہ ان ہذا المحو والاثبات لیس فی اللوح المحفوظ بل کتاب دونہ وما نقل عن البعض من انکشاف تغیر اللوح المحفوظ علیہم فاما ان یقال اشتبہ علیہم غیر اللوح باللوح او یقال ام الکتاب لعلم اللہ تعالیٰ کما نقلہ روح المعانی عن کعب بروایۃ عبدالرزاق وابن جریر علی معنی ان العلم ہو اصل کل کتاب ولیشہد ذوق بصحۃ حدیث الاشتباہ واللہ اعلم ۱۲

### ملحقات الترجمۃ

لـہ قولہ فی اتینا ہو پورے طور سے القرینۃ علیہ التعبیر بالذین اتینٰہم والاخبار عنہم بیفرحون وقولہ مانتے تھے دل علیہ مقابلۃ قولہ ینکرہ

### مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ انما امرت ان اعبد اللہ فی الروح ما نوجز سبحانہ احدا من العبودیۃ حتی سید احرار البریۃ صلی اللہ علیہ وسلم فمن ہنا یوحض ان ما یکون ترک الاوراد من المتصوفۃ قال الجنید قدس سرہ لا یرتقی احد فی درجات العبودیۃ حتی یحکم فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ اوائل البدایات وہی الفروض والواجبات والسنن والاوراد ومطایا الفضل عزائم الامور فمن احکم علی نفسہ ہذا امتن اللہ تعالیٰ علیہ بما بعدہا اھ قلت انظر الآیۃ این ہی مما تفوہ بہ الجہلۃ من سقوط وظائف العبودیۃ عن الکاملین واخرج منہ ما سیلیہ من قولہ تعالیٰ ولئن اتبعت اھواءہم الآیۃ لتضمنہ الجیب الکاملین لاحتمال کون العبودیۃ منہ باتوکلہ غیر حرام قولہ تعالیٰ ولقد ارسلنا رسلا من قبلک وجعلنا لہم ازواجا وذریۃ فی الروح فیہ علی ما قیل اشارۃ الی انہ اذا اشرف اللہ تعالیٰ شخصا بولایتہ لم یضرہ مباشرۃ الاحکام البشریۃ من الاہل والولد ولم یکن بسط الدنیا نقصا فی لامیتہ اھ قولہ تعالیٰ وما کان لرسول ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ فی الروح غیر متعرض لطلب الکرامات واظہارہا المشائخ اھ قلت المذکور فی الآیۃ ہم الرسل الذین ینتہی الیہم کونہم امنا من الخوارق فکیف بالاولیاء الذین لیس من لوازمہم الخوارق قولہ تعالیٰ

[Margin: ربع ۵ ۱۱]

یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب حمل بعضہم علی محو السعادۃ او الشقاوۃ الازلیتین المقدرتین وہو اتفق ظاہرا عن بعض الصحابۃ والتابعین کانوا یتضرعون الی اللہ تعالیٰ ان یجعلہم سعداء فقد اخرج ابن ابی شیبۃ عن ابن مسعود [illegible] وغیر لا عن عمرؓ وابن جریر عن شقیق ابی وائل بمجیء اورد الروایات لقیہ حاشیۃ آگے منقول ہے

وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝

اور جس بات کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اُس میں کا بعض واقعہ اگر ہم آپ کو دکھلا دیں خواہ ہم آپ کو وفات دیدیں پس آپ کے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے اور دار و گیر کرنا تو ہمارا کام ہے

ہے ماکان لبشران یوتیہ اللہ الکتاب الخ اسی طرح معاد کا عقیدہ مشترک اور مسلم غیر قابل انکار ہے) اور (اگر فروع میں مخالف ہو تو اس کا جواب اللہ تعالیٰ یوں دیتے ہیں کہ ہم نے جس طرح اور رسولوں کو خاص خاص زبانوں میں خاص احکام دیئے) اسی طرح ہم نے اس (قرآن) کو اس طور پر نازل کیا کہ وہ ایک خاص حکم ہے عربی زبان میں (عربی کی تصریح سے اشارہ ہوگیا دوسری آیت بلسان قومہ کی طرف اور اختلاف السنہ سے اشارہ ہوگیا اختلاف امم کی طرف تو حاصل جواب کا یہ ہوا کہ اختلاف فروع بسبب اختلاف امم کے ہوا کیونکہ مصالح امم کے ہر زمانہ میں جدا گانہ ہیں پس یہ اختلاف شرائع کا مقتضی مخالفت کو نہیں چنانچہ خود تمہاری شرائع مسلمہ میں بھی ایسا اختلاف فروع کا ہوا پھر تمہاری مخالفت و انکار کی کیا گنجائش ہے) اور (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) اگر آپ (بالفرض محال) ان کے نفسانی خیالات کا (یعنی احکام منسوخہ یا احکام محرفہ کا) اتباع کرنے لگیں بعد اس کے کہ آپ کے پاس (احکام مقصودہ کا) علم (صحیح) پہنچ چکا ہے تو اللہ کے مقابلہ میں نہ کوئی آپ کا مددگار ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا اور جب نبی کو ایسا خطاب کیا جا رہا ہے تو اور لوگ انکار کر کے کہاں رہیں گے سو اس میں تعریض ہے اہل کتاب کے ساتھ پس دونوں نقلوں پر منکرین و مخالفین کا جواب ہوگیا) اور (اہل کتاب میں سے بعضوں کا جو نبوت پر یہ طعن ہے کہ ان کے پاس بیبیاں متعدد ہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ) ہم نے یقیناً آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بیبیاں اور بچے بھی دیئے (یہ کونسا امر منافی رسالت ہے ایسا ہی مضمون دوسری آیت میں ہے ام یحسدون الناس علی ما آتاہم اللہ الخ) اور (چونکہ اختلاف شرائع کا شبہ اور شبہات سے زیادہ مشہور اور پر محض اجمال کے ساتھ مذکور تھا اس لئے اُس کو آگے مقرر و مفصل ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص نبی پر اختلاف شرائع کا شبہ کرتا ہے وہ در پردہ نبی کو مالک احکام سمجھتا ہے حالانکہ کسی پیغمبر کے اختیار میں یہ امر نہیں کہ ایک آیت (یعنی ایک حکم) بھی بدون خدا کے حکم کے (اپنی طرف سے) لا سکے بلکہ احکام کا مقرر ہونا اذن و اختیار خداوندی پر موقوف ہے اور خدا تعالیٰ کی حکمت و مصلحت کے اعتبار سے یہ معمول مقرر ہے کہ) ہر زمانہ کے مناسب خاص خاص احکام ہوتے ہیں (پھر دوسرے زمانہ میں بعض اُمور میں دوسرے احکام آتے ہیں اور پہلے احکام موقوف ہو جاتے ہیں اور بعضے بحالہا باقی رہتے ہیں پس) خدا تعالیٰ (ہی) جس حکم کو چاہیں موقوف کر دیتے ہیں اور جس حکم کو چاہیں قائم رکھتے ہیں اور اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ) ان ہی کے پاس (رہتی) ہے (اور یہ سب احکام ناسخ و منسوخ و مستمر اس میں درج ہیں وہ سب کی جامع اور گویا میزان الکل ہے یعنی جہاں سے یہ احکام آتے ہیں وہ اللہ ہی کے قبضہ میں ہے پس احکام سابقہ کے موافق یا مغایر احکام لانے کی کسی کو گنجائش اور دسترس ہی نہیں ہو سکتی) ف آیت یمحوا اللہ ما یشاء الخ کی سہل اور بے تکلف اور مناسب مقام یہی تفسیر ہے جو مذکور ہوئی اور حکما عربیا کی تقریر سے صرف اہل عرب کا امت ہونا متوہم نہ ہو وجہ تخصیص عربی کی باوجود عموم بعثت کے عنقریب شروع سورۂ ابراہیم میں آتی ہے ربط اُوپر کی آیتوں میں اہل کتاب میں سے منکرین نبوت کے متعلق کلام تھا آگے دوسرے کفار منکرین نبوت کے متعلق کلام ہے :۔

## کلام در منکرین نبوت از غیر اہل کتاب

وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ (الی قولہ تعالیٰ) وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝ اور یہ لوگ جو اس بناء پر انکار نبوت کرتے ہیں کہ اگر

### ملحقات الترجمۃ

۱؎ قولہ قبل کذلک جس طرح القرینۃ علیہ قولہ لقد ارسلنا الخ

۲؎ قولہ آتینہم الکتب فانہ یدل علی وجود الکتب الاخر المنزلۃ من السماء ۱۲

۳؎ قولہ فی عربیا تصریح سے اشارہ المقصود بہ بیان فائدۃ التقیید بہ واعلم ان المراد بالاقوام الامم فان ہذا اللفظ یستعمل تارۃ فی المشارکین فی النسب او الوطن کما فی قولہ تعالیٰ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ ویستعمل تارۃ فی الامۃ کما فی قولہ تعالیٰ ان قومی اتخذوا ہذا القرآن الخ ۱۲

۴؎ قولہ فی عندہ کل الکتب یعنی جہاں سے یہ احکام آتے ہیں المقصود بہ بیان فائدۃ زیادۃ قولہ تعالیٰ وعندہ ام الکتب فافہم ۱۲

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۶

فی الروح ونقل عن بعض الاولیاء مثل ہذا الدعاء لبعض احبۃ وحقیقۃ الاصوانہ یمکن محوہ من دیوان الملئکۃ لا من علم اللہ تعالیٰ واما اللوح المحفوظ فان کان حکیا عن علم اللہ تعالیٰ فلا یتغیر وان کان جامعاً لما فی ایدی الملئکۃ یمکن تغیرہ وتسمیتہ محفوظاً لانہ محفوظ عن تغییر الخلق ۱۲۔ ترجمہ۔ قولہ تعالیٰ انما امرت ان اعبد اللہ مع قولہ تعالیٰ ولئن اتبعت اھواءھم الخ صریح ہے اس باب میں کہ عبادت کسی سے ساقط نہیں ہوتی اور دوسرا ارشاد نص ہے اس باب میں کہ وہ امر نفسانی کا نہیں رہتا بلکہ ہے جس کے ترک پر وعید ہے قولہ تعالیٰ ولقد ارسلنا رسلاً من قبلک وجعلنا لھم ازواجاً وذریۃ روح میں ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ کاموں کا تعلق دین و دلہ و دنیا کے ضرر نہیں پہنچے اور یہ منافی ولایت نہیں ۱۲ ۔ قولہ تعالیٰ وما کان لرسول ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ اس میں خوارق کے طلب کی ممانعت ہے اور جب انبیاء سے اس کی ممانعت ہے تو اولیاء سے ترک اجازت ہوگی جن کو ماحب تعلق ہوتا بھی ضرور نہیں قولہ تعالیٰ یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب صوفی نے اس کو سعادت و شقاوت پر محمول کیا ہے اور بعض سلف سے ایسی دعا منقول بھی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ دفتر ملائکہ سے تو یہ محو ممکن ہے مگر علم الٰہی سے ممکن نہیں اور لوح محفوظ اگر علم الٰہی سے حاکی ہے تو اس میں تغیر جائز نہیں اور اگر وہ ملائکہ کا دفتر ہے تو اس میں تغیر ممکن ہے اور محفوظ یعنی یہ ہوں گے کہ تغیر خلق سے محفوظ رہے ۱۲ ؎

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

کیا اس امر کو نہیں دیکھ رہے ہے کہ ہم زمین کو ہر چہار طرف سے برابر کم کرتے چلے آتے ہیں اور اللہ حکم کرتا ہے اس کے حکم کو کوئی ہٹانے والا نہیں اور وہ بڑی جلدی حساب لینے والا ہے

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ۝

اور ان سے پہلے جو لوگ ہو چکے ہیں انہوں نے تدبیریں کیں سو اصل تدبیر تو خدا ہی کی ہے اس کو سب خبر رہتی ہے جو شخص جو کچھ بھی کرتا ہے اور ان کفار کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ اس عالم میں نیک انجامی کس کے حصہ میں ہے

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝ ع ١٢

اور یہ کافر لوگ یوں کہہ رہے ہیں کہ آپ پیغمبر نہیں آپ فرما دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ اور وہ شخص جس کے پاس کتاب کا علم ہے کافی گواہ ہیں

آپ نبی ہیں تو انکار نبوت پر جس عذاب کا وعدہ کیا جاتا ہے وہ عذاب کیوں نہیں نازل ہوتا تو اس کے متعلق سن لیجئے کہ جس بات کا (یعنی عذاب کا) ہم ان سے (انکار نبوت پر) وعدہ کر رہے ہیں اس میں کا بعض واقعہ اگر ہم آپ کو دکھلا دیں (یعنی آپ کی حیات میں کوئی عذاب ان پر نازل ہو جاوے) خواہ (قبل نزول اس عذاب کے) ہم آپ کو وفات دیدیں (پھر بعد میں وہ عذاب واقع ہو خواہ دنیا میں یا آخرت میں تو دونوں حالتوں میں آپ فکر و اہتمام نہ کریں کیونکہ) بس آپ کے ذمہ تو صرف (احکام کا) پہنچا دینا ہے اور دار و گیر کرنا تو ہمارا کام ہے (آپ اس فکر میں کیوں پڑیں کہ اگر واقع ہو جاوے تو بہتر ہے شاید یہ ایمان لے آویں اور ان لوگوں سے بھی تعجب ہے کہ وقوع عذاب علی الکفر کا کیسے لحن انکار کر رہے ہیں) کیا (مقدمات عذاب میں سے) اس امر کو نہیں دیکھ رہے ہے کہ ہم (فتح اسلام سے اُن کی) زمین کو ہر چہار طرف سے برابر کم کرتے چلے آتے ہیں (یعنی اُنکی عملداری بسبب کثرت فتوحات اسلامیہ کے روز بروز گھٹتی جارہی ہے سو یہ بھی تو ایک قسم کا عذاب ہے جو مقدمہ ہے اصلی عذاب کا جیسا دوسری آیت میں ہے ولنذیقنہم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر) اور اللہ (جو چاہتا ہے) حکم کرتا ہے اس کے حکم کو کوئی ہٹانے والا نہیں (پس عذاب دنیا خواہ عذاب اکبر جو ہو اُس کو کوئی اُن کے شرکاء یا غیر شرکاء میں سے رد نہیں کر سکتا) اور (اگر ان کو چندے مہلت بھی ہو گئی تو کیا ہے) وہ بڑی جلدی حساب لینے والا ہے (وقت کی دیر ہے پھر فوراً ہی سزا سے موعود شروع ہو جاوے گی) اور (یہ لوگ جو ایذاء رسول یا تنقیص اسلام میں طرح طرح کی تدبیریں کرتے ہیں تو ان سے کچھ نہیں ہوتا چنانچہ) ان سے پہلے جو (کافر) لوگ ہو چکے ہیں انہوں نے (بھی ان ہی اغراض کے لئے بڑی بڑی) تدبیریں کیں سو (کچھ بھی نہ ہوا کیونکہ) اصل تدبیر تو خدا ہی کی ہے (اس کے سامنے کسی کی نہیں چلتی سو اللہ نے ان کی تدبیریں نہ چلنے دیں اور) اس کو سب خبر رہتی ہے جو شخص جو کچھ بھی کرتا ہے (پھر اس کو وقت پر سزا دیتا ہے) اور (اسی طرح) ان کفار (کے اعمال کی بھی سب اُس کو خبر ہے سو ان) کو (بھی) ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ اس عالم میں نیک انجامی کس کے حصہ میں ہے (آیا ان کے یا مسلمانوں کے یعنی عنقریب اُن کو اپنی بد انجامی اور سزا سے اعمال معلوم ہو جاوے گی) اور یہ کافر لوگ (ان سزاؤں کو بھولے ہوئے) یوں کہہ رہے ہیں کہ (نعوذ باللہ) آپ پیغمبر نہیں آپ فرما دیجئے کہ (تمہارے انکار سے مٹنے سے کیا ہوتا ہے) میرے اور تمہارے درمیان (میری نبوت پر) اللہ تعالیٰ اور وہ شخص جس کے پاس کتاب (آسمانی) کا علم ہے (جس میں میری نبوت کی تصدیق ہے) کافی گواہ ہیں (مراد اس سے علماء اہل کتاب جو منصف تھے اور نبوت کی پیشین گوئی دیکھ کر ایمان لے آئے تھے مطلب یہ ہوا کہ میری نبوت کی دو دلیلیں ہیں عقلی اور نقلی عقلی تو یہ کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو معجزات عطا فرمائے جو دلیل نبوت ہیں اور اللہ تعالیٰ کے گواہ ہونے کے یہی معنی ہیں اور نقلی یہ کہ کتب سماویہ سابقہ میں اس کی خبر موجود ہے اگر یقین نہ آوے منصف علماء سے پوچھ لو وہ ظاہر کر دیں گے پس دلائل نقلیہ و عقلیہ کے ہوتے ہوئے نبوت کا انکار کرنا بجز شقاوت کے اور کیا ہے کسی عاقل کو اس سے شبہ نہ ہونا چاہئے ۔

اللغات المعقب فی الروح ہو من یکر علی الشئ فیبطلہ وحقیقۃ الذی یعقب الشئ بالابطال ۱۲ روح

ملحقات الترجمہ لہ قولہ قیل انما علیک البلغ اہتمام ترجمہ ذکریں اشارۃ الی تقدیر الجزاء وخلاصتہ ۱۲ ہ ٹ قولہ فی فللہ المکر اصل تدبیر افادہ الجنس لانہ لیس ماوراء الجنس شئ ۱۲

197 124



**ف** - اگر یہ سورت مکی ہو تو ننقصھا کی تفسیر پر ظاہرًا یہ اشکال ہوگا کہ قبل ہجرت فتوحات اسلامیہ نہ تھیں اس کے دو جواب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ یہ آیت خاص ہو دوسرے یہ کہ فتوحات عام ہو طوعًا یا کرہًا کو پس قبول اسلام فتح اسلامی ہے طوعًا اور غلبۂ اسلام بعد القتال فتح اسلامی ہے کرہًا اور یقینی بات ہے کہ قبل ہجرت بھی اسلام پھیل رہا تھا اور قبائل عرب سے گذر کر اسلام حبشہ تک پہنچ چکا تھا۔ اور یہی جواب ہے اُس آیت کے متعلق جو اسی قسم کی سورۂ انبیاء کے ربع کے قریب واقع ہے اور وہ سورت علی المشہور مکی ہے ❖

**خاتمہ** الحمد للہ آج دوسری تاریخ جمادی الاخریٰ یوم چہارشنبہ وقت چاشت ۱۳۲۴ھ تفسیر سورۂ رعد کی ختم ہوئی اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بقیہ تفسیر بھی اتمام کو پہنچا دے آمین یا رب العلمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واولیاء امتہٖ اجمعین ابد الآبدین و دہر الداہرین فقط

تمت

## وجوہ المثانی متعلقہ جلد پنجم بیان القرآن

### سورۂ یونس ۴

**قولہ تعالیٰ** لسحر مبین۔ فیہ قراءتان الاولی بکسر السین وسکون الحاء لنافع وابی عمرو وابن عامر والثانیۃ بفتح السین والف بعدھا وکسر الحاء للباقین **قولہ تعالیٰ** افلا تذکرون ۔ فیہ قراءتان الاولی بتخفیف الذال لحفص وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالتشدید للباقین **قولہ تعالیٰ** ضیاء۔ فیہ قراءتان الاولی بھمزۃ مفتوحۃ ممدودۃ بعد الضاد والثانیۃ بیاء مفتوحۃ بعدھا للباقین **قولہ تعالیٰ** یفصل الاٰیات ۔ فیہ قراءتان الاولی بالیاء لابن کثیر وابی عمرو وحفص والثانیۃ بالنون للباقین **قولہ تعالیٰ** لقضی الیہ اجلھم۔ فیہ قراءتان الاولی بفتح القاف والضاد والف بعد الضاد ونصب للام من اجلھم والثانیۃ بضم القاف وکسر الضاد ویاء مفتوحۃ بعد الضاد ورفع اللام من اجلھم للباقین **قولہ تعالیٰ** عما یشرکون ۔ فیہ قراءتان الاولی بالتاء علی الخطاب لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالیاء علی الغیبۃ للباقین **قولہ تعالیٰ** یسیرکم۔ فیہ قراءتان الاولی ینشرکم بفتح الیاء ونون ساکنۃ بعدھا شین معجمۃ مضمومۃ لابن عامر من النشر والثانیۃ بضم الیاء الاولی وسین مھملہ مفتوحۃ وبعدھا یاء مکسورۃ مشددۃ من التیسیر للباقین **قولہ تعالیٰ** متاع الحیوۃ ۔ فیہ قراءتان الاولی بنصب العین لحفص والثانیۃ بالرفع للباقین والنصب علی انہ مصدر من الفعل المقدر ای تتمتعون متاع والرفع علی تقدیر ھو **قولہ تعالیٰ** قطعا۔ فیہ قراءتان الاولی بسکون الطاء لابن کثیر والکسائی والثانیۃ بفتحھا للباقین وھو بالسکون اسم مفرد واسم جنس وبالفتح جمع قطعۃ **قولہ تعالیٰ** تبلوا۔ فیہ قراءتان الاولی بتائین لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بعد التاء بباء موحدۃ للباقین والاول بمعنی تقروٴا الصحف والثانی بمعنی تختبر العمل فتعاین جزاءہ **قولہ تعالیٰ** من المیت ویخرج المیت۔ فیہ قراءتان الاولی بکسر الیاء مع التشدید لنافع وحفص وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بسکون الیاء للباقین **قولہ تعالیٰ** حقت کلمت ربک۔ فیہ قراءتان بالف بعد المیم علی الجمع لنافع وابن عامر والثانیۃ بغیر الف بعد المیم علی الافراد للباقین **قولہ تعالیٰ** امن لا یھدی ۔ فیہ خمس قراءات الاولی بفتح الیاء واسکان الھاء وتخفیف الدال لحمزۃ والکسائی الثانیۃ بکسر الیاء والھاء وتشدید الدال لشعبۃ والثالثۃ بفتح الیاء وکسر الھاء وتشدید الدال لحفص لرابعۃ بفتح الیاء واخفاء فتحۃ الھاء وتشدید الدال لقالون وابی عمرو الخامسۃ بفتح الیاء والھاء وتشدید الدال للباقین وعن قالون وجہ اخر کالاولی واصلہ علی الاربعۃ الاخیرۃ یھتدی وکسر الھاء علی الثانیۃ والثالثۃ لالتقاء الساکنین وکسر الیاء علی الثانیۃ اتباع للھاء وفی الرابعۃ والخامسۃ نقلت فتحۃ التاء الی الھاء قبلھا ثم قلبت دالا کالثانیۃ والثالثۃ لقرب مخرجھما وادغمت فیھا واختلاس الفتحۃ فی الرابعۃ تنبیہ علی ان الحرکۃ عارضۃ فتامل وامعن **قولہ تعالیٰ** ولکن الناس فیہ قراءتان الاولی بکسر النون مخففۃ ورفع السین لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بفتح النون مشددۃ ونصب السین للباقین **قولہ تعالیٰ** یحشرھم فیہ قراءتان الاولی بالیاء التحتیۃ لحفص والثانیۃ بالنون للباقین **قولہ تعالیٰ** مما یجمعون ۔ فیہ قراءتان الاولی بالتاء علی الخطاب لابن

عامر والثانیۃ بالیاء علی الغیبۃ للباقین **قولہ تعالیٰ** ومایعزب ۔ فیہ قراءتان الاولی بکسر الزای للکسائی والثانیۃ بالضم للباقین و ھما لغتان
**قولہ تعالیٰ** ولا اصغر من ذلک ولا اکبر ۔ فیہ قراءتان الاولی برفع الراء من اصغر و اکبر لحمزۃ والثانیۃ بالنصب فیہما للباقین وھما علی الرفع
مبتدأ وعلی النصب اسمان للا التی ھی لنفی الجنس **قولہ تعالیٰ** ولایحزنک ۔ فیہ قراءتان الاولی بضم الیاء وکسر الزای لنافع والثانیۃ بفتح
الیاء وضم الزای **قولہ تعالیٰ** بکل سحار علیم ۔ فیہ قراءتان الاولی بغیر الف بعد السین وتشدید الحاء مفتوحۃ والف بعدھا لحمزۃ و
الکسائی والثانیۃ بالف بعد السین وتخفیف الحاء مکسورۃ ولا الف بعدھا **قولہ تعالیٰ** بہ السحر ۔ فیہ قراءتان الاولی بھمزتین الاولی ھمزۃ
استفہام فھی مفتوحۃ والثانیۃ ھمزۃ وصل وفیہا وجہان التسہیل والبدل لابی عمرو والثانیۃ ھمزۃ وصل فتسقط فی الوصل للباقین و
المعنی علی الاول ای شیء جئتم بہ اھو السحر وعلی الثانی الذی جئتم بہ ھو السحر **قولہ تعالیٰ** لیضلوا ۔ فیہ قراءتان الاولی بضم الیاء لعاصم وحمزۃ
والکسائی والثانیۃ بالفتح للباقین **قولہ تعالیٰ** ولاتتبعان ۔ فیہ قراءتان الاولی بتخفیف النون لابن ذکوان فھی نفی بمعنی النھی کقولہ تعالیٰ لا
تعبدون الا اللہ والثانیۃ بالتشدید للباقین **قولہ تعالیٰ** اٰمنت انہ ۔ فیہ قراءتان الاولی بکسر ھمزۃ انہ لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالفتح
للباقین وجہ الاول تقدیر القول ای وقال انہ ووجہ الثانی تقدیر الباء **قولہ تعالیٰ** کلمت ربک فیہ ما تقدم فی ھذہ السورۃ **قولہ تعالیٰ**
ویجعل الرجس ۔ فیہ قراءتان الاولی بالنون لشعبۃ والثانیۃ بالیاء للباقین **قولہ تعالیٰ** ننج المومنین ۔ فیہ قراءتان الاولی بسکون النون
الثانیۃ وتخفیف الجیم لحفص والکسائی والثانیۃ بفتح النون وتشدید الجیم للباقین من الافعال والتفعیل ۔

## سورۃ ھود

**قولہ تعالیٰ** الا سحر مبین ۔ فیہ قراءتان الاولی بفتح السین و الف بعدھا وکسر الحاء لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بکسر السین وسکون الحاء للباقین
والمشار الیہ علی الاول ھو القائل وعلی الثانی ھو القول من الایات **قولہ تعالیٰ** یضعف لھم فیہ قراءتان الاولی بغیر الف بعد الضاد وتشدید
العین لابن کثیر وابن عامر والثانیۃ بالالف بعد الضاد وتخفیف العین للباقین **قولہ تعالیٰ** افلا تذکرون ۔ فیہ قراءتان الاولی بتخفیف
الذال لحفص وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالتشدید للباقین **قولہ تعالیٰ** بادی الرای ۔ فیہ قراءتان الاولی ھمزۃ مفتوحۃ بعد الدال لابی
عمرو والثانیۃ بیاء مفتوحۃ للباقین **قولہ تعالیٰ** فعمیت فیہ ۔ قراءتان الاولی بضم العین و تشدید المیم لحفص وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بفتح العین و تخفیف
المیم **قولہ تعالیٰ** افلا تذکرون ھو مثل ما مر انفا **قولہ تعالیٰ** من کل زوجین ۔ فیہ قراءتان الاولی بتنوین لام کل لحفص و الثانیۃ بغیر تنوین
للباقین و مفعول احمل علی الاول زوجین و اثنین صفۃ لہ وعلی الثانی اثنین و زوجین مضاف الیہ لکل **قولہ تعالیٰ** مجریھا ۔ فیہ ثلث قراءات الاولی بفتح
المیم وامالۃ الالف بعد الراء لحفص و حمزۃ والکسائی والثانیۃ بضم المیم والامالۃ لابی عمرو و ورش الا ان ورشا یقرء بین اللفظین والثالثۃ بضم المیم
وفتح الراء للباقین **قولہ تعالیٰ** مرسٰھا ۔ فیہ قراءتان الاولی بالامالۃ لحمزۃ والکسائی و ورش الا ان و رشا یقرء بین اللفظین و الثانیۃ بالفتح
للباقین **قولہ تعالیٰ** یابنی ارکب ۔ فیہ قراءتان الاولی بفتح الیاء من بنی لعاصم والثانیۃ بالکسر فی الوصل للباقین و الیاء ھی لام الکلمۃ و
اجتزئ فی الاول بالفتح عن الالف المبدلۃ من یاء الاضافۃ فی قولہ یابنیا وفی الثانی اقتصر بالکسر من یاء الاضافۃ **قولہ تعالیٰ** انہ عمل غیر صالح
فیہ قراءتان الاولی بکسر المیم وفتح اللام بغیر تنوین ونصب الراء للکسائی والثانیۃ بفتح المیم ورفع اللام منونۃ ورفع الراء للباقین و الوجہ ظاھر
**قولہ تعالیٰ** فلا تسئلن ۔ فیہ ثلث قراءات الاولی بفتح اللام وتشدید النون مع الفتح لابن کثیر والثانیۃ بفتح اللام وتشدید النون مع الکسر لنافع
وابن عامر والثالثۃ بسکون اللام وتخفیف النون مع الکسر والنون علی الاولین للتاکید مع حذف یاء المتکلم علی الثانی وفی الثالث النون للوقایۃ
مع حذف الیاء **قولہ تعالیٰ** مالکم من الٰہ غیرہ ۔ فی الموضعین فیہ ما تقدم من الاعراف **قولہ تعالیٰ** من خزی یومئذ ۔ فیہ قراءتان الاولی بفتح
میم یومئذ لنافع والکسائی والثانیۃ بالجر للباقین وفتح یوم لانہ مضاف الی اذ وھو غیر متمکن **قولہ تعالیٰ** ان ثمودا ۔ فیہ قراءتان الاولی
بغیر تنوین لحفص وحمزۃ والثانیۃ بالتنوین للباقین وھو ان اول بالقبیلۃ فھو ممنوع عن الصرف وان اول بالحی لم یمنع **قولہ تعالیٰ**
لثمود ۔ فیہ قراءتان الاولی بتنوین ثمود مع الجر للکسائی والثانیۃ بغیر تنوین مع الفتح للباقین **قولہ تعالیٰ** قال سلٰم ۔ فیہ قراءتان الاولی

بکسر السین وسکون اللام ولا الف بعدها الحمزۃ والکسائی والثانیۃ بفتح السین واللام والف بعدها للباقین والاول ایضا لغۃ فی سلام قولہ تعالیٰ یعقوب قالت۔ فیہ قراتان الاولی بنصب الباء لابن عامر وحفص وحمزۃ والثانیۃ بالرفع للباقین والنصب علی تقدیر وبشرنا مع یاء الضلۃ اوهبنا والرفع علی الابتداء قولہ تعالیٰ فاسر۔ فیہ قرأتان الاولی بھمزۃ الوصل بعد الفاء لنافع وابی عمرو والثانیۃ بھمزۃ قطع للباقین قولہ تعالیٰ الا امرأتک۔ فیہ قرأتان الاولی برفع التاء لابن کثیر وابی عمرو والثانیۃ بالنصب للباقین قولہ تعالیٰ اصلوٰتک۔ فیہ قرأتان الاولی بلا الف بعد اللام علی الافراد لحفص وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالواو مفتوحۃ بعد اللام والف بعدها لفظیۃ علی الجمع للباقین قولہ تعالیٰ مکانتکم فی الموضعین فیہ قرأتان الاولی بالجمع لشعبۃ والثانیۃ بالتوحید للباقین قولہ تعالیٰ یوم یأت۔ فیہ ثلث قرأت الاولی باثبات الیاء بعد التاء وصلا لا وقفا لنافع وابی عمرو والکسائی والثانیۃ اثباتها وصلا ووقفا لابن کثیر والثالثۃ حذفها وصلا ووقفا للباقین قولہ تعالیٰ سعدوا فیہ قرأتان الاولی بضم السین لحفص وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالفتح للباقین قال الجوھری سعد فھو سعید وسعد فھو مسعود قولہ تعالیٰ ان کلا لما۔ فیہ اربع قرأت الاولی بتخفیف النون والمیم لنافع وابن کثیر والثانیۃ بتشدیدهما لابن عامر وحفص وحمزۃ والثالثۃ بتخفیف الاول وتشدید الثانی لشعبۃ والرابعۃ بتشدید الاول وتخفیف الثانی لابی عمرو والکسائی والتخفیف والتشدید فی النون وجهہما ظاھر ونصب کلا علی تخفیف النون لان المخففۃ یجوز اعمالها واهمالها اما المیم فتشدیدها علی ان اصلہ لمن ما فھی مرکبۃ من اللام ومن الموصولۃ او الموصوفۃ وما الزائدۃ فقلبت النون فیها للادغام فاجتمعت ثلث میمات فحذفت الوسطی منها لاجل ادغم المثلان وتخفیفها علی ترکیبها من اللام وما قولہ تعالیٰ عما یعملون۔ فیہ قرأتان الاولی بالتاء علی الخطاب لنافع وابن عامر وحفص والثانیۃ بالیاء علی الغیبۃ للباقین ۵ تمت سورۃ ھود لخمسۃ عشرون رجب سنہ ۱۳۲۶ھ

## سورۃ یوسف

قولہ تعالیٰ یا بنی۔ فیہ قرأتان فی الوصل الاولی بفتح الیاء لحفص والثانیۃ بالکسر والوجہ قد ذکر فی ھود فی قولہ یا بنی ارکب قولہ تعالیٰ ایۃ للسائلین فیہ قرأتان الاولی اٰیۃ علی التوحید لابن کثیر والثانیۃ ایات علی الجمع للباقین قولہ تعالیٰ غیابات فی الموضعین۔ فیہ قرأتان الاولی بالف بین الباء والتاء علی الجمع لنافع والثانیۃ بغیر الف علی التوحید للباقین قولہ تعالیٰ یرتع ویلعب۔ فیہ قرأتان الاولی بالنون فیهما لابن کثیر وابی عمرو وعامر والثانیۃ بالیاء للباقین وسکن العین ابو عمرو وابن عامر وعاصم وحمزۃ والکسائی من الرتع وکسرها الباقون من الارتعاء بمعنی المراعاۃ او الرعی ای یراعی بعضنا بعضا او نرعی مواشینا او ھو تجوز عن اکلهم قولہ تعالیٰ لیحزننی۔ فیہ قرأتان الاولی بضم الیاء بعد اللام وکسر الزای لنافع والثانیۃ بفتح الیاء وضم الزای للباقین قولہ تعالیٰ یا بشری۔ فیہ قرأتان الاولی بلا یاء بعد الالف لعاصم وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالیاء بعد الالف باضافۃ بشری الی یاء المتکلم للباقین قولہ تعالیٰ ھیت لک۔ فیہ اربع قراءات الاولی بکسر الهاء وسکون الیاء وفتح التاء لنافع وابن ذکوان والثانیۃ بکسر الهاء وسکون الیاء والفتح والضم فی التاء لهشام والثالثۃ بفتح الهاء وسکون الیاء وضم التاء لابن کثیر والرابعۃ بفتح الهاء وسکون الیاء وفتح التاء للباقین والقراءات کلها لغات وھی فیها اسم فعل بمعنی ھلم ولیست التاء ضمیرا قولہ تعالیٰ المخلصین۔ فیہ قرأتان الاولی بکسر اللام بعد الخاء لابن کثیر وابی عمرو وابن عامر والثانیۃ بالفتح للباقین قولہ تعالیٰ دأبا فیہ قرأتان الاولی بفتح الهمزۃ لحفص والثانیۃ بسکونها للباقین وهما لغتان فی المصدر قولہ تعالیٰ یعصرون۔ فیہ قرأتان الاولی بالتاء علی الخطاب لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالیاء علی الغیبۃ للباقین قولہ تعالیٰ قال لفتیٰنہ۔ فیہ قرأتان الاولی بالف بعد الیاء المثناۃ وبعد الالف نون مکسورۃ لحفص وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بعد الیاء المثناۃ تحت بتاء مثناۃ فوق مکسورۃ من غیر الف للباقین وکلاهما جمع لفتی قولہ تعالیٰ نکتل۔ فیہ قرأتان الاولی بالیاء لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالنون للباقین قولہ تعالیٰ حفظا۔ فیہ قرأتان الاولی بفتح الحاء والف بعدها وکسر الفاء لحفص وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بکسر الحاء وسکون الفاء للباقین قولہ تعالیٰ درجات من۔ فیہ قرأتان الاولی بتنوین التاء لعاصم وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بغیر تنوین للباقین قولہ تعالیٰ وسئل القریۃ۔ فیہ قرأتان الاولی بفتح السین بلا ھمزۃ بعدها لابن کثیر والکسائی وکذا لحمزۃ فی الوقف والثانیۃ بسکون السین وھمزۃ مفتوحۃ بعدها للباقین قولہ تعالیٰ یوحی الیهم۔ فیہ قرأتان الاولی بالنون قبل الواو وکسر الحاء لحفص والثانیۃ

227 / 124


بالیاء وفتح الخاء للباقین قولہ تعالیٰ افلا تعقلون۔ فیہ قرأتان الاولی بالتاء علی الخطاب لنافع وابن عامر وعاصم والثانیۃ بالیاء علی الغیبۃ للباقین قولہ تعالیٰ قد کذبوا۔ فیہ قرأتان الاولی بتخفیف الذال لعاصم وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالتشدید للباقین قولہ تعالیٰ فنجی۔ فیہ قرأتان الاولی بنون مضمومۃ بعدہا جیم مشددۃ ویاء بعد الجیم مفتوحۃ لابن عامر وعاصم والثانیۃ بنونین الاولی مضمومۃ والثانیۃ ساکنۃ وتخفیف الجیم وسکون الیاء للباقین (سورۃ الرعد) قولہ تعالیٰ یغشی۔ فیہ قرأتان الاولی بفتح الغین وتشدید الشین لشعبۃ و حمزۃ والکسائی والثانیۃ بسکون الغین وتخفیف الشین للباقین قولہ تعالیٰ وزرع ونخیل صنوان وغیر صنوان۔ فیہ قرأتان الاولی برفع زرع و نخیل وصنوان وغیر لابن کثیر وابی عمرو والثانیۃ بالخفض فی الاربعۃ للباقین والاول بالعطف علی جنات والثانی علی اعناب من باب متقلدا سیفا ورمحا قولہ تعالیٰ یسقی فیہ قرأتان الاولی بالیاء علی التذکیر لابن عامر وعاصم والثانیۃ بالتاء علی التانیث للباقین قولہ تعالیٰ ونفضل۔ فیہ قرأتان الاولی بالیاء لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالنون للباقین وفی الاولی ردعلی یدبر ویفصل ویغشی قولہ تعالیٰ فی الاکل۔ فیہ قرأتان الاولی بسکون الکاف لنافع وابن کثیر والثانیۃ بالضم للباقین وہما بمعنی مایوکل قولہ تعالیٰ ہل تستوی الظلمات۔ فیہ قرأتان الاولی علی التذکیر لشعبۃ وحمزۃ والکسائی والثانیۃ علی التانیث للباقین قولہ تعالیٰ ومما یوقدون فیہ قرأتان الاولی بالیاء علی الغیبۃ لحفص وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالتاء علی الخطاب للباقین قولہ تعالیٰ وصدوا۔ فیہ قرأتان الاولی بضم الصاد لعاصم وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالفتح للباقین ولا یخفی وجہہما قولہ تعالیٰ اکلہا۔ فیہ قرأتان الاولی بسکون الکاف لنافع وابن کثیر وابی عمرو والثانیۃ بضمہا للباقین قولہ تعالیٰ ویثبت۔ فیہ قرأتان الاولی بسکون الثاء وتخفیف الباء الموحدۃ لابن کثیر وابی عمرو وعاصم والثانیۃ بفتح الثاء وتشدید الباء الموحدۃ للباقین قولہ تعالیٰ وسیعلم الکفر۔ فیہ قرأتان الاولی علی الافراد کالفاجر لنافع وابن کثیر وابی عمرو والثانیۃ علی الجمع کالفجار للباقین (وجوہ المثانی متعلقہ جلد پنجم تمام ہوئی)

# فہرست مضامین منصوصہ قرآنیہ جلد پنجم بیان القرآن


| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | حقیقت قرآن ورسالت | ۱۱ | تبری معبودین از عابدین در قیامت | ۲۳ | اجمال قصہ عاد وثمود وغیرہم | ۳۴ | توحید ورسالت ومتعلقات آں |
| ۲ | حقیقت توحید | ۱۲ | احقاق توحید وابطال شرک | " | قصہ موسیٰ علیہ السلام با فرعون | ۳۶ | بحث بعث |
| " | حقیقت معاد | ۱۳ | حقیقت قرآن | ۲۵ | تتمہ قصہ موسویہ | ۳۷ | بیان بعض خواص بشریہ درباب فتن |
| " | ثبوت توحید | ۱۵ | تبریہ وتسلیہ رسول اللہ صلے اللہ | ۲۶ | تتمہ قصہ موسویہ | | ومحن |
| ۳ | ثبوت معاد | | علیہ وآلہ وسلم | ۲۷ | تتمہ قصہ موسویہ | ۳۸ | مبحث رسالت وبیان توحید |
| ۴ | جواب شبہ از عدم وقوع عذاب عاجل | ۱۶ | تحقیق معاد وجواب شبہات | ۲۸ | حکایت نعمت داؤد وحکایت معصیت یہود | ۳۹ | ابطال زعم کفار استحقاق ثواب را |
| ۵ | تزییف طریقہ مشرکین | | کفار متعلق آں | ۲۹ | حقیقت دین محمدی بطرز خاص | | براعمال خود |
| " | تہدید کفار بذکر اہلاک سابقین اجمالاً | ۱۸ | حقیقت وفضیلت قرآن واستمالت | ۳۰ | تسلیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم | ۴۰ | تصدیق مومنین مر قرآن را واثبات |
| ۶ | حقیقت قرآن ورسالت | | مخاطبین بدو | | ببیان دوران ہدایت بر مشیت | | بالدلیل با وعید مکذبین |
| ۷ | ابطال شرک | ۱۹ | تقبیح بعض رسوم شرک | ۳۱ | مکلف ومعذب شدن معاندین | ۴۱ | تفصیل انجام مکذبین ومصدقین |
| ۸ | ثبوت مسئلہ رسالت | ۲۰ | تسلی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ | ۳۲ | بیان توحید رکن اعظم اسلام | ۴۲ | قصہ حضرت نوح علیہ السلام |
| " | علت اعتراض واعراض کفار | | وتتمیم بیان علم وقدرت وحفاظت تکبیہ | ۳۳ | اقامت حجت بعد اتمام دعوت | ۴۵ | جواب محاجہ کفار مکہ |
| ۹ | توحید ومزید وعید | ۲۱ | توحید | " | تسلیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ | ۴۵ | تتمہ قصہ نوح علیہ السلام |
| " | فنا دنیا وبقائے جزا وسزائے عقبیٰ | ۲۲ | قصہ نوح علیہ السلام با قوم او | | وآلہ وسلم | | متعلق طوفان |

| صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون | صفحہ | مضمون |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۴۸ | قصہ فرو شدن طوفان | ۶۹ | حقیقت قرآن وتمہید قصہ | ۹۲ | باز گشتن برادران یوسف علیہ السلام | ۱۱۰ | بعضے صفات وعقاب محقین و |
| ؍؍ | دعاء نوح علیہ السلام وجواب باری تعالےٰ | ؍؍ | آغاز قصہ وخواب گفتن یوسف علیہ | | از سفر دوم | | مبطلین |
| ۴۹ | خاتمہ قصہ | | السلام وجواب دادن یعقوب | ۹۵ | بار سوم آمدن برادران یوسف علیہ | ۱۱۱ | جواب شبہ عدم مبغوضیت |
| ؍؍ | بعضے فواید قصہ مذکور | | علیہ السلام | | السلام بامر یعقوب علیہ السلام | | کفار از وسعت رزق |
| ۵۰ | قصہ عاد قوم ہود علیہ السلام | ۷۰ | معاملہ اخوان یوسف علیہ السلام با او | | تجسس یوسف وبنیامین | ۱۱۳ | عود بہ بحث نبوت |
| ۵۲ | قصہ ثمود قوم صالح علیہ السلام | ۷۳ | قصہ یوسف علیہ السلام با زن | ۹۶ | باز گشتن برادران یوسف علیہ السلام | ۱۱۴ | تقبیح شرک واہل آن |
| ۵۵ | قصہ ابراہیم علیہ السلام واضیاف او | | عزیز | | از سفر سوم وبشارت بردن | ۱۱۵ | سزائے مشرکین وجزائے مومنین |
| ۵۷ | قصہ حضرت لوط علیہ السلام وقوم اوکہ | ۷۶ | چند فائدے ضروریہ | ۹۸ | بار چہارم آمدن برادران یوسف علیہ | ۱۱۶ | کلام با اہل کتاب متعلق نبوت |
| | منزلہ تتمہ قصہ سابقہ است | ۷۷ | قصہ قاطعات ید با یوسف علیہ السلام | | السلام معہ والدین واہل خود | | کلام در منکرین نبوت از غیر |
| ۵۹ | قصہ شعیب علیہ السلام با اہل مدین | | وسجن او | ۹۹ | ختم قصہ بر دعائے یوسف علیہ | | اہل کتاب |
| ۶۲ | قصہ موسیٰ علیہ السلام با فرعون | ۷۹ | قصہ یوسف علیہ السلام با ساقی | | السلام برائے ختم بالخیر | | تمت |
| ؍؍ | تذکیر عواقب دنیویہ کفر | | وخباز شاہی در سجن | ۱۰۰ | بحث رسالت وتوحید و | | |
| ۶۳ | تذکیر عواقب اخرویہ کفر | ۸۱ | قصہ تعبیر یوسف علیہ السلام رویار | | تسلیہ حضور ووعید منکرین | | |
| ۶۵ | عود بمضامین تسلیہ وحکمت تاخیر عذاب | | ملک مصر را | | وحقیت قرآن | | |
| | وتیقن وقوع آں بوقت خود ترغیب | ۸۲ | قصہ ملاقات ومکالمت یوسف علیہ | ۱۰۳ | حقیت قرآن | | |
| | امتثال اوامر | | السلام با ملک مصر | ؍؍ | توحید | | |
| ۶۶ | سبب قریب ہلاک امم سابقہ | ۸۵ | ظہور قحط وبار اول آمدن برادران | ۱۰۵ | جواب مطاعن بر نبوت | | |
| ۶۷ | بیان بعض حکمتہائے حکایت قصص | | یوسف علیہ السلام وباز گشتن | ۱۰۶ | عود بسوئے توحید | | |
| ۶۸ | خاتمہ کلام بالد الخصام | ۸۹ | بار دوم آمدن برادران یوسف علیہ السلام | ۱۰۹ | مثال حق وباطل | | |


تالیفات حکیم الامت تھانویؒ

247 / 124

# چند بہترین اسلامی کتابیں

## دروس القرآن

حصّہ اوّل ۔ حصّہ دوم ۔ حصّہ سوم
۶ ر ۹ ر ۱۴ ر

(صوفی نذر محمد سیال ایم اے ایم او ایل ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول امین آباد)

دروس القرآن کے حصہ اوّل میں مرکبات کا ذکر ہے ۔ اور اس میں تقریباً ۵۰۰ الفاظ کی لغت شامل ہے ۔ حصہ دوم میں فعلوں کا ذکر ہے اور افعال کے علاوہ اسمائے مشتق کو واضح کر دیا ہے ۔ اس حصے میں ۲۰۰ نئے الفاظ کی لغت اور شامل ہو گئی ہے ۔ ان ہر دو حصوں میں صرف و نحو کے تمام مشہور اور ضروری قاعدے واضح کر دیئے گئے ہیں ۔ حصہ سوم میں مصنف نے کثیر الاستعمال حروف کے مختلف معانی اور ان کا استعمال سمجھایا ہے ۔ اس کتاب کے مطالعہ سے قاری کو عربی زبان پر اتنا عبور حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ قرآن پاک کا ترجمہ بغیر کسی اُستاد کی مدد کے سمجھ لیتا ہے ۔ مصنف نے اس کتاب کی تدوین میں چار سال صرف کئے ہیں ۔

## صراطِ مستقیم

(از شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ)

شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ ان چند نامور ہستیوں میں سے ہیں جن کا نام تاریخ اسلام میں ہمیشہ زندہ و پائندہ رہیگا ہندوستان میں اسلام کی اشاعت اور اعلائے کلمۃ الحق کیلئے جہاں ان کا جہاد بالسیف بے مثل ہے وہاں آپ کا جہاد بالقلم بھی بے نظیر ہے ۔ کتاب "صراط مستقیم" ان کے جہاد بالقلم کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے ۔ اس کتاب میں رشد و ہدایت کے ایسے موتی بکھیرے ہیں کہ ہر انسان کیلئے اس کا مطالعہ ناگزیر ہے قرآن کریم اور احادیث نبوی کے حوالوں سے کتاب کی افادیت میں اور بھی اضافہ ہو گیا ہے ۔ کتاب ایک مدت کے بعد شائع ہوئی ہے طباعت کاغذ عمدہ نہایت خوبصورت گرد پوش قیمت ۳ روپے

## سرمایۂ زندگی!

مُرتّبہ سید احتشام الحسن صاحب

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے ۔ انسانی زندگی کے ہر فعل کے متعلق اسلام مسلمان کو مکمل ہدایات پیش کرتا ہے اس کتاب میں اسلامی اخلاق کو مکمل طور پر پیش کیا گیا ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کو احادیث کی رُو سے عام فہم زبان میں تحریر کیا گیا ہے ۔ اس کتاب کے مطالعہ زندگی کے اہم اُمور سے متعلق اسلامی نقطۂ نظر کی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے ۔ قیمت دو روپے ۸ آنے

## محمّدیہ پاکٹ بُک

مصنفہ مولوی محمد عبد اللہ معمار امرتسری قیمت فی حصہ مرزا ...

فاضل مصنف نے یہ کتاب تصنیف کر کے جملہ اہلِ اسلام پر ایک احسان عظیم کیا ہے ۔ اگر کوئی مسلمان ایک دفعہ اس کتاب کو پڑھ لے تو وہ کبھی مرزائیت کے جال میں نہیں پھنس سکتا بلکہ تمام اختلافی مسائل پر ان سے بحث کر سکتا ہے مرزائیوں کے ایک ایک دجل و فریب پر نہایت مفصل و مدلل جواب دیا گیا ہے یہ ہی ایک کتاب ہے جب پہلی دفعہ طبع ہوتی تھی تو قصر مرزائیت میں زلزلہ پیدا ہو گیا تھا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا اب بڑی محنت سے نیا ایڈیشن طبع کرایا ہے جلد خریدئیے ورنہ کسی قیمت پر دستیاب نہ ہو گی ۔ قیمت : تین روپے بارہ آنے

ملنے کا پتہ

**شیخ محمّد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور**

## قادیانی مذہب

پروفیسر الیاس برنی صاحب کی وہ جامع اور مستند تالیف ہے جس کو پاکستان اور ہندوستان میں بلکہ دیگر ممالک میں بھی خاص شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی اور جس کے اثرات سے قادیانی تحریک اس درجہ ٹھنڈی پڑ گئی کہ لوگوں کو اس کے خاتمہ کا یقین ہو گیا ۔ چنانچہ وہ یقین پورا ہوتا نظر آ رہا ہے ، ہانچ پیر مارنے کا انجام ظاہر ہے قادیانی مذہب پانچواں ایڈیشن بڑی تقطیع کے بارہ سو صفحات پر شائع ہوا تھا ۔ مدت سے کمیاب بلکہ نایاب تھا ۔ اور خاص و عام طبقوں میں اسکی مانگ روز افزوں تھی ۔ بنا براں اس کا چھٹا ایڈیشن بعد نظر ثانی باضافہ مضامین دو حصوں میں زیور طبع سے آراستہ ہو کر منصۂ شہود پر آ گیا ہے جلد طلب فرمائیے ۔

## خلافت اور سلطنت

(از ڈاکٹر امیر حسن صدیقی ایم اے پی ، ایچ ڈی)

یہ کتاب مصنف نے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے انگریزی زبان میں لکھی تھی اس کا ترجمہ سبط الحسن صمد نے کیا ہے اور مقدمہ سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے ۔ اس میں خلافت کے متعلق نہایت سیر حاصل بحث کی گئی ہے ۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

## تفسیر قادری

(تفسیر حسینی حسین واعظ کاشفی سلیس اور اردو میں ترجمہ)

قرآن مجید کی یہ مفصل اور عام فہم تفسیر جو کہ ایک عرصہ سے ختم ہو چکی تھی معزز گاہکوں کے بےحد اصرار پر اب صرف زر کثیر سے تفسیر ہذا کو جدید ترین ڈیزائن میں طبع کرایا گیا ہے ۔ سائز درمیانہ ۔ لکھائی چھپائی عمدہ ۔ کاغذ سفید ۔ ہدیہ ہر دو جلد مکمل مجلد (سولہ روپے ۱۶ )

(کتبہ محمد عارف)